



# رسالہ خندہ اردو رسالہ فیض عام

یہ رسالہ تصنیفات جناب عالم عامل و فاضل کامل جامع اخلاق عظیمہ جادوی  
محاسن مخیر صاحب بن سلیم مالک طبع مستقیم جناب مولیٰ الکونین مولوی سید  
عنایت حسین صاحب پیر سرہی علی اللہ تعالیٰ کی ہے  
اس رسالہ میں اس منظر کا ذکر ہے جو فیما بین حنیفہ و علما نامہ ارسنیہ کے  
مابین ہوا اور اس میں قورع میں آیا تھا اور حنیفہ نے بدلائل عقلیہ و  
نقلیہ علیٰ یہ مقابلین کو ساکت کر دیا تھا نقطہ

اعْلَانٌ وَاجِبُ الْأَدْعَاةِ

در سنہ ۱۲۹۰ھ

یہ کتاب اصحاب دہرباد میں شائع ہوئی ہے اور مولیٰ الکونین نے اس کی تصنیف کی ہے

بمطبع یوسفی علی طبع شد

# انوارِ معظم

یعنی

## حزرا المؤمنین

اس کتاب کا تاریخی نام انوارِ معظم ہے اور دوسرا نام کمیت معانی و مطالبہ الحب المؤمن  
 رکھا گیا ہے اس کتاب میں عجیب و غریبہ اعمال و عملیات شاذ و نادرہ کو فرا  
 کیا ہے کہ جنکی تعریف سے میرا قلم عاجز ہے چنانچہ مصنف نے پہلے حصہ میں ۱۰  
 سورہائے قرآنی مع ترتیب خواندگی و ختم عمل کے اور دوسرے حصہ میں ۱۰  
 دوازدہ ساعت روزمرہ کے متعلق جو منسوب بہ طاہرین و انبیاء و اولاد  
 ہیں مع دوائے ہفت قاموس و دوائے ہفت ہیکر و دوائے مفید و سرقدیر و  
 بہت کثرت روزی و غیرہ و غیرہ اور سرے حصہ میں نماز ہائے قضائے حاجا  
 اور حصہ چہارم میں حزمہائے قرب ہر ایک امر کیلئے اور حصہ پنجم میں ترکیب  
 بیضا و داو عبیہ خاص بنابر دافع امراض و غیرہ و غیرہ ہیں یہ کتاب لاتی سفید کا  
 عمدہ پاکیزہ خط نسخہ صحیح نام و اتمام بالا کلام چھاپی گئی جو قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ  
 ڈاک و فیس و لیو پے ایل کے ہے۔

العبس

سید علی حسین مالک مطبع کوٹھی دہلی

الْحَقُّ يَعْلَمُ وَلَا يَعْلَمُ

بِحمد الله المتان که درین آوان مینیت تو مان کتاب ستاب فی علم کلام لینی



بصیحه تمام و با تمام الاکلام اذل لکونین سید علی حسین عنی الله عزه

بطلع الوصفی دهلوی طبع شد





میں کہ اکثر احباب وہاں مجتمع تھے میں بھی شریک ہوا جو کہ رسالہ مذکورہ میرے ہاتھ میں تھا چند احباب نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کیا کتاب ہے بندہ نے نام کتاب کا بیان کیا پھر دریافت کیا کہ فارسی ہو یا اردو دینی عرض کیا کہ فارسی ہو اسوقت اکثر صاحبان حضرات جلسہ نے فرمایا کہ ہم نے حال مباحثہ حنیہ کا سنا ہے خوب چاہیے اگر یہ اردو ہوتا تو خوب ہوتا کہ ہم بھی اسکو پڑھکر یا سنکر خوش اور مخطوط ہوتے اگر یہ اردو ہو جاوے تو خوب ہے کہ سب کو فائدہ ہو جو پڑھے یا سنے وہ خوش ہو اور مترجم کو بدعاتے خیر یاد کریں بندہ نے عرض کیا کہ اول میں یہ رسالہ عربی میں تھا ششہ ہجری میں ولایت شام شہر دمشق سے ملا ابراہیم بن ولی اللہ استرآبادی اسکو ملک عجم میں لائے اور عہد میں شاہ طہما اسپ صفوی الحینی بادشاہ ولایت ایران کے عربی سے فارسی میں نظر فائدہ عام ترجمہ ہوا اسوقت اکثر مومنین حاضرین صحبت مذکورہ نے خواہش فرمائی کہ اس عاصی ناکام سے فرمایا کہ اگر تو اسکو فارسی سے اردو میں ترجمہ کرے تو فائدہ اسکا نام اور انتفاع عام ہو خصوصاً زبدۃ الحاج عمدۃ الزوار محسن و مکرم براوان و دوتان اخوت پناہ و محبت و شگاہ جناب الحاج السید عابد علی صاحب زادہ اللہ یدار جہ و حصل اللہ مایمانہ نے باصرہ و تاکید تمام ارشاد فرمایا کہ ہم نے پہلے بھی چند بار تجھ سے اس بارہ میں کہا ہے کہ کوئی رسالہ وغیرہ کسی مطلب خیر میں لکھنا چاہئے کہ وہ یا لوگ اور باقیات الصالحات میں ہو کر ہے اس واسطے اب ہم اس رسالہ حنیہ کی واسطے بھی کہتے ہیں کہ اسکو اردو کرو اگرچہ اس ناتوان کو یہ لیافت اور طاقت تو کہاں ہے کہ کچھ لکھے اپنی لیافت اور لباعت کو انسان خود ہی خوب جانتا ہے من انعم کہ من انعم مگر بطریق تمیل ارشاد جناب موصوف کے کہ الامر فوق الادب بجا آوری ارشاد جناب ممدوح میں مجبور ہوا اور اسی روز مبارک و سعید عید بابا شجاع کو ایک ورق کا ترجمہ اردو میں لکھا تاکہ ہر مرد اور عورت کو فائدہ پہنچے الحمد للہ کہ چند روز کی محنت

میں بافضل خدا سب رسالہ کو اردو کیا اور وقت لکھنے ترجمہ کے اول سو آخر تک لفظ  
بلفظ ہو بہو بے کم و کاست ترجمہ کیا اور اپنی طرف سے کی طرح کی افراط و تفریط اور  
داخل و تصرف عبارت اردو میں ازراہ تکلف کے نہیں کیا اور ہر مقام پر خیال مبتدا و خبر  
ترجمہ اردو میں عبارت عربی اور فارسی کا مقدم سمجھنا کہ وقت سیر اور ملاحظہ رسالہ مذاک  
فارسی اور سامع کو وقت نہوا و زمانہ تاریخی اس رسالہ کا **فصل عام** کیا اب اُمید ناظرین  
ترجمہ رسالہ مذاک ہے کہ اگر کسی مقام پر بہو یا غلطی ازراہ بشریت کے اس مترجم کی  
طرف سے باتیں تو غفور ماعین و ارحم الراحمین کو عرض میں عافی خیر کے مورد طعن و مفسد نہ  
کریں اللہ الموفق و المعین و المستعین و المستعان علیہ السلام بن علی شہد استر با و متی رحم  
فارسی لکھتے ہیں کہ جب میں شیعہ میں بعد حصول شرف و مرتبت اللہ المحرام اور زیارت تیلالام  
و ائمتہ معصومین علیہم السلام کے مقام دار الخلافۃ دمشق میں کہ جس کو اب عرصہ تین سو  
اثنالیس برس کا ہو اپنی اہل و عیال پر اکثر محبان اہلبیت اطہار و شیعان حیدر و کار  
سے مینے ملاقات کی بارہا صحبت میں شیعان اور مولیان اہلبیت کے مشید ہوتا تھا  
چند مومنین سے مجھ کو زیادہ تر محبت پیدا ہو گئی اکثر ذکر و اذکار مباحثہ مذہبی کے  
باہم ہوتے تھے ایک روز ایک بزرگ نے ذکر کیا کہ رسالہ حنیہ کہ میں نے مباحثہ حنیہ کا ہر کہ زمانہ  
ہارون رشید عباسی میں علماء و فضلاء مخالفین کو بحث کر کے حقیقت مذہب اہل بیت کی  
دلائل اور براہین عقلیہ و نقلیہ کو ثبات کی جو وہ نہایت عمدہ مباحثہ ہے بیان ایک تہ  
بزرگ کے پاس پہنچا پھر میں ان تہ بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا فی الواقع وہ تہ بالا  
قدیر شیعہ اور صاحب دہر تھے انکی خدمت میں اتنا س کیا بیٹھے کہ اگر رسالہ حنیہ براہ  
مسافر نوازی اسطے نقل کے مجھ کو عنایت ہو تو موجب منت ہو الغرض بہر اہمیت اور خواہ  
وہ رسالہ آنے سے لیکر اول سو آخر تک پڑھا اور اسکو لکھا اور حسب شہر و مشق سے روانہ  
ہو کر ملک ایران میں آیا تو میں اس سال کو بطور ہدیہ احباب کی خدمت میں بھیجا تھا اور طبعہ ہاتھ

متعددہ میں سالہ مذکورہ کو محتبان حیدر کرار اور شیعیان اہلبیت اطہار کو سنا تھا وہ نہایت خوش اور محفوظ ہوتے تھے مگر جو کہ سالہ عربی تھا سوائے اہل علم کے عوام کو فائدہ نہ تھا اس واسطے بہ پاس خاطر ایک دوست کے کہ وہ بھی تہذیب عالی نسب و حکایت حنفیہ کو عربی سے فارسی میں بلا تکلف اور تصنع کے بغیر ترجمہ کیا تا سب کو فائدہ پہنچے پس مختصر یہی عرصہ میں اس سال کی بڑی شہرت ہوئی ہر شاہک کہ ذکر اس سالہ کا زبان کی کسی مشہد سلطنت کے شاہ طہاسپ صفوی الجینی نوٹا لشاہ کو بھی نہایت مشتاق اس سبب سے کہ سننے کا ہو اور مجھ کو اپنے حضور میں طلب فرمایا اس وقت میں یہ رسالہ حضور شاہ طہاسپ سپاہ میں پیش کیا تو بہت خوش ہو کر اور مجھ کو بظاہر انعام و اکرام سے فروز فرمایا کیفیت مبارک حنفیہ کہ فی الواقع حنفیہ ہم با سنی تھی یہ جو روایات صحیحہ اور اسانید معتبرہ سے قطعاً سلف حنفیہ کو فاضل محقق اور عالم مدقق شیخ ابو الفتح نے کہ علماء اعلام اور فضلاء فہام سے ہیں اس طرح بیان فرمایا کہ زمانہ ہارون رشید عباسی میں کہ خلیفہ نجم خلفاء عباسیہ میں سے ہو اور یہ بڑا ظالم اور جابر گزرا کہ اس ملعون کے زمانہ میں بہت سے عداوت بنی فاطمہ اور اکثر سادات علویہ قتل ہوئے اور ہزاروں بنی فاطمہ بجاتے سنگ و خشت کے عمارات میں چنے گئے اور باعث شہادت جناب امام موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام کا بھی یہی ملعون ہوا ہے المختصر اسی عہد میں ایک مرد سوداگر تھا صاحب جاہ و مال درو سائے اور شاہیر بغداد سے کہ محبت اہلبیت رسالت میں مشہور و معروف تھا اور ہمیشہ خدمت با سعادت جناب امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام میں حاضر رہتا تھا اور شر الطہ بندگی اور خدمت گزاری کی بجا لاتا تھا بعد شہادت جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سبب ظلم اعدا دین و مخالفان خلفاء عباسیہ کے ان اسباب اس نیکو کامیاب تباہ و برباد ہوا کہ فقیر و محتاج ہو گیا اور کچھ اثاثہ باقی رہا سوائے ایک ٹوٹی کر کہ با بیج برس کی عمر میں اس کو خریدیا تھا اور واسطے تعلیم تربیت کو مکتب میں

مرد و عورت و بچہ سب کو فائدہ پہنچانے کے لئے

بٹھایا تھا اور جب عمر اس کی سن پانچویں ہوئی تو حرم محرم جناب امام جعفر صادق علیہ السلام  
 میں آمدورفت اُس نے پیدا کی اور میں برس تک علوم دینیہ کو تحصیل کیا اور حسنِ ملامت  
 میں بھی بے نظیر تھی اور نام اس کا حنیفہ تھا جبکہ خواجہ بازارگان پر هجوم مقرر ہوا اور  
 نانِ شہینہ تک کو محتاج ہو گیا تو مجبور ہو کر ایک روز خواجہ نے حنیفہ کو مقرر فادائیگی کی گواہی  
 کہ حنیفہ تو میرے نزدیک بجا و عزیز ہے کہ وہ اور مجھ سے ترے لیے اور تیرے لیے بہت  
 بہت سی محنت اٹھائی کہ تجھ کو اس مرتبہ پر پہنچا یا اس لیے کہ روزِ تجھ کو یہ فضل و کمال حاصل ہے  
 میں جانتا ہوں کہ تو اپنی جوتِ طبیعت اور فطرتِ عقل سے ایسی تدبیر کر کہ عیسیت اور جوہم مقرر  
 مجھ سے دور رہو حنیفہ نے فرمانا خواجہ کا قبول کیا اور کہا بچہ جو ایشا دیو کا بچا لاؤنگی لیکن ایشا  
 ایک عرض کر خواجہ نے کہا کہ بیان کر حنیفہ نے کہا کہ اس خواجہ صلاح و مت یہ کہ مجھ کو ملے روئے  
 رشید خلیفہ کے سامنے لیجیل اور میرے بچے کا اظہار اگر خلیفہ میری قیمت پوچھے تو کہنا کہ ایک لاکھ  
 دینار طلا قیمت اس کی ہے اگر پوچھے کہ میں کیا وصف ہو جو قیمت رکھتی ہے تو اس وقت یہ جواب  
 دینا کہ اگر تمام علماء عصر اور فضلاء ہر جمع ہوں اور علوم دینیہ میں اس کو بحث اور مناظرہ کریں تو  
 یہ مغلوب اور عاجز نہ ہوں گی بلکہ سب پر غالب آؤ گی خواجہ نے جس وقت یہ تقریر حنیفہ کو سنی کہا  
 بخدا ہرگز ایسا نہ کروں گا سب او وہ ظالم کیفیت فضیلت اور حسنِ صورت اور سیرت تیری سے  
 آگاہ ہو جائے اور تجھ کو مجھ سے چھین لے تو میں تیری فراق میں صبر نہ کر سکوں گا حنیفہ نے  
 عرض کیا کہ اے خواجہ ہرگز خوف نہ کھا جب تک میں زندہ ہوں تب صدقِ اہلبیت اطہار کو جو مجھ سے  
 کوئی جدا نہیں کر سکتا اٹھ اور خدا پر توکل کر ان فرض بہت تاکید کی کہ خواجہ مجبور ہو گیا اور حنیفہ  
 میں یحییٰ بن خالد بریکی وزیر ہارون رشید کے گیا اور کیفیت بیان کی یحییٰ وزیر نے کہا کہ اپنی  
 کنیز کو لے آؤ خواجہ موافق کہو وزیر نے حنیفہ کو خانہ یحییٰ میں لے گیا جس وقت یحییٰ نے صورت  
 و سیرت و فصاحت و بلاغت حنیفہ کو دیکھا متحیر ہوا اور دو لڑتے خلیفہ میں گیا اور  
 اس کی خدمت میں پہنچ کر سب قصہ بیان کیا خلیفہ نے حکم دیا کہ اس کنیز کو حاضر اس میں فوجی حکم

خليفة کے حُسنیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقتِ حقیقت داخل و بارہوتی تو چند شعر السیاحہ  
 مع خلیفہ میں پڑھے کہ وہ بہت خوش ہوا اور اُس نے حکم دیا کہ خواجہ حاضر ہو وقتِ حاضر ہونے  
 خواجہ کے قیمت اسکی خلیفہ نے دریافت کی اور نام پوچھا خواجہ نے کہا نام حُسنیہ اور قیمت لاکھ و بیارہ  
 کلام خواجہ کا ہارون رشید کو ناگوار گزرا اور کہا کہ اس قدر قیمت اس کینز کی کس واسطے بیان کرنا  
 ہو خواجہ نے کہا کہ وصف یہ ہو کہ اگر تمام علمائے تہذیب کے علوم دینیہ میں اس کو مناظرہ کریں تو ہرگز  
 فتیحات ہو سکیں ہارون نے کہا کہ اگر یہ بکرم ہو جاوے تو کینز کو لے لوں گا اور تجھ کو گردن مار دوں گا خواجہ نے  
 کہا کہ اگر قول میرا صحیح ہو تو کیا کرے گا جواب دیا کہ ایک لاکھ و بیارہ مع کینز تیری کو تجھ کو ملیں گی خواجہ نے  
 عرض کیا کہ مجھ کو نقد نہ ملے مجھ کو کینز ہی ملے گا کہ میں کینز کو پھر پوچھ لوں ہارون نے قبول کیا خواجہ نے حُسنیہ  
 سے سب حال بیان کیا حُسنیہ نے کہا کہ اے خواجہ اندیشہ نہ کر کہ بتقدیر رسالت احمد مختار و بہرکت  
 اہلبیت علیہا السلام انشاء اللہ تعالیٰ میں ہرگز مغلوب اور عاجز نہ ہو گی خواجہ یہ بات سنکر ہارون کی خدمت  
 میں حاضر ہوا اور موافق شرط کے جس طرح اوپر بیان ہوا ہارون سو اقرار کیا اسوقت ہارون نے  
 حکم دیا کہ حُسنیہ کو حاضر کر حُسنیہ مجلسِ خلیفہ میں حاضر ہوئی اور شرائط و عاگوئی کے حضور ہی خلیفہ  
 میں بجالائی ہارون نے کہا کہ اے حُسنیہ تیرا کیا مذہب ہے اور کس دین و آئین پر ہے حُسنیہ نے  
 عرض کیا کہ دینِ حسین رسول رب العالمین اور طریقہ اہل بیت طاہرین کا رکھتی ہوں ہارون نے  
 کہا کہ اے حُسنیہ خلیفہ اور وصی بعد رسول خدا صلعم کے کون تھا حُسنیہ نے کہا کہ اے خلیفہ سب  
 علماء کو حکم کر کہ حاضر ہوں اسوقت انشاء اللہ تعالیٰ جو کچھ مجھ کو کہنا ہو گا کہنوں گی اور  
 جس کیسکو میری روئے مذہب میں کلام ہو گا اُسکا میں جواب بآئین شائستہ دوں گی اسوقت  
 ہارون کو معلوم ہوا کہ یہ طریقہ اہلبیت پر ہو پھر وزیرِ بحری کو بلایا اور کہا کہ یہ کینز کن ہمارے طریقہ اور  
 مذہب پر نہیں ہو اگر تو کہو تو اسکو قتل کروں یہی نے کہا کہ اے حُسنیہ اس کینز نے دعویٰ بہت بُرا  
 کیا ہے اگر اُس پر عہدہ سوز نہ آوے اور ہمارے عالموں سے مغلوب ہو جاوے اور حقیقت اپنے مذہب  
 کی ثابت نہ کر سکے اور اُس پر دعویٰ میں جھوٹی نکلے تو اسوقت البتہ قتل کرنا اسکا چاہتا ہوں اگر طاعت

اور فضلاً ہمارے اس سر مغلوب اور عاجز ہو جاویں تو رعایت اور حمایت اُسکی خلیفہ پر لازم اور واجب ہو کہ واسطے کہ جو کثیر اس صفت کی ہو کہ سب لمون پر فائق ہو مارنا اُس کا خلاف شانِ خلافت ہو کہ بنا وزیر کا خلیفہ کو پسند آیا اور فرمایا کہ تو حکم جاری کر کہ تمام علماء بغداد حاضر ہوں چنانچہ اُسی زمانہ میں ابو یوسف قاضی بغداد سرگرد و علماء شہر تھا اور شافعی بھی اُسی عہد میں بغداد میں رہتا تھا اور ابو یوسف اور شافعی میں عداوت قلبی تھی اتفاقہ تمام عالم اور فاضل بغداد کے روبرو خلیفہ کے حاضر ہوئے حسنیہ نے برقع اوڑھا اور برابر علماء کے آکر بیٹھی اسوقت علماء نے مذہبِ ملت حسنیہ کا پوچھا اُس کو طریقہ اور مذہب اپنا موافق طریقہ اہلبیت علیہم السلام کے ظاہر کیا اور نہایت ہوشیاری اور بیباکی سے مباحثہ اور مجادلہ شروع کیا اور اس محفلیت سے گفتگو کرتی تھی کہ کیکو طاقت اور مجال جو انبیاء کی نہوتی تھی اور تفسیرِ اولیائے بات قرآنی اور احادیثِ صحیحہ کو اس طرح سربان کرتی تھی کہ ہارون بختیاب کھا کر رہ جاتا تھا اور حیران تھا جب ہارون نے جانا کہ یہ کثیر کیا پوچھ علم و کمال میں کامل ہو اور علماء بغداد میں کوئی بھی اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا پس حکم دیا کہ ایک شخص عرب قوم بدوی کو بلاؤ چنانچہ وہ حاضر ہوا اسوقت خلیفہ نے ایک خط حاکم بصرہ کو لکھا اور عربی کہا کہ تو اسوقت بصرہ کو جا اور بہت جلد پہنچ اور ابراہیم بن خالد عوفی کو کہ وہ اُس زمانہ میں بہت بڑا عالم بصرہ سے تھا اور علمِ کلام اور فقہ اور تفسیر اور اخبار میں اپنا عدیلِ نظیر نہ رکھتا تھا اور اُس زمانہ میں چارے کو عالم دارالامارہ بصرہ میں تھے اور ابراہیم اُن سب عالموں میں کمال اور افضل تھا بلایا جسوقت وہ عرب بندہ یعنی خط خلیفہ کے حاکم بصرہ کے پاس پہنچا حاکم نے ابراہیم کو شتر تیز رفتار پر سوار کر کے بغداد کو روانہ کیا ابراہیم خدمتِ ہارون میں آیا ہارون نے حکم دیا کہ مجلسِ آستانہ ہوا اور منادی کہیا کہ تمام اراکینِ خلافت اور سردارانِ سلطنت دو گتہ لے کر خلیفہ پر حاضر ہوں کہ آج کے روز مباحثہ اور مناظرہ ہو گا اور واسطے ابراہیم کے خلیفہ کے حکم دیا کہ کسی زمین بچھائی

جاوید اور ابراہیم انسپر بیٹھے اور بہت تعظیم و تکریم ابراہیم کی خلیفہ نے کی جسوقت ابراہیم  
 سفیر ملکا بھوکری نیکار پر بیٹھا اور گردن ہلا کر کہنے لگا کہ حنیفہ کو بلاؤ پس حنیفہ کو  
 بلایا اور اہل خدمت اور نوکروں کی جگہ واسطے حنیفہ کے قرار دی جسوقت حنیفہ روبرو  
 آئی خلیفہ سے اجازت طلب کی بعد حصول اجازت کے شرائط دعا اور سلامتی مانگو  
 کی بجالاتی اور بغیر اس کے کہ اُسکو اُسکی جگہ پر بٹھاتیں خود ابراہیم کے برابر جا بیٹھی  
 اور وہ نہایت تکبر و غرور سے کرسی زترین پر بیٹھا ہوا تھا ہارون نے طرف حنیفہ  
 کے دیکھا اور گونہ چشم سے واسطے مباحثہ اور مجاولہ کے اشارہ کیا حنیفہ نے کمال  
 فراست و انانی سے اشارہ خلیفہ کو سمجھ کر اسوقت متوجہ طرف ابراہیم کے ہوتی اور کہا کہ  
 اے ابراہیم تو ہی ہو کہ تیرا جلد کتاب تیری تصنیفات سے مشہور و معروف ہیں اور تو انجو کو  
 وارث علم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا جانتا ہے اور فخر کرتا ہے عداوت  
 علی بن ابی طالب علیہ السلام پر ابراہیم اس کلام کو سن کر غصہ ہوا اور بولا کہ اے زبان دین  
 تو مجھ سے تسخر کرتی ہے اور طرف اہل مجلس کے منٹھ پھیر کر کہنے لگا کہ اس کینر سو مباحثہ  
 و معارضہ کرنا مجھ کو مناسب نہیں ہو کیونکہ میں کچھ فائدہ نہیں بلکہ میری واسطے موجب  
 خفت اور سبکی ہے بھی برکی زیر ہارون روبرو اس کے کھڑا تھا وہ ہنسا اور کہو لگا کہ  
 اے خداوند کلام ہندگان اہل دین کا یہ ہو کہ انظر ما قال لا تنظر الی من قال لے ابراہیم  
 کلام اہل فضل سے بعید ہے حنیفہ نے کہا کہ اے ابراہیم انشاء اللہ بتائید اہلیت رسالت  
 بنیاد اسوقت تجھ کو کرسی زترین سے نچوڑا تا قی ہوں اور مجاولہ اور مباحثہ شروع کیا  
 ابراہیم نے کہا اول سوال میری طرف سے ہو گا کہ میں دوسرے آیا ہوں اور ابراہیم نے  
 اسوقت اپنے ولس یہ سوچا تھا کہ حنیفہ یہ چاہتی ہو کہ حقیقت مذہب اہلیت کی اور  
 اپنی ہارون پر ظاہر کرے حنیفہ نے کہا کہ اے ابراہیم تو سوال کر مجھ سے اور پوچھ جو کچھ  
 تجھ کو پوچھنا ہے اسوقت ابراہیم حنیفہ سے سوال کرتا تھا اور حنیفہ با فصاحت و بلاغت



تمام اسکو جواب دیتی تھی یہاں تک کہ حنیفہ نے ابراہیم کے اسی سوالوں کا جواب اس جلسہ میں دیا اور اس کے اعتراضات کو دفع کر کے بند کیا جب یہ فصاحت و بلاغت اور خوبی بیان و تقریر لسان حنیفہ کی حاضرین جلسہ نے سنی تو نہایت خوش ہوئے اور تحم و محبت حنیفہ کا سبب حاضرین کے کشت لال میں جگمگایا اور سب علما اور فضلا کی مٹھائی اور کیا اور الفاس کی اس تلہ بر و بیان کو سنکر حیران و دالہ ہو گئے حنیفہ نے کہا کہ اے ابراہیم مناظرہ کو بہت دیر گزری اور جلسہ صحبت کو طول ہوا مجھ کو اندیشہ ہے اور خیال کرتی ہوں کہ باعث لال خاطر خلیفہ زمانہ کا ہوا اگر تو کچھ تو میں بھی سوال کروں ابراہیم نے کہا کہ اگر حنیفہ تین سئلے اور میں وہ بھی پوچھ لوں اگر جواب انکا نوٹے دیا تو میں چپ اور خاموش ہو جاؤں گا حنیفہ نے کہا کہ پوچھو وہ تین مسئلے کیا ہیں ابراہیم نے کہا میں پوچھتا ہوں کہ بعد حضرت رسالت پناہ صلعم کے خلیفہ اور قائم مقام ان کا کون ہو حنیفہ نے جواب دیا کہ جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ابراہیم نے کہا کہ سابق الاسلام کون ہو ابراہیم نے کہا وہ سابق الاسلام ہے جو داما و اور حجاز و مدینہ و یمن وغیرہ کا پہلا بارون اس بات کو سنکر بگڑا اور عرضہ ہوا اسوقت ابراہیم نے خلیفہ کو اپنا طرفدار جانکر بحث میں دلیر ہو کر کہنے لگا کہ اگر حنیفہ کس دلیل سے تو کہتی ہے کہ علی سابق الاسلام ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ ابو بکر سابق الاسلام ہے کیونکہ جب پیغمبر خدا نے دعوت اسلام کی تو ابو بکر کی عمر چالیس برس کی تھی اور علی طفل نابالغ تھے ایمان اور عبادت اور کفر و عصیت علی کا قابل اعتبار اور اعتماد کے نہ تھا حنیفہ نے کہا کہ اے ابراہیم اگر میں اعتبار عبادت اور متقی ہونا عذاب ثواب لڑکے نابالغ کا ثابت کروں تو تو اقرار امامت اور وصایت علی بن ابی طالب علیہ السلام پر کر گیا ابراہیم نے کہا کہ اگر تو محبت و دلیل تو ثابت کر دیتی تو اہل بیت میں قبول کر دینا حنیفہ نے کہا کہ کہتا ہوں تو اس قرآنی میں کہ صریح اور ظاہر ہے مقدمہ خضر و موسیٰ علیہما السلام میں کہ حضور نے

اُس لوگے کو قتل کیا اور قرآن مجید اُس پر ناطق سے فَاَنْطَلَقَا حَتّٰی دَالِقَا اَعْلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ قَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ قَتِيلاً نَّكْمًا بعد اُس کے جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر پر اعتراض کیا کہ تم نے اِس لوگے کو کیوں قتل کیا تو خضر نے جواب میں اُس کے کہا کہ وہ صریح اور واقع ہے اِنَّا الْغُلَامُ فَكَانَ اَبَوَاہُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا اَنْ يَّرْهُمَا فَطَغْيَانَا وَكَفَرَّا لے ابراہیم اب تو جواب دہو کہ قتل کرنا اُس لوگے کا حق اور درست تھا یا خضر ظالم تھے اگر تو یہ کہتا ہو کہ خضر ظالم تھے تو نہ چاہئے کہ خدا تعالیٰ مع ظالموں کی کہے اور مدح خضر کی قرآن میں صریح ہو اور خضر پیغمبر بزرگ ہیں ابراہیم نے یہ کلام حسنیہ کو سنکر گردن نیچے کو جھکا لیا اور چپ ہو گیا حسنیہ بولی کہ لے ابراہیم اب جواب کیوں نہیں دیتا اور کیوں نیچے سر جھکایا ہو معلوم ہوا کہ سوا عداوت اور عناد کے تجھے کچھ نہیں آتا اور ابراہیم جاننا چاہتا ہے کہ خدا سے تعالیٰ خالق عالم ہے سچ بیان کر کہ یہ قتل جو میں اب تجھ سے بیان کرتی ہوں تو نے کسی کتاب میں بھی دیکھی ہو اور اصحاب روایات سے یہ حدیث سنی بھی ہے نہ نہیں اور یہ جو تمام علما اس وقت اس طلبہ میں حاضر ہیں میں اُن سے گواہی طلب کرتی ہوں اس وقت ابراہیم بولا کہ اے حسنیہ بیان کر وہ روایت کو کونسی ہو اور کس طرح پر ہو حسنیہ نے کہا کہ سن روایت کی ہو مجاہد نے ابو عمر اور ابو سعید خدری سے کہ کہا اُن دونوں نے کہ ایک ن ہم حدیث رسول خدا صلعم میں میٹھی ہوئے تھے کہ سلمان فارسی آئے اور ابو ذر غفاری اور مقداد بن اسود اور عمار بن یاسر اور حذیفہ بن الیمان اور العثمیم الثہانی اور ابو الطفیل اور عامر بن داملہ ہمراہ گئے تھے یہ سب خدمت بابرکت جناب رسول خدا صلعم میں کر بیٹھ گئے اور آثار طلال اور اندر کے آنکے چہرہ سے ظاہر تھے ان سمجھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ متوجہ ہو کر بیٹھئے کہ بعضی باتیں اہل بغض و حسد کو ہمہ نسبت ابن عم اعمی آپ کے بھائی کے ایسی تو ہیں کہ ہر نہایت ناگوار گزرتی میں اور بہت رنج ہوتا ہے پس حضرت نے فرمایا کہ کیا کہتے

ہیں حق میں علی بن ابی طالب میری بھائی کے انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت وہ  
لوگ یہ کہتے ہیں کہ کیا بزرگی اور فضیلت ہو تمہاری پیشوا اور مقتدا علی کو بمقابلہ دوسروں کو  
سبقت اسلام میں کہواسطہ کو علی اس زمانہ میں طفل نابالغ تھے سو خود اصل علم نے فرمایا کہ  
میں تمکو خوش کروں اور اس غم سو دور کروں اور یقین ہو کہ الیہ خوش ہو گئے کہ روشن  
ہو جائیں گے دل تمہارا جو قسم ہو مجھ کو اس خدا کی کہ جس نے مجھ کو مبعوث برسات کیا ہو ایک  
نقل بیان کرتا ہوں میں تم سے کہ خدا تم پر تیر میرے نے مجھ کو خبر دی ہو اس سو اور  
شاید کہ تم نے بھی کتب سابقہ میں دیکھا اور پڑھا ہو اور وہ یہ ہو کہ جس وقت ابراہیم علیہ السلام  
میرے باپ کو غرور ملعون نے ملک سے نکال دیا تو مستقل ہو کہ جب وہ جناب پیدا ہوئے  
تو والدہ انکی نے وقت غروب آفتاب کے ایک پارچہ جھال درخت کا انکو سینا یا  
اور کناہ جو بار پڑا انکو لے گئیں اور اس جگہ پر انکو رکھا پس اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام  
اٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ اپنے منہ پر اور سر پر پھرنے لگے اور کہنے لگے توحید و روزبان کیا اور  
جس کی طرف میں آج تھو اس سو منہ اور ہاتھ اپنا پاک و صاف کرنے لگے جب یہ حال حضرت  
کئی اس نے دیکھا تو بہت ڈیریں چنایا اس ماجر کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے وَ  
كَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَكَانَ تِلْكَ الْكَلْبَةِ وَالْأَرْضِ فَإِنْ يَكُونُ مِنْ الْقَائِلِينَ فَاذْكُرْنِي  
عَلَيْهِ الْقِيلَ الرَّكُوبُ قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْإِفْلِينَ اَلْآیَہ  
معنی اس آیت کو یہ ہیں کہ ایسے ہی دکھلایا ہم نے فرشتگان آسمان زمین کو تاکہ ہو وہی  
اہل یقین ہو پس جب ہوئی اسکورت اور دیکھو اس نے تاروی حکمت ہو ہو کہا ابراہیم تم نے یہ ہے  
پروردگار میرا آخر معنی آیت کہ آخر تیرا ربی جو میری نعمت کو دے گا اور اے وہ صاحبہ  
سابقہ کہ موسیٰ بن عمران کی تماش میں فرعون ملعون تھا اور شکم عورتوں حاملہ کے چاک  
کروا تھا اور لڑکوں کو مارا تھا کہ اگر موسیٰ شکم میں ہوں تو مارے جاویں یہاں تک  
کہ حضرت موسیٰ متولد ہوئے اور بروقت پیدا ہونے کے حضرت نے اپنی ماں سے کہا

کہ لے مادر گرامی مجھ کو ایک تابوت میں رکھ کر دریا میں بہا دے جب یہ کلام کلیم اُسے  
 انجی ماں نے سنا تو وہ ڈریں او کہہا کہ مجھ کو اندیشہ ہو کہ تو دریا میں غرق ہو اور  
 ہلاک ہو جاوے سوئی نے کہا کہ اے مادر ہر بان کچھ خوف اندیشہ نہ کر اللہ تعالیٰ مجھ کو  
 بچاؤ لگیا اور صبح و سالم تیرے پاس پہنچا دیکھا بس اسوقت مادر گرامی حضرت موسیٰ نو  
 اٹھو ایک تابوت میں رکھ کر بانی میں ڈال دیا بعد ازت خدا بانی نے حضرت موسیٰ کو صبح و  
 سالم کنارہ پہنچایا اور پھر وہ حضرت اپنی ماں کے پاس پہنچا اور خدا تعالیٰ نے خبر دی  
 انجی ماں کو اُس حال سے چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا **وَلَقَدْ نَعْنَمَ عَلٰی عِيسٰی اِذْ نَفَخْنَا  
 فِيْهِ مِنْ رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهُ قَوْلًا مِّنْ عِزِّ رَبٍّ وَلَقَدْ نَعْنَمَ عَلٰی عِيسٰی اِذْ نَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوحِنَا**  
 آخر آایہ اور پھر جانو کہ خداوند جلیل حضرت عیسیٰ کی باب میں فرمایا ہو کہ **فَنَادٰ هٰذَا مِنْ  
 تَحْتِهَا اَلَا مَحْزُوْنٌ قَدْ جَعَلْنَا رِبٰكُنَّ سِرْجًا مَّاسِكًا مَّاسِكًا** اس مقام سے کیا فکریا  
 پس حضرت عیسیٰ اپنی ماں سے باتیں کرے گا اور اے انجی ماں زور سے کہے کہ اشارہ کیا کہ **اَلَا  
 اَلَيْهٖ قَالُوْا كَيْفَ نُنْكَلُ مِنْ حٰثِرِ رَبِّنَا اَلَا نُوْعِدُكَ اللّٰهُ اَنَّا نُنْكَلُ الْكِتٰبِ  
 وَجَعَلْنٰ نَبِيَّا وَجَعَلْنٰ مَبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰىنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ  
 مَا دُمْتُ حَيًّا وَبَرًّا بِالدِّیْنِ وَ لَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا**  
 یعنی خداوند عالم نے عالم طفولیت اور بچپن میں عیسیٰ کو کتاب اور نبوت ارزانی کی اور اُس  
 حال میں اسکو وصیت کی واسطو قائم کرنے نماز کے اور دینے زکوٰۃ کے اور عیسیٰ تین روز کے  
 تھو کہ سکھ ہو جاوے یہ بھی تم سنو کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو اور علی کو ایک نور سے پیدا کیا اور ہم  
 پشت آدم میں تسبیح و ذکر خداوند عالم میں مصروف تھے یہاں تک کہ ہکو نقل کیا اللہ تعالیٰ نے  
 اصحاب طاہر سے طرف ارحام پاکیزہ کے چنانچہ جو تسبیح اور ذکر ہم رحموں اور پشتوں میں  
 کرتے تھے ہم ماں باپ بھی ہمارے اسکو سنتے تھے ہر وقت اور ہر عہد میں یہاں تک کہ ہم پشت اللہ  
 میں پہنچے اور نور ہمارا ہر باپ دادا کے چہرہ پر روشن ہو گیا تھا اسوقت تک وہ نور

۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹-۱۵۸۰-۱۵۸۱-

واحد میر اور علی کا دو حصہ ہو کر آدھا حصہ صلب عبد اللہ میں اور آدھا حصہ پشت  
 ابو طالب میں گیا تا یہ کہ ہم ماؤں کے پیٹ میں بیٹھو جب وہ زلزلہ آیا کہ علی متولد ہوئے  
 تو اس وقت جبرئیل میں طرف رب العالمین سے میر نے پاس آئے اور کہا کہ اے حبیب خدا  
 خداوند عالم بعد تحفہ ورود کے مبارکباد دیتا ہے تم کو سپید انش علی بن ابی طالب تمہارے  
 بھائی کی اور خدا فرماتا ہے کہ اے حبیب میرے اب وقت ظاہر ہونے تیری نبوت کا ہو  
 اور نزول وحی کا قریب پہنچا ہو اور مویہ کیا بیٹھے تھک چکے ہو و قوت تیرے بھائی اور  
 وزیر اور وصی اور خلیفہ اور مانند تیرے کے اور نام تیرا پسند اس کے بلند ہو گا اور  
 نسل تیری اس سو قائم اور باقی رہیگی جب علی پیدا ہوئے تو ماں نے علی کی علی کو میرے  
 ہاتھوں پر رکھا اور بیٹھے اس کو اپنی گود میں لیا اس وقت علی نے انگشت شہادت اپنے  
 دہن پر ہاتھ کی پونکان پر رکھی اور میری رسالت کا اقرار کیا اور کہا علی نے کہ یا رسول اللہ  
 کچھ بڑھوں میں حضرت رسالت فرماتے ہیں کہ قسم اس خدا کی کہ جس کے قبضہ اختیار میں  
 میری جان ہو علی نے بڑھنا شروع کیا ان صحیفوں کا کہ جو خدا تعالیٰ نے حضرت آدم  
 اور نوح کو بھیجے تھے اور اول سوا خرنک ان صحف کو ایسا بڑھا کہ اگر شفیت علیہ السلام  
 ہوتے تو اقرار کرتے کہ علی مجھ سے زیادہ تر حافظ ہو بعد اس کے تو ریت موتی اور انجیل  
 عیسیٰ اور زبور داؤد علیہم السلام کو اس خوش الحانی سے بڑھا کہ اگر یہ صاحب کتب ہوتے  
 تو انصاف کرتے اور داد دیتے اور بعد فرقان کو بڑھا کہ جس کو خداوند عالم نے مجھ کو بھیجا  
 ہو جیسا کہ میں حافظ فرقان ہوں علی بھی حافظ اسی کا ہو بعد ازاں علی سے اور مجھ سے  
 وہ گفتگو ہوئی کہ جو انبیاء اور اوصیاء میں ہوتی ہو بعد اس کے علی نے طرف طفولیت کے  
 رجوع کی اس وقت میں نے علی کو گود میں غافلہ بنت اسد مادر علی کے دیا اور دو تنویر سے  
 تم دشمنوں کے کہنے پر کیوں سنجیدہ ہوتے ہو کیونکہ گفتار اہل شک اور شرک کا کچھ اعتبار نہیں  
 تم اس بات پر رہو کہ میں سب بنیوں کو فضل اور کمال ہوں اور علی وصی میرا جملہ وصیوں سے

فصل اول اعلیٰ ہوا سوقت سلمان فارسی اور سب اصحاب کبار خوش ہوئے اور رشتے ہوتے  
 آشور و صلوات اور سلام محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجی گئے اور کہتے تھے کہ  
 سَخْنُ الْكَافِرُونَ یعنی ہم خلاصی پاتے ہوئے ہیں آتش و دوزخ سے اسوقت رسول خداؐ فرمایا  
 کہ واللہ تم رنگارنگ ہو اور بہشت خاص اسطرح ہمارے پیدا کیا گیا ہو اور دوزخ واسطی  
 و شمنوں ہمارے کے اور واسطی و شمنوں آقا اور صاحب ہمارے کے ہو جب کلام حسینیہ کا اس  
 مقام پہنچا تو ہارون اور اکثر علماء اسوقت رونے لگے اور ابراہیم اسوقت غالب جان  
 کی طرح خاموش تھا اور طاقت کلام کی اسکو مطلق نہ تھی حسینیہ نے کہا کہ اے علماء وائے  
 شافعی وایو فلاں و فلاں اور چند عالموں کے نام لیکر کہا کہ تم کو قسم ہے خدا اور رسول کی  
 سچ کہنا اور بات نہ بنانا یہ روایت جو میں نے بیان کی ہے آیا صحیح ہے اور تمہاری نظروں سے بھی  
 گزری ہے یا نہیں اکثر علماء جو حاضر تھے بولے کہ حسینیہ یہ حدیث ایسی نہیں ہے کہ اس کا کوئی انکار  
 کر سکو حسینیہ نے کہا کہ ابراہیم تمہاری فضیلت پیغمبر کا سب نبیوں سے وہ بولا ہاں حسینیہ نے کہا  
 ابراہیم تو قائل ہے کہ خداوند جل شانہ نے علیؑ کو نفس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کہا تو انہی حدیث  
 میں اس جگہ پر کہ فرمایا ہو فقل قالوا اندع ابناءنا وابناءکم وفسادنا وفسادکم و  
 افسادنا وفسادکم ثم یقبل فجعل لعنة الله الکاذبین اگر اس آیت میں منجھکو کچھ کلام ہو تو بیان کر  
 کہ وہ برو تمام غصہ میں اور محمدؐ میں کو اسوقت تجھ پر ثابت کر دوں ابراہیم بولا احاشا میں کب تک  
 کر سکتا ہوں تو ان کا حسینیہ نے کہا کہ ایو شمن میں داتو صدی خاندان طہیین اطہرین میں  
 تو قائل قرین حدیث ہے تو باوجودیکہ علیؑ نفس رسول اور بھائی اسی کا ہے اور رسول افضل  
 انبیاء ہے تو کہیں جس سے اعتبار نہیں کرتا ہو کہ علیؑ علیہ السلام سابق الاسلام ہے اور افضل  
 اوصیاء ہے مانند ابراہیم خلیل اللہ کے کہ جذبہ بزرگوار انکے تھا اور موسیٰ اور عیسیٰ نے تو وقت  
 ولادت اپنی کے کلام تھا اور خدا پر ایمان ملا تو پس کے واسطے تو نہیں مانتا ہو کہ علیؑ علیہ السلام  
 برابر رسول اور ابن عم رسول اور دین رسولؐ و علیؑ سے قوت پاتی اور خدا نے علیؑ کو

نفسِ حوصل کہا اور کتنی ہی آیات قرآنی اُن کے حقیقی نازل ہوئیں اور خدا تعالیٰ نے  
 علی کو بنام ولی نیکارا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایک مرتب علی کو دیں جبکہ غزنی  
 کے برابر عبادت جن و انس کے فرمایا اور یہ حدیث تمہاری عالموں کو ہے اور یہ حدیث تمہارا  
 ہی طریق میں وارد ہو اور تمہاری ہی کتب میں مذکور ہو کہ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى آدَمَ فِي  
 عِلِّيِّكَ إِلَى آدَمَ فِي تَقْوَى اللَّهِ بِرَأْسِهِمْ فِي حُلْمِهِ إِلَى آدَمَ فِي هَيْبَتِهِ إِلَى عِلِّيِّكَ وَفِي عِلِّيِّكَ  
 فَلْيَنْظُرْ إِلَى آدَمَ فِي تَقْوَى اللَّهِ وَفِي حُلْمِهِ وَفِي هَيْبَتِهِ إِلَى عِلِّيِّكَ وَفِي عِلِّيِّكَ  
 تمہارا لگمان بھی یہ کہ طریقہ الہییت میں علی افضل ہو کہ ایک انبیاءِ رسل سے اور بعد رسول  
 مسلم کے وہ افضل ہو تمام عالم سے پس کس واسطہ تو مضائقہ کرتا ہو کہ ایمان طفل کا مستثنیٰ  
 ہے اور اقلہ نہیں کرتا ہو سابق الاسلام ہونے علی پر حالانکہ علی علیہ السلام نے یا اطمینانیت  
 میں مرتبہ امامت کا پایا ہو اور وہی رسول حق اور حافظ حقے کتابوں آسمانی یعنی تورات و  
 انجیل و فرقان کے اور تمام اہل اسلام کا اتفاق ہو اس کلام پر کہ عَلِيُّكَ نُصْرًا لَكَ بِاللَّهِ حَقُّهُ  
 عَيْنٌ دُرِّی بَعْدَ عَيْنِ بَرَسِ كِي طَرَسِ عِبَادَتِ لَاتِ وَغَزَنِي جَبَّوْكَ زَبَانِي اِسْلَامَ ظَاهِرِيَا  
 اور حنین مقادس ہرگز موافقت رسول اللہ کی نہ کی اور ہر حال میں مخالفت خدا و رسول کی  
 کرتا رہا اور گوشت و پوست و خون اُسکا ملا ہوا شراب اور گوشتِ خوک سے مٹا باوجود ان  
 تمام قباحتوں کے اُنکو مومن جانتا ہو اور اُس کو ایمان پر اعتبار کرتا ہو اور نہیں اعتبار کرتا  
 ہو خاندان رسالت پر کہ خدا تعالیٰ کو انکی عصمت و طہارت پر گواہی ہی عجب بغض و  
 عدوت ہو مگر خاندان طہیین الظاہرین کی وجہ سنو اس تقریر نے نظیر کے برابر اسم بن خالد گویا  
 مرض قویج میں مبتلا ہوا اور سر جھکا کر کہہ لگا کہ اُو حنیہ اِس سئلہ میں دُرِّی لَیْکِن مِیْرَابِیْ سَوَالِ  
 ہو کہ حق میں علی اور عباس کے کیا کہتی ہو کہ جب ان دونوں نے باہم دعویٰ کیا تھا بابت میراث پیغمبر  
 خدا کو کہ ہر ایک کہتا تھا کہ حق میرا ہو اور واسطہ انصاف اور فیصلہ پہنچے پاس ابی بکر کے گئے تو اور  
 جب وہ دو تنہا مین باہم نہ ملے کر تھیں تو ضرور ہو کہ ایک انیس حق پر ہوا اور دوسرا باطل پر

غرض ابراہیم کی اس سوال پر پتھی کہ اگر خدائے تعالیٰ یہ کہتی ہو کہ دعویٰ عباس کا ناحق تھا تو ماری جاوے گی کیونکہ ہارون عباسی ہو اور اگر یہ کہتی ہو کہ علی علیہ السلام باطل ہے تو اس کو نیز بک بطلان ہو گا اور اپنی دعویٰ میں جھوٹی ٹھیس دے گی ختمینے کہا کہ اے ابراہیم اس تیرے سوال کا جواب خود قرآن مجید سے حاصل ہے ابراہیم نے کہا وہ کونسا ہے ختمینے نے کہا کہ جس مقام پر حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو خطاب فرمایا ہے کہ هَلْ أَتَاكَ نَبُوءُ الْخَصْمِ لِذُنُوبِكَ فَجَاءَكَ بِطَرَفٍ ذُو قُوَّةٍ أَعْلَىٰ فَوْقَ قُوَّتِكَ وَمَنْ قَالَ لَا اتَتْكَ حَقًّا لِّعِبَادِهِ عَلَىٰ نَفْسٍ فَأَحْكُمْنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ هَذَا الْحَقُّ لَهُ تَسْمَعُ وَلَيْسَ عَزَّيْزٌ عَلَيْنَا أَنْ نَقُولَ مَا نَشَاءُ مِنَ الْقَوْلِ يَأْتِيَ غَيْرَ صِدْقٍ مِنْ رَبِّنَا اکثر تفسیر میں آئے ہیں کہ وہ دو جگہ ملنے والی جو روبرو حضرت داؤد کے آئے تھے ایک خبریں حضور اور دوسرے میکائیل اور حکم وقت داؤد حضور اور ابراہیم تمہارے دوست ہیں ان میں کون ہی حق پر تھا جبرئیل یا میکائیل یا داؤد اپنی دعویٰ میں جھوٹے تھے ابراہیم نے کہا کہ خبریں میکائیل و داؤد حق پر تھیں اور یہود داؤد کا تھا واسطہ تنبیہ اور آگاہی داؤد کے آنے سے ختمینے نے کہا اللہ اکبر میں علی و عباس دونوں حق پر تھے بعد یہ ہوالی بکر کا تھا تنبیہ ابوبکر کے پاس آیا حضور اور دعویٰ کرنا میراث کا ایک بہانہ تھا علی کہتے تھے کہ میراث بنی حق میراث میں ابن عم ہیں اور جبانی دولہا وقعی پیغمبر ہیں اور رضعتہ الرسول یعنی دختر پیغمبر سے گھر میں خواہرجن و چین کہ سردار ہمیں جو انسان بیشدت کے عزیز میرے ہیں اور نفس رسول محبوب آیت اَنفُسَنَا وَاهْلَانَا کے میں ہوں اور عباس نے دعویٰ کیا کہ مالک میراث رسول کا میں ہوں میں چچا ہوں اسکا چچا یہ اَلْعُلُوُّ ابی بکر نے ان دونوں حضرات مؤمنیٰ تو کہا کہ واللہ خود میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوں کہ فرمایا حضرت نے کہ علی وصی اور وارث ہو میرا اور قاضی ہو دین میں میرے کا جب یہ کلام ابی بکر کی زمانی عباس نے سننا تو بیباک ہو گیا اور کہا کہ اے ابی بکر جب یہ کلام خود تو نے پیغمبر صلعم سے سنا ہے تو کسو طرح تحت خلافت پر ہو رہا تھا اور حق علی کو ضائع کیا اور کیوں مخالفت قول رسول خدا کی تو نے کی جب ابوبکر نے جاناکہ یہ تو محمدی کوا لامرام دیو آئے ہیں اور دعویٰ میراث کا محض بہانہ ہو

۱- باب سوم از مجلد ۱۳



کہنے لگا کہ تم تو مجھ سے ہی جبرائیل کو آؤ ہو عرض اسطرح کی دو چار باتیں بنا کر اٹھ کھڑا ہوا اور  
چلا گیا ابراہیم نے جو یہ گفتگو سنی کہہ لگا کہ اؤ حنیفہ اس مسئلہ سے کبھی میں درگزر اب پوچھتا ہوں  
کہ عباس افضل تھے یا علی حنیفہ نے کہا کہ تو ہی بیان کر کہ حرفہ فضل تھو یا محمد صلعم کیا بحث  
کرنا ہو تو عباس اور علی میں اگر عباس افضل تھو تو فخر علی کو تھا کہ جبکا ایسا چاہا ہوا اور اگر علی  
افضل تھو تو فخر عباس کو تھا کہ جبکا ایسا بھینچا ہوا ہارون شہید فصاحت و بلاغت حنیفہ کی  
شکر حیلان متحیر ہو گیا اور ابراہیم کھٹکھٹ کر پوچھنے لگا کہ حنیفہ کی تیرے اس علم و فضل  
سے کہ جو انجمن کو حاصل ہو کس حنیفہ نے عرض کیا کہ اؤ خلیفہ میں نے تراستی سوالوں کا جواب دیا  
اگر اجازت ہو تو میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں اگر جواب ملیگا قائل ہو جاؤ گی ہارون نے کہا  
سوال کرو اور پوچھو جو کچھ سمجھو پوچھنا ہو حنیفہ نے پوچھا کہ اؤ ابراہیم پیغمبر خدا نے وقت انتقال  
کے وہی اپنے طرف سے مقرر کیا یا نہیں ابراہیم نے جواب دیا کہ وہی مقرر نہیں کیا حنیفہ نے کہا کہ  
خطا کی یا صواب اور جو کچھ خلفائے نے متفقہ بنی ساعدہ میں کیا ہو وہ اچھا کیا یا بُرا پس خطا کی  
پیغمبر یا اصحاب نے ابراہیم خاموش مثل خرننگ پا درگاہ افتادہ کو چپ رہ گیا کس واسطے کہ  
اگر کہتا ہو کہ خطا کی پیغمبر نے تو نقصانِ شریعت اور دین کا لازم آتا ہو اور جو کہتا ہو کہ صحابہ نے خطا کی  
تو مطلب حنیفہ کا ثابت ہوتا ہو اور بطلانِ مذہب ابراہیم کا اور اس میں دہشت مار د جانے اسکے  
کی تھی اس سوال کو سنکر دریا تو فکر و اندیشہ میں ڈوب گیا اس وقت جماعت حاضرین مجلس کو  
معلوم اور ثابت ہوا کہ ابراہیم عاجز ہو گیا اور اب حالتِ اضطراب میں ہو تمام خلائی ایک بار گئی قہقہہ  
مار کر ابراہیم کو طعن و تشنیع کرنے لگے اور ایک بار گئی اور داخل بلند ہوئی کہ ایسا ایک عالمِ مذہب  
اور فاضل دنیا ایک کثیر و قائل ہو گیا اور عہدہ برآئے ہو سکا ہارون رشید نے ابراہیم کو پریشان  
حواس پکڑا اور زیرِ کوی برکی ہو کہ ابراہیم نے سنا ہو کہ بہت روز تک مسئلہ قضا و قدر اور افعالِ بندہ کا  
میں بابت خبر و شر کے علم ابتدا اور بعض علماء بنی ہاشم اور فقہاء اہل بیت بحث و مباحثہ رہا تھا  
ابراہیم کو پوچھ کر کہیں یہ کیا کہتا ہو اور ہارون بھی اس مسئلہ میں متروک رہتا تھا خبر خدا

اہل سنت و اہل تشیع کی خدمت ہارون میں عرض کرتے تھے و لیکن اطمینان اس کا نہ ہوتا تھا اور  
 اہل غرض ہارون کی یہ بتی کہ دیکھیں خنیلہ میں کیا کہتی ہو یہی نے موافق اشارہ ہارون  
 کے ابراہیم سے سوال کیا کہ تو کیا کہتا ہو اے ابراہیم مقدمہ خیر و شر اور نفع و ضرر میں کہ جو بد  
 سے واجب ہوتا ہو اور گناہ اور کفر اور ظلم کہ جو انہوں سے ظاہر ہوتا ہو پس یہ معامی اور خطا  
 بندوں کی طرف خدا کی نسبت دیتا ہو یا خدا و قدر اسکی سو ہے یا بندہ کو اپنی فعل کا اختیار  
 ہے یا نہ چاہے عقاد بنی ہاشم اور انکو تابعین کا ہو کہ مطیع متقی ثواب کا ہو اور عاصی متقی عذاب و  
 عقاب کا ہو یا نہیں ہو تیرے نزدیک کیونکہ ابراہیم نے جواب دیا کہ خدا میرا مسلیم ہے کہ  
 نفع اور ضرر اور خیر و شر موافق قضا و قدر خداوند عالم کرے کہ پیدا کرے یا لا آدم اور اہل اہل  
 ہو اور پیدا کرے یا لا اہل پس یہی ہو اور پیدا کرے یا لا آب اور آتش اور بہشت اور دوزخ اور موت  
 اور زندگی اور رحمت اور عذاب اور کفر اور طاعت اور گناہ کا بھی وہی ہو اور پیدا کرے یا لا  
 محبت اور عداوت ابراہیم اور ضرر و کا اور موتی اور فرعون کا اور ہارون اور ہامان کا  
 اور محمد اور ابو جہل کا اور کافر اور مسلمان کا خدا تعالیٰ ہو اور سب ضرر و شر قضا و قدر اسکی  
 سے ہو لیکن شر و یعنی بدیاں اور برائیاں بے رضامندی حکم قضا و قدر اس کی کے ہو چھینہ  
 نے جو اس قسم کے مہلات اس کو سونو تاب و طاقت صبر کی نہ لاسکی اور کہا کہ اے ابراہیم خدا سے  
 شرم کر اور یہ کفر اور زندقہ نسبت اپنی اور سب مسلمانوں کے روانہ رکھ اور خدا سے ڈر کہ واسطے  
 اہل پس کے حجت اور دلیل قائم کرنا ہو اور اسوئیں اور عقل کو اپنا رفیق کر لے کہ جو تجھ سے پہلے  
 اس عقیدے پر تھو انکو قائل کرنا کچھ بڑی بات نہیں ہو بلکہ نہایت آسان ہو جو کچھ پہلو تو نے کہا کہ  
 شر و عیسیٰ اور کفر اور فرق قضا و قدر خدا سے ہو لیکن بے رضامندی اسکی کے نہیں ہو اور  
 یہ کلام تیرا خالی از و ہریت اور محالات کے نہیں ہے یہ کیونکہ ہو سکتا ہو کہ کوئی خود حکم دے اور  
 اس کو حکم پر راضی نہ ہو سبب عجز اور خوف کے یا سبب ریاکاری اور عسکاری کے اور فساد  
 مقدس باری تعالیٰ کی ایسی صفات سے پاک و صاف ہو اے ابراہیم یہ باتیں اس قسم کی احمال



ہے کہ خالق سب چیزوں کا اللہ تعالیٰ ہی ہو اور یہ مذہب البیس کا ہو جانا چاہیے کہ قرآن شریف میں کُلُّ مَعْنٰی بعض کے آتے ہیں جیسا کہ قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں مذکور ہے کہ **اجْعَلْ عَلٰی الْاٰمِلِیْنَ مِنْکَ جَزَآءًا** اور یہ سب اہل عقل پر ثابت ہو کہ وہ الوند اور کوہ و ماوند اور کوہ قاف اس جگہ نہ تھا اور اسی طرح یہ قصہ یقین میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ **مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَّلَکَآءُ عِشْرَۃً عَظِیْمًا** اور تمام عطا جانتی ہیں کہ باد بجان اور سلیم اور زرو کہ نہ تھے پس معنی کُلِّ کے یہ ہیں کہ جو چیز کہ ناقص ہو وہ ثبوت معقول الہیت تکلی کا نہیں کر سکتی کیونکہ خالق آسمان و زمین اور عرش اور کرسی اور قلم اور جن اور انس اور ملائک اور مقبول فروع اور تمام متوکل خالق تعالیٰ ہی اور حق سبحانہ تعالیٰ پاک اور شرف ہے یہ اکر نہ کفر و فعل فساد و ظلم اور گناہ اور مثل اسکی سے اور یہ جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ **یُفِضُ مِّنْ شَیْءٍ وَّوَجِہٌ مِّنْ شَیْءٍ** پس جانا چاہیے کہ ہدایت کے معنی بہت آتے ہیں اور رجحانیت سب معنوں کی طرف دو معنی کی ہو ایک معنی ارشاد کے ہے اور دوسرے معنی لطف کے ہے اور یہ دونوں معنی عموماً میں نسبت مؤمنین اور کافروں کے اور سب تکلفین کے واسطے اور میں ابراہیم جو کچھ احسان حق تعالیٰ نے واسطے مؤمنین کے کیا ہو الطاف و ارشاد یعنی بھیجا رسولوں اور قدرت اور قوت اور عقل کا اور وہی پہلو انصیب حق کفار میں بھی کیا ہو کہ واسطہ کہ اگر کافروں کو حق میں نہ کرنا تو انکی طرف سے خدا تعالیٰ پر محبت قائم ہو جانی اور وہ یہ کہتے کہ لے خدا تو نے ہمارے دلوں اور انکھوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہو اور خود ہی تو نے طاقت جانتی اور سمجھنے اور دیکھنے راہ بہت کی ہو کہ میں ہی سہا اکیا گناہ ہو پس خدا تعالیٰ پر جانب کفار سے الزام مائد ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں تصریح فرماتا ہے کہ **لَکُمُ الْاٰمِلِیْنَ لِّلْاٰمِلِیْنَ عَلٰی اللّٰہِ حِجَّةٌ** بعد اس سئل یعنی میں نے یہ سب کچھ واسطے کیا ہو کہ تا آدمی کو محمد پر محبت نہ رہے اور سب پر محبت جانب خدا سے ہو وے جیسا کہ خود فرماتا ہے **فَلِلّٰہِ الْحِجَّةُ الْاَبْلٰغُ**

پیارے ہر عالم بخلت ۱۲

الہی ای کلمہ مبارک ۱۰

پیارے دوسرے الامام کریم ۱۰

الہی کو ہنر - ادا ہو ۱۰





خلق کیا مگر اور عمل تمہارا کو حنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم دلیل بطلان کلام تیرے کی قبول  
حق سبحانہ تعالیٰ کا ہو کہ **كَانَ الْغَيْبُ مَنْ كَانَتْ تُخْتَلُونَ** نزول آیت تشریف اور ملامت پر ہے  
یعنی پریش کرتے ہو اس چیز کی کہ جسکو خود تم نے اپنا ہاتھ سونپا یا ہو اور خدا نے پیدا کیا ہو مگر  
اور وہ چیز جس کو تم نے بنایا ہو اس بات کو سنی چوت غیر ہو اور اگر مردہ ہو تو کہ خدا نے  
فصل اور عمل تمہارے کو پیدا کیا ہو یہ آیت عذر میں کافرو کو ہوتی اور خدا تعالیٰ عذر کرتا اور اس  
کافروں کے بسبب اس عمل کے کہ کرتے تھے یہ ایک قضیہ اور مجملہ ہے جو آگے نہ کہ اول  
کلام ملامت پر انہوں کے ہوتا اور آخر کلام عذر میں انہوں کے پس یہ جمع میں النقصین  
ہوتا اور مضمون اس آیت کا یہ ہے کہ یہ بت پرست اور بت تراش تھے اور اس میں کچھ خلاف  
نہیں ہو گا سوا اس کے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ تم کو اور جسکی تم پریش کرتے ہو یعنی بتوں کی کہ خود تم نے  
انکو بنایا ہے خدا نے پیدا کیا ہو اور جاننا چاہئے کہ **كَانَ الْغَيْبُ مَنْ كَانَتْ تُخْتَلُونَ** ممکن ہے کہ ماہ  
موصولہ ہوا ہو ہو سکتا ہے کہ نکرہ موصوفہ ہوا ہو **وَكَانَ الْغَيْبُ مَنْ كَانَتْ تُخْتَلُونَ** موصولہ پر یعنی الذری  
کے اور اگر ہم گمان کریں اس چیز پر کہ جس کو مردہ تمہاری ہو تو مناقضہ ہو جاوے اور دوسرے  
یہ ہے کہ حضرت باری تعالیٰ نے نسبت اور اضافت عمل کی طرف انہوں کے کی کہ اگر فعل خدا کا  
ہو تو نسبت اضافت اسکی طرف بندہ کے نہ کرنا جو کہ اضافت طرف بندہ کے فعل  
بندہ کا ہو ان فعل خدا جو اس کے کہ عقلا اور ضمرا اضافت فعل اور نسبت اس کی ہو  
فاعل ہو کرتے ہیں اے ابراہیم اعتقاد تھا یہ ہو کہ خدا چاہتا ہو کہ کافر معصیت کرے اور نہیں  
چاہتا ہو کہ طاعت کرے اور یہ عقاد تمہارا مستلزم اشیا حنیہ کا ہو گا سوا اس کے کہ تم جانتے ہو کہ اللہ  
تعالیٰ فاعل قیامت اور کفر اور خطا اور سرفساد کا ہو کہ جو دنیا میں واقع ہوتا ہو اور یہ بھی کہ تم  
کہ یہ اس کی تضا و قدر ہے ہو اور تمہارے کلام کو لازم آتا ہو کہ خدا تعالیٰ عملی ظالموں کو  
ظالم زیادہ ہو گا سوا اس کے کہ عذاب کرے کافر کو بسبب اس کفر کے کہ خود انہیں مقدم کیا ہو  
اور جو حق تعالیٰ نے کفر کو کافروں میں پیدا کیا ہو اور انہیں قدرت پیدا کرنے ایمان کی دہو دی

نہ ۱۲ سورہ صافات ص ۱۲ بندہ علی

تو بعد اُس سے اُسکو عذاب کرے سبب اُس کفر کے کہ خود اُس خالق کی مانند بننے  
جتنی کہ عذاب اور عقوبت کرے کہ رنگ تیرا سیاہ کیوں نہ تو لازم آتا ہے کہ رنگ اُس کا سفید ہو  
مثلاً کسی بندہ طویل القامت کو عذاب کرے کہ تیرا قد لمبا کیوں ہو گیا ہے جو کہ قد کا کوتاہ  
ہر جاوید اور اسطرح ایک لڑکے کو مانتھ اور پاؤں باندھ کر پانی میں ڈالا جاوے اور جب اُسکو  
کپڑے پانی سے تر ہوں تو اُسکو پانی سے باہر نکال کر ماریں کہ تولے پتھر کپڑے پانی میں کیوں  
بھگو تو پس یہ ظلم صریح ہے اے ابراہیم اگر طلق کفر کا فرس اور خلق فتن خاسق میں اور خلق ظلم  
ظالم میں کیا ہو دی تو انقطاع حجت مینوں کا اور الزام رسولوں پر عائد ہوتا ہے کیونکہ  
جو نبی کا فر سے کہے کہ ایمان لاؤ خدا پر کہ خدا نے مجھ کو بھیجا ہے کہ تمھکو طرف ایمان کی  
دعوت کروں اُسوقت نبی کے جواب میں کا فر یہ کہو کہ اگر خدا یتعالیٰ نے تمھکو بھیجا ہے  
کہ تو تمھکو طرف ایمان کی ولایت کرے تو چاہئے کہ مجھ میں ایمان پیدا کرے یا تمھکو  
قوت متوترہ دیوے تو میں ایمان لاؤں ورنہ مجھ کو تکلیف ایمان کی کیونکر کرو گے  
اُس واسطے کہ تمھکو قدرت ایمان لائیں گی نہیں تو مجھ میں تو کفر پیدا کیا ہوا ہے پس حجت نبی  
منتقطع ہو جاوے اور نبی عاجز ہو کر جواب کا فر کا نہ دے سکے اے ابراہیم جس حالت میں  
کہ خدا نے تعالیٰ نے کا فر میں کفر خلق کیا ہوا اور پھر اُسکو تکلیف ایمان لائیں گی  
تو یہ تکلیف بالایطاق ہوئی اور یہ عقلاً اور شرعاً قبیح اور مذموم ہے اور تکلیف بالایطاق  
کی یہ مثال ہے کہ مثلاً کسی آدمی کو یہ کہا جاوے کہ ہوا میں اڑاؤ وہ نہیں اُسکتا ہے چنانچہ  
قرآن مجید میں صاف فرماتا ہے کہ لَا تَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا اور دوسری  
جگہ فرماتا ہے کہ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُخَفِّفَ عَنْكُمْ وُخُلُقَ الْإِنْسَانِ ضَعِيفًا ویر فرماتا ہے کہ  
يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَىٰ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اور مثال اس کی بہت ہیں ابراہیم  
جابر نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ کفر کو کا فر میں خلق کرے اور کہہ کہ کَيْفَ تَكْفُرُونَ اور خود  
خالق حق و باطل ہوا اور کہہ کہ لَيْسَ لَكُمُ الْبَاطِلُ اِدِ اِهْنُونَ کو اپنے سے دور

۱۱۲ بارہ دوم بندہ کا

۱۱۳ بارہ سوم بندہ کا

۱۱۴ بارہ چہم بندہ کا

۱۱۵ بارہ ہفتم بندہ کا



کرے اور پھر اپنے پاس بلاوے اور کہے کہ **لَا تَقْرَأُ** یعنی **مَنْ مِّنْكُمْ** اے ابراہیم اگر  
 کفر کو کافر میں منتقلیٰ نے پیدا کیا ہو تو اسے تو لازم آتا ہے کہ کافر مطیع اور فاجر و اذلاء  
 ہوں کیونکہ جب خدا نے کفر کو کافر میں خلق کیا تو گویا اس سے کفر کو چاہتا ہے پس جو مراد  
 خدا کی تھی کیا کہ مطیع تھا اور معاذ اللہ بنی نگہار اور عاصی ہوا کیونکہ کافر و فاجر و اذلاء  
 کی حکم کو نہایت کفر سے منع کرتا ہو کہ اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے تو اس میں کفر پیدا کیا ہے  
 ایمان کو وہ اس سے نہیں چاہتا پس ہمارے زعم میں بنی تو عاصی ہوا اور کافر  
 مطیع ہوا اے ابراہیم ہمارے قول کے موافق لازم آتا ہے عدم رضا ساتھ قضا  
 و قدر خدا کے بوجہ اسکے کہ بوجہ مسئلہ اجماع کے رضا بخیر حرام ہے اور رضا بخیر  
 و قدر خدا پر واجب ہے پس اگر کفر موافق قضا و قدر خدا تعالیٰ کے ہو تو واجب ہوا ہر  
 راضی ہونا کفر پر اذیت کفر ہے اور ابراہیم اس اعتقاد ہمارے سے لازم آتا ہے بیکار  
 ہونا حدود و اقصاں اور زواجر شرعیہ کا گناہوں اور عاصی پر کیونکہ اگر نہ اول و اولیٰ  
 اور چوبی اور شراب خواری اور خون ناحق اور بگناہ از قلم قمار و ترو و شطرنج وغیرہ  
 کہ جو واقع ہوتے ہیں یہ سب بہ ارادہ قضا و قدر خدا تعالیٰ کے ہوتے ہیں حالیکہ شرع کو  
 جائز نہیں ہے کہ منع کرے ان گناہوں کو کیونکہ اسلئے کہ جو کچھ مراد خدا کی ہے اس سے  
 منع نہیں کر سکتا اور حکم کرے واسلئے اچھیر کے کہ جو موافق مرضی خدا کے ہوا اور دوسرے  
 یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے وہ اتقین کا ہو یا ایں وجہ کہ معصیت مراد اسکی ہے  
 اور خود ہی اس نے تقدیر کی ہے اور امر و نہی اور بھی زجر و منع معاصی سے مراد اسکی ہے  
 اور وہی حکم کرے واسلئے جاری کرنے حدود و ترغیرات کے پس اجماع میں اتقین لازم  
 آتا ہے اے ابراہیم ابو شمشہ روایت کرتا ہے کہ ایک چور کو عبد اللہ بن عباس کی مجلس میں لائے  
 اور عبد اللہ نے واسلئے کاٹنے ہاتھ جوڑ کے حکم دیا اسوقت حاضرین مجلس میں ایک  
 شخص نے کہا کہ **نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ قَضَاءِ الشُّعُوْبِ** یعنی پناہ چاہتا ہوں میں حکم

خدا تعالیٰ سے بعد اللہ بن عباس نے غصہ ہو کر کہا کہ قَوْلُكَ اَعْظَمُ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ  
 یعنی گناہ تیرے کہنے کا زیادہ تر ہے چوری کرنے اُسکے سے اور اُس شخص کو مجلس  
 سے نکال دیا اور حکم کیا کہ اُسکو ماریں اور توبہ کرا دیں جو ہارون نے حنفیہ سے یہ کلام  
 سنا تو بہت خوش اور راضی ہوا کس واسطے کہ بعد اللہ بن عباس اجداد ہارون میں سے  
 تھے حنفیہ نے کہا کہ اے ابراہیم اگر خالق کفر اور مباحی اللہ تعالیٰ ہی تو چاہتے کہ کچھ  
 فرق ہونے لڑیکہ ہمارے اور اُس آدمی کے کہ جس نے اپنی تمام عمر میں ہماری ساتھ  
 طرح طرح کی نیکیاں کی ہوں اور درمیان اُس آدمی کے کہ سب طرح کا ظلم  
 اور جبر ہم پر کرتے ہوں پس اس حساب سے وہ ہم سے اچھا ہوا اور شکر بھی کر نیوالے کا  
 اور مدح اُسکے نیکی کی ہوں وہ بلکہ جائز ہوں وہ مذمت بدی کر نیوالے کی کس واسطے  
 کہ اگر نیکی کر نیوالا اور بدی کر نیوالا فاعل مختار ہوں تو بلا شک مدح اور مذم  
 انہوں کی طرف لگ کر راجع ہوں گی جانتا چاہتا ہوں کہ عوض فعل یہ کہ عمر کی مدح نہیں کرتے  
 پس اس مدح اور مذم کہ وصف فعل کا ہوں ہماری ساتھ راجع ہوں کہ نفس فعل کا بھی طرح  
 ہمارے راجع ہو ورنہ بھی اس تقدیر سے بھیجا رسولوں کا اور نازل کرنا کتاب و لکھا اور نبوت  
 اور رونق جلیہ یافتہ اور محبت ہو ورنہ سارا ہم یہ مذہب ابلیس کا ہے کہ اُس نے کہا اے بت بچا  
 اَعُوْذُ بِیْ اور جو کہ تم اہل جبر میں ہو وہ واسطے ابلیس کے دلائل قائم کرتے ہو اور ان عقائد کو  
 بنی امیہ اور تابعین بنی امیہ نے علما اور اصحاب حدیث سے کہ جو تابع اس قوم کے تھے  
 ابلیس سے حاصل کیا ہوا اور دین کو عوض میں لے کے بچا اور ہم لوگ بھی تابع ہمارے اسی  
 گروہ کی کرتے ہو حنفیہ نے سلسلہ کلام مباحثہ کا اس مقام پر پہنچا یا تو اس وقت ابراہیم  
 اور دیگر علما بغداد نے جو حاضر طلبہ تھے یکبارگی خور و غل بلند کیا اور پکارنے لگے کہ اے  
 کفر نہ کہ نامک مذہب اسلام پر طعن کر گئی اور نزدیک تھا کہ قصد قتل حنفیہ کا کر رہا تھا  
 اس ماجرہ کو دیکھ کر غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ اے ابراہیم تم کو خدا سے شرم نہیں آتی ہو کہ ایک نیکو

دلائل اور براہین کو ہتھاری بخیر کرتی ہو اور تم عاجز ہو رہے ہو اور تم سے کچھ نہیں ہو سکتا ہے اور باوجود قائل ہونیکو اس کو سختی کرتے ہو حسنیہ نے کہا اگر مناظرہ اور مباحثہ میرا موجب ملال خلیفہ زماں کا ہووے تو نامدّت ایک ہفتہ برابر دلیلیں قائم کروں ہار دینے کا بیان کر جو کچھ تم کو معلوم ہو حسنیہ نے کہا کہ انوارِ ابراہیم اگر بندہ قائل اپنے فعل کا ہو تو لازم آتا ہے کہ افعال اختیاری جو ہم سے واقع ہوتے ہیں عجب ارادہ اور خواہش کے مثل چلنے اور بھرنے اور بیٹھنے اور اٹھنے اور کھانے اور پینے اور دینے اور لینے کے اور حرکت ہاتھ اور پاؤں کی مانند فعلوں اضطراری کے ہوں بطرح سکر بنفخ غیرہ ہو اور کچھ فرق نہ ہو اور حالانکہ انوارِ ابراہیم یہ امر بدیہی ہے کہ فرق ظاہر حرکات اختیاری اور اضطراری میں اور جو عقل نہ کر وہ جانتا ہے کہ ہم قادر ہیں حرکات اختیاری اور قادر نہیں ہیں اُن پر اور آسمان کے جانے پر جیسے کیش بھلول علیہ السلام نے ابو حنیفہ کو مسئلہ قضا و قدر میں بحث کر کے قائل کیا اور الزام صریح دیا اور کہا بھلول نے کہ ان کو تو دلیل سے ثابت کرنا ہوں کہ تجھ کو گدھا بڑا عقل مند زیادہ ہے جو کہ تو بندہ کو مسلوب اختیار جانتا ہو یعنی بندہ محض بے اختیار ہو اور اس کو کچھ اختیار نہیں ہو کیونکہ اگر کوئی آدمی گدھ کو کنارہ پر کسی چھوٹی سی نہر کیے لجاوے اور گدھ کو مارے کہ اس نہر سے نکلی جائے البتہ وہ گدھ اس سے گزر جائیگا اور اگر اس کو کنارہ پر بڑی نہر کے لجاوے کہ وہ قادر نہ ہو نہ گدھا بڑا عقل مند ہو تو اس کو جان بھی نہ ملے لیکن وہ اس نہر سے نہیں نکلیگا پس جانتو عجب ہے کہ ضرعی گدھا کتنے فرق جانتا ہو انچیز میں کہ صبر قدرت رکھتا ہو اور انچیز میں کہ حسین قادر نہیں ہو یا ہو اور ابو حنیفہ تو فرق نہیں جانتا کہ کس چیز پر قادر ہو اور کس چیز پر قادر نہیں ہو جو حسنیہ نے یہ بیان کیا ہارون اور یحییٰ اور جملہ ارکان دولت یکساں کی خندہ زن ہو تو انوارِ ابراہیم نے خجالت سے سر جھکا یا پھر حسنیہ نے کہا کہ انوارِ ابراہیم اگر بندہ فاعل فعل اپنے کا ہو اور فعل اُشدّ سخالی کا ہو تو صحیح اور درست نہ ہو و کیونکہ یہ کہتا ہے کہ خدا یا تعالیٰ غفور اور رحیم ہے اور







میں جملہ مشرکین قریش جبری تھو اور جب سلام ظاہر ہوا تو یہ طریقہ جبری جاننا رہا  
 اوگم ہو گیا اور بعد از وفات رسول خدا اور شہادت علی مرتضیٰ علیہ السلام اور بعد مرنے  
 معاویہ اور یزید پلید کے باقی بنی امیہ تازندگی اپنے طریقہ جبریہ پر دین اسلام میں  
 بسر کرتے رہے اور اس زمانہ میں اکثر اہل جبر تابع اور محکوم انہوں کے ہو گئے تھو اور  
 اب تک تم لوگ بھی سیر و انہیں کے ہو اور ایک روز عمر بن خطاب نے خطبہ میں فرمایا کہ  
 لَا هُدًى بَا أَصْلَكُمْ مَعْلَا مُضِلًّا هَدَيْتُمْ أَسْقُوتَ يَاقُ كَسْبِي آتَشَ رِيسَتِ حَاضِرَتَا  
 اُس نے فرمادی کہ اور کہا کہ اَللّٰهُمَّ اِنْ يُضِلَّ أَحَدًا عَمَّا كُنَّا عَلَيْهِ فَاصْنَعْ لَنَا نُصْرَتًا مَعْنَقًا  
 اور تم مخالفت قرآن اور حدیث کی کر کے متابعت کلام عمر بن خطاب کی کرتے ہو اور اب ہم  
 قسم نجد کہ رسول خدا و اہل بیت اطہار اور اصحاب کبار انکو یہ عقیدہ نہ رکھتے تھے جو وقت  
 کلام حنیفہ کا اس مقام پہ پہنچا تو ایک شور واد واد کا سب خلافت سے پیدا ہوا اور  
 سب تحین حنیفہ کی کرتے تھے ابراہیم شرمندہ ہو گیا اور بولا کہ اے حنیفہ یہ سب کچھ  
 جو تو نے بیان کیا آیات قرآنی وغیرہ سے میز قبول کیا اور مانا لیکن اکثر تابعین کا  
 یہ عقائد ہو کہ بندہ مسلوب الاختیار ہے یعنی بندہ بے اختیار ہو اور اس صورت میں شرک  
 اُسکو لازم آتا ہو اور تجویز نہیں کیا گیا ہو کہ بندہ پر شرک لازم آوے حنیفہ نے کہا کہ ایسا کہ تم  
 شرک لازم آوے حالانکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ہر کونے اور آگاہ کرنے پر بندہ کے مثلاً اگر کوئی  
 بادشاہ کسی شخص کو بعض شہروں کا حاکم کرے اور وہ حاکم ظلم کرے اور غارت کرے مسلمانوں کو  
 اور بادشاہ قادر ہو اس بات پر کہ جو کچھ اُس حاکم نے از روئے زبردستی کیا ہو تو الیج اور  
 رعیت سے حاصل کیا ہو اُسکو جہنم لے اور اُسے قتل کر دیں کیونکہ لازم آسکتی ہے بادشاہ  
 شرک اُسکی کب کہہ سکتے ہیں کہ وہ شرک بادشاہ کا ہے ابراہیم احکام الہی اور احادیث  
 حضرت رسالت پناہی اور تمام دلائل عقلیہ کو تو معطل اور ضائع کرتا ہو اور زائدہ اور  
 ناشیدہ جانتا ہو اور کو کہتا ہو کہ بعض تابعین کا یہ عقائد تھا اور ایسا کہ ابراہیم جو مترادف

مقدمہ عصمت انبیاء میں کیا اسکا جواب تو مجھ سے اب سن کہ غمخوار میرا عصمت انبیاء اور انکو اویسیا کے باب میں یہ کہ سب معصوم اور پاک ہیں جمیع خطا اور معاصی سے اور واجب ہو کہ تمام انبیاء اور اویسیا مینوں کے ابتدائی طفولیت سے انتہائی زمانہ نبوت اور وصایت تک معصوم ہوں خطا اور گناہ اور فراموشی سے کوسلے کہ یہ امین ہیں سرِ خدا اور کب جائز ہو کہ نبی اور وحی تابع اور زیر حکومت شیطان کے ہوا اور شیطان کو کچھ دخل و نصیب نہیں ہو انبیاء اور اویسیا میں اور اگر ہو تو پس فلان مدہ تبعیت کا کہ متابعت اور فرمانبرداری ہونا رعیت کا مختل اور خراب ہو جاوی اور لازم ہو کہ نبی اور وحی تمام اُمت سے جملہ تدبیرات اور کمالات میں عالم تر اور کامل تر ہوں اور گناہان ظاہری اور باطنی کو سزا دے اور میرہ ہوں دریاں باپ بنیاد اور اویسیا میں کسی طرح کا عیب اور نقص نہ ہو کہ وہ سب قبیح اور بدنامی و فرزند کا ہوا اور جانباً طریق نبوت اور ولایت کا نسبت اہل اُمت کے مختلف ہو بعض کو کمال مناسبت اور صفائی پیدا لیں جو حاجت معجزہ کی نہیں ہوتی لیکن جمہور یعنی اکثر آدمی حاجت معجزہ کی رکتی ہیں یعنی جب کہ وہ معجزہ دیکھیں تو متابعت بنی یا وحی کی لکریں اور معنی معجزہ کے یہ ہیں کہ وہ ایک امر کو باہر قدرت اور قوت جمیع مخلوقات سے اور وہ قریب ثبوت میں دعویٰ نبوت کی اور ابراہیم پیدا ہونا انسان کا علم خدا میں ساتھ مبداء اور حادث کے سوا طرح سے مقتضاً ولا تمل عقلیہ و تعلیہ کا ہو اور علم حاصل نہیں ہوتا مگر یہ عقل اور اکثر تعلیم احوال اولیٰ کا کہتی ہیں اور فائدہ یقین کا نہیں بخشتی ہیں پس لطفِ خدا نے خواہش کی کہ ایک شخص معصوم ہو کہ اسکو اقوال اور افعال پر اعتماد ہو نامقصود خدا کا قول شارع سوا و مقصود شارع کا مشہور کرنے وحی اور نائب اس کے سوا ظاہر ہو کہ اور ابراہیم جو غیر معصوم ہو گا اس کو گناہ و قویع میں آویں گے اور جب حالت میں کہ نبی یا وحی مگر گناہ کا ہوا تو جگہ گناہوں میں سے ایک گناہ محبوب ہے پس احتمال



ہو سکتا ہے کہ جو کچھ بنی اور وہی کہے جیوت ہو اس صورت میں امت کو بھروسہ اور  
 اعتماد و قول نبی اور امام پر نہ ہوگا اور اس طرح ثابت ہوتی ہو عصمت امام کی نقل سے  
 یا بطریق مجاز کے اور لازم ہے کہ ماں باپ امام کے پاک اور صاف ہوں و نایت اور  
 رذالت سے یعنی پیشہ انکار ذیل ہو مثل پیشہ مویشی اور حامی اور سرگین کشی اور  
 چاہے کہ بنی اور امام میں صفاتِ ذمیمہ نہوں مثل خالک زنی اور جسد اور خبیث طبع اور  
 حیالت اور تحلی اور بزدلی اور جھوٹ اور انقص الاعضاء نہوں اور  
 برص و جدام میں مبتلا نہوں اور گنگ اور احمق اور گور اور گرہی نہوں بلکہ جمیع  
 عیوب اور نقصانات سے پاک اور تبرہ ہوں اور کذاب اور عاشق پیشہ بھی نہوں اور  
 جانتا چاہئے کہ کذب قبیح اور برا ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا**  
**اللَّهَ وَكُونُوا لِرَبِّكُمْ غُلَامًا** ابراہیم جان لو کہ جب کہ بنی اور امام افضل اور عالم اور آزاد  
 اور تبرہ نگار اور شعی اور سخی اور شجاع اور مقدم ترین اہل زمانہ کا ہونا ضروری عقل  
 اور سماعت کے اس لئے کہ مقدم ہونا مفصل کا فاضل پر قبیح ہو عقلاً اور سماعتاً اس واسطے  
 کہ مفصل محتاج دوسرے امام کا ہوتا ہو اور تسلسل لازم آتا ہو اور امام چاہئے کہ جمیع  
 خلق سے بے پروا ہو ورنہ او علم میں منصوص علیہ ہو یعنی بن عبد اللہ و عند الرسول تبع  
 ہو اور جانتا چاہئے کہ جس امام کو کہ عت اور امت نصب کرے اور بھراؤ اسکو معزول کرے اور  
 امام کہ ایسا ہو جسکو امت نصب کرے اور عزل کرے کہ وہ لائق اور قابل امامت کی نہیں ہو لہذا  
 امام کو لازم ہے کہ منصوص من اللہ ہو یا لائق بالعدلی اور اطاعت بھی ہو کہ امت نہ ہو اور  
 معصوم ہونا امام کا واجب ہو اسلئے کہ جو امام غیر معصوم ہو تو ممکن ہے کہ وہ ظالم ہو اور حضرت  
 پروردگار فرماتا ہو کہ **لَا يَأْتِيَنَّكَ الْمُتَلَفِينَ** جنہوں نے جو کلام تحفینہ کا اس مقام تک پہنچا تو انہیں  
 بدن ہار و ن خد میں لڑ گیا اسلئے کہ وہ دعوی خلافت غیر حق کے کرتا تھا اور ان منافقان  
 امیں ایک بھی صفت نہ تھی بخیر برکتی زیر بار و ن اس گفتگو کو منکر لایم کہ کہا کہ ابراہیم

جلد ۱۱ - حصہ ۱ - باب ۱۱ - آیت ۱۱ - درجہ ۱۱  
 پانچواں قول سورہ بقرہ مکر ۱۱ آیت ۱۱

گو یا اس وقت تو مردہ ہو کر کسی ندین کو آ رہی تھی اور نہ سب حُسنہ کا اختیار کر کے تُو قابلِ جواب حُسنہ کے نہیں ہو جب ابراہیم نے یہ کلام وزیر کا سنا اور دیکھا کہ مجھ پر چاروں طرف سے تیرا مات برستے ہیں کہ ہنگامہ کی حُسنہ کیا کہتی ہو تو اس آیت میں کہ صرنا خدا یتقانی قرآن مجید میں امر کرتا ہے حضرت آدم اور حوا کو چنانچہ فرمایا کہ یا آدم اسکن أنت و زوجک الجنة و کلَا منها رعدا حیث شئتما ولا تقر باھذہ الشجرۃ فانکم من الظالمین لے حُسنہ بلا شک انہوں نے اُس سے کہا یا اور تم گاروں سے ہو حُسنہ نے کہا کہ اے ابراہیم جاننا چاہو کہ نہ کہ منع کرنا خدا تعالیٰ کا آدم کو نہی تحریمی تھی بلکہ نہی تنزیہی تھی کیونکہ نہی تحریمی وہ ہے کہ جسے متنبہ ہوئے متحق ملامت اور عذاب آخرت کا ہو ورنہ تنزیہی وہ ہے کہ اُس کے ارتکاب سے وہ فائدہ اور مصلحت کہ جو اُس میں ہے اپنے سے فوت کرے لیکن سبب اُس کے متحق ملامت دنیا اور عذاب آخرت کا ہرگز نہ ہو گا پس اگر آدم علیہ السلام کھانا اُس وقت کا ترک کرے تو متحق زیادتی ثواب اور الطاف کے ہوتے اور جو کھانا ترک نہ کیا تو متحق عذاب کی بھی نہ ہو گا ابراہیم نے کہا کہ اگر ایسا ہوتا تو ظالموں میں نہ ہوتے اور خدا تعالیٰ فرمایا کہ فانکم من الظالمین حُسنہ نے کہا کہ اے ابراہیم معنی ظالم کے رکھنا ایک چیز کا ہو غیر مجھے کسی پس کرنا ایک چیز کا مجھے مجھ کے اور نہ کرنا ایک چیز کا مجھ کے رکھنا شے کا غیر محل میں ہو ورنہ وہ مُقت کہ جسکو ترک کریں کھانا ایک چیز کا غیر مجھے اسکی میں ہوا یا مجھ ہونا کسی کراہت کا اور اُس سے اعتناء کرنا بھی یہی حکم کہتا ہے پس ظلم ہوا جیسا کہ مفسرین باغ کے بارہ میں کہا ہے و لعلکم تعلمونہ شیئا یعنی اُس سے یہ کہ جو ہر سال آتا تھا انیس سو کچھ کم نہ ہو پس معنی ظالمین کے یہ ہو کہ جیسے کسی آدمی نے اپنے نفس کی سطر ثواب سے کسی کی ابراہیم نے کہا کہ اے حُسنہ آدم و حوا نے یہ کیوں کہا کہ لعلکم تعلمون انفسکم انکم تغفرون لکم و ترحمونکم لعلکم تعلمون انکم تغفرون لکم و ترحمونکم انہوں نے ترک ایک سنت کا کیا کیا وہ گناہ تھا حُسنہ نے کہا کہ اے ابراہیم انہوں نے اور کیا

۱- بابہ اول سورۃ البقرہ رکوع ۱۱- آیت ۱۱۵-۱۱۲- سورۃ الاحزاب رکوع ۲- آیت ۱۲-۱۱

ظلم کا اپنا نفس پر اور بخشش چاہی اور طلب مغفرت کی، انہوں نے خدا سے اور وہ دلیل نہیں  
 ہو سکتا اور پرگناہ کے واسطے کہ ظلم کے معنی نقصان کے اور نقصان منفعت کا انکسار ہوا اور  
 طلب کرنا رحمت اور مغفرت کا ایک عبادت ہو کہ سبب اس کی مستحق ثواب خدا تعالیٰ کے ہوں اور  
 یہ دلیل نہیں ہو سکتی اس کے لئے ہوش گناہ کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا  
 کہ **لَا تَأْتُوا اللَّهَ بِمَا لَكُمْ** یعنی میں ہوں میں شربا سے متناظر کرتا  
 ہوں اس میں حضرت رسول خدا کا کچھ گناہ نہیں ہو سکتا اور دوسری بات یہ ہو کہ طاعت انبیا  
 اور اوصیاء کی یہ ہو کہ طاعت اور عبادت اپنی کو کم جانتے ہیں اور ترک ادب اور منت کو بڑا گناہ  
 اور جرم گنتی ہیں اگرچہ انہوں سے کوئی گناہ واقع نہ ہو لیکن سبب تذلل اور سکینت کے  
 اپنی کو مجرم گنتی ہیں پس اقرار کرنا اور ظلم اور گناہ کے اور استغفار کرنا ان کا دلیل گنہگاری انہوں  
 کی نہیں ہو سکتی بلکہ اس میں کہ اس میں حسنیہ جب یہ بات ہو تو آدم کو گنہگار اور ظالم نہ کہنا چاہتا اور  
 خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ **فَقَضَىٰ دَمَهُ** یعنی حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم آیات قرآنی قبول  
 رسول خدا اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے مآول ہیں اور معنی آیات ظاہری پر حکم کرنا نہ چاہتی  
 اور جانا چاہتی کہ معنی عصیان کے مخالفت ہو بطرح مخالفت واجبات میں ہوتی ہو اور  
 مندوبات اور ادب میں بھی ہوتی ہو پس مخالفت مندوبات اور ادب کے مستحق طاعت اور  
 خدا کے ہونگی اور غنویت کے معنی آیتیں اگر اسی کے نہیں ہوتے ہیں بلکہ معنی حیف اور بچہ  
 رہنے کے ہیں یہ مخالفت اس کی ہو جس کی گناہ ہنر واسطے ترک کے حکم دیا تھا یعنی جو کچھ اس کو توبہ  
 دیا تھا اس سے پہلے ہر ماہ اس کو سائل کیا اور نقطہ غنویت اشعار عرب میں بہت آیا ہے ابراہیم  
 نے کہا کہ اے حسنیہ جو آدم اور حوئے نے معصیت نہ کی تھی تو کیوں ان کو برہنہ کر کے بہشت سے نکالا اور  
 زمین پر ڈالا یا حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم آدم کو واسطہ خلافت اور بادشاہت زمین کے پیدا کیا  
 تھا جیسا کہ فرماتا ہے **فَاَلَمْ يَجْعَلْ فِي الْاِنْسَانِ حَقِيقَةً** اور اگر آدم اس وقت سے بھی نہ نکلتا تھے  
 تو بھی اس کو بہشت سے باہر کرتا اور زمین پر بھیجتا واسطے خلافت کے پس باہر نکالنا اس کا بہشت

پارا ۱۱ سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران آیت ۱۱۱





صاحب شریعت خاتم انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کہ  
 اَمَّا عَلَى ثَلَاثَةِ وَتِسْعِينَ مِائَةً وَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَبِالْاِقْوَامِ فِي الْاَمَارِ یعنی پیغمبر  
 مسلم نے فرمایا کہ قریب ہو کہ متفرق ہو امت میری تہتر فرقوں پر ایک فرقہ انہیں  
 ناجی ہو گا اور باقی سب فرمے جہنمی ہوں گے اسوقت ایک جماعت اصحاب نے عرض  
 کیا کہ یا رسول اللہ فرقہ ناحیہ کو لے کر آئے فرمایا کہ فرقہ ناحیہ وہ ہو کہ جس کو ہم  
 ہوں اور اہلبیت میری پیروی اور اس راہ کا ہو اور اسی امتنا میں حضرت نے فرمایا  
 کہ مَثَلُ الْاِمْلَاقِ كَمَثَلِ الْبَغِيَّةِ تَوَهَّمَنَّ رُكْبَةً فَيَتَنَاخَى وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا عَرِقَ اِی  
 ابراہیم سب امتوں کا اتفاق ہو صحت پر ان دو حدیثوں کی اور تمام اہلبیت اور اصحاب  
 رسول خدا نہ معتزلہ عقائد نہ حنفی اور نہ شافعی اور نہ حنبلی اور نہ مالکی بلا شک فرقہ واحد  
 سے مراد وہ گروہ ہو کہ جو پیرو رسول خدا اور ان کی اہلبیت کا ہو اور سب یہ ہو کہ رسول خدا  
 میں ان سب نہ ہو سکتے فرق ہو اور کوئی فرقہ بھی ان فرقوں میں موعین نہیں کر سکتا کہ  
 ہم ناجی ہیں مگر وہ گروہ یقین کر سکتا ہو کہ جو پیرو اہلبیت علیہم السلام کا ہو اے ابراہیم  
 مجھ کو تمہارے جدال اور قتال سے کچھ دھشت اور خوف نہیں ہو اور نہ اس حیات پختہ  
 اپنی کا مجھے کچھ اندیشہ اور الجھن ہو اور میں ہمیشہ اپنی شہادت کی دعا کرتی ہوں اور  
 آج کے روز مرے عجایب ان کرنی ہوں کہ خلیفہ زماں پہنچا ہر سو جاوے کہ تم خود کہتے ہو اور  
 جو تم سے پہلے تمہارے سرخیل گزرے ہیں وہ کہتے تھے کہ تمام برائیاں بدکاروں کی اور  
 کفر اور فسق اور خیر اور شر حسب خواہش اور ارادہ خدا تعالیٰ کے ہو اور بندہ کا کچھ اختیار  
 نہیں ہو اور تم چاہتے ہو کہ صلاح کریں برائیوں کو اہل ضلالت کی یعنی جنہوں نے  
 ظلم اہلبیت رسالت پر کیا ہو اور وہ ظلم یہ ہو کہ غضب کیا امامت اور خلافت کو اور  
 غضب کیا فلک کو امداد اور آواز دیا حضرت سیدۃ النساء ابضۃ الرسول کو اور ستایا  
 اصحاب کبار کو اور زہر دیا جگر گوشتہ رسول خدا امام حسن علیہ السلام کو اور قتل کیا امام

حسین علیہ السلام سید شباب اہل الجنۃ کو اور قتل کیا اولاد اور صحاب اس جناب کو اور حسین  
 لینا خمس کا اولاد رسول خدا صلعم کو اور جنگ اور محاربہ کرنا ابن عم اور برادر اور وصی رسول  
 خدا سے اور اخراج کرنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ کو اور ایذا دینا عبداللہ  
 بن مسعود کا اور جلانا اس کے مصحف کا اور قتل کرنا عماریہ شہر اور چند صحابہ کبار کا اور  
 ڈالنا سنگ کا منجیق سے خانہ کعبہ میں اور خراب کرنا خانہ کعبہ کا اور قتل کرنا مسلمانوں کا  
 مدینہ رسول خدا میں اور قتل کرنا کتنے ہی اولاد رسول خدا کا اور سوائے اسکے بہت بدعت  
 اور فساد اور ظلم ان لوگوں سے وقوع میں آئے ہیں کہ زبان تعداد بیان اس کی سے  
 قاصر ہے اسی سبب اس صحابہ کبار اور محبوبان الہیہ طہار اور مخصوصان اور دوست  
 اور تابعان رسول تھا کہ صفت ایمان موصوف تھے ان لوگوں کو برا کہتے تھے اور لعن  
 و طعن خفی اور جلی فرماتے تھے اور انکو افعال قبیہ پر لعنت کرتے تھے اور حکم خدا اور رسول  
 سے اور عذاب آخرت سے انکو ڈراتے تھے اور گروہ ظلم نے واسطے دفع کلامت صحابہ  
 ضلالت کے اور چھپانے افعال اور کردار خین اور باقی خلفائو بنی امیہ کے اور بہ  
 خوف مطاعن اور تشنیع اہل عالم کے کسب لوگ ہکوبہ کہیں گے ایسی بدعتیں اور عقیدے  
 پیدا کرو اور کہا کہ بندہ فاعل پر فعل کا نہیں ہے اور سب فعل خدا ایتالی کی طرف سے  
 ہوتے ہیں اور خدا نازل ہے ایسا ہی جاہا حسیا کہ مقدر کر دیا اور اسی سبب سے سنگنا ہو  
 اکی طرف انبیاء کے ہے اور معصوموں کو کذاب اور فسق اور جنوں ناشائستہ و نسبت  
 دیکھتے ہیں کیا اور عراب ہم تم بھی پیروی اسی گروہ کی کرتے ہو اور تحرر اتے ہو اور اگر کوئی  
 کہتا ہو کہ نبوت اور امامت میں عصمت شرط ہے تو دلائل عقلی اور نقلی سے بموجب اس آیت  
 کے کہ وَلَوْ اَنَّ اَبْنٰی الْاٰدَمِیْنَ رَبِّکُمْ وَجَعَلْتُمْ فَاکُلُ الْاَشْجَارِ اِلَّا اَنْتَا لَکَانَ سَوَآءًا قَالِ وَفَرِّقْ  
 قَالِ لَا یُکَالُ تَحَدُّی الْعٰلَمِیْنَ یعنی خدا ایتالی نے حضرت ابراہیم کو فرمایا کہ میں تجھ کو امام کیا  
 آدمیوں کا ابراہیم نے دعا کی اور کہا کہ جو کوئی ذریت میری سے لائق امامت کے ہو گا

امام کریم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَا يَنَالُ عَهْدُ الظَّالِمِينَ یعنی عہد میرا کہ امامت میری  
 واسطے ظالموں کے نہیں تنقضائے اللہ تعالیٰ نے ظلم کو امام سے منع کیا اور ظلم و قہر پر ہر ایک  
 ظلم کرنا اپنی نفس پر اور دیگر ظلم کرنا غیر نفس پر ہر ایک جو کہ ان دونوں طرح کے ظلموں سے  
 دور نہ ہو وہ معصوم ہو پس عصمت شرطِ امامت میں بمقتضا اس آیت کہ اِنَّ الشِّرْكَ  
 لَظُلْمٌ عَظِيمٌ مشرک توبہ کرنے والا لائق منصب اور مرتبہ امامت کے نہیں ہو سکتا اور جو  
 کوئی اس عقیدہ پر نہ ہو اسکو تم لافنی کہتے ہو اور قتل کرنا اسکا تم واجب جانتے ہو اور تم  
 پیروی کرتے ہو سنتِ معاویہ کی اور پیروی کو پیروی سنتِ پیغمبر کا جانتے ہو اور نام اپنا سنی  
 مشہور کرتے ہو اور نبیوں کو فاسقوں اور فاجروں میں داخل کرتے ہو اور جو کوئی اس  
 عقیدہ پر نہ ہو اسکو کافر جانتے ہو جو کہ حسینیہ کے دلیں میں اسوقت ایک جوشِ محبتِ اہلبیت کا  
 بھرا ہوا تھا اور نہ فصاحت اور بلاغت پر جلوہ افروز تھی مذمتِ مخالفانِ دین اور  
 نبوتِ عصمتِ اوطہارتِ اہلبیت ختمِ المرسلین کا بدلیں قائم کرتی تھی اسوقت مارون  
 اور اباحہدار اس کے قبالِ جمالِ بدایینی و شرمندہ ہو کر سرسجھا گئے ہوئے تھے اور بدن  
 امن کے مثل میدانِ لڑائی تھے اور کسی عالم کو قوتِ گویائی کی اور جواب و سوال کی نہ تھی  
 بعد ایک مدت کے انہوں نے کہا کہ اے حسینیہ اسوقت تو نے خوب زورِ طلاقت اور  
 فصاحت کا دکھلایا اور خوب خوب طعن اور تشنیع اور قہر اور تحقیر صحابہ و تابعین  
 کی تو نے کی اور یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ محبت اور مروتِ اہلبیت رسول کی سب آدمیوں کے  
 لازم اور واجب ہو اور اس معاملہ میں کسی کو تجھ کو نزاع اور دعویٰ نہیں ہو و لیکن محبت  
 اور دوستی صحابہ کبار اور خلفاءِ عالی مقام کی کہ جانشینِ تیرے نمائندے تھے سب پر واجب ہو  
 اور خلافت انکی اجماعِ امتِ شریکات ہو خصوصاً ابی بکر اور عمر کی کہ ہم خواب اور ہم پر ہونے  
 رسول خدا کے ہیں اور یہ ہر ایک کی اہلبیت اور اصحاب کو حاصل نہیں ہوا ہے جو مرتبہ انکو ملا ہے اور  
 یہ دونوں حرمِ رسول خدا میں مدفون ہیں حسینیہ نے کہا کہ اے ابراہیم خدا تیری زبان کو قطع



کہو کہ تو دلیل فضیلت ان دونوں کی بیان کرنا چاہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ اور ظالم اور فاسق اور جہل  
 اور عداوت آپ انہوں کی ثابت کرنا چاہتے ہیں لہذا اس طرح جو حرم رسول خدا میں کیا نسبت تھی  
 اور کس وجہ سے حرم شریف میں انکو دفن کیا حالانکہ خدا تعالیٰ نے منع کیا انکو اور غیر انکو کہ داخل  
 حرم شریف نہ ہوں مگر بہ اذن اور اجازت وغیرہ کے اور یہ نص صریح ہے کہ یا ایہذا الذین  
 آمنوا لا تدخلوا حجۃ الہی الا ان یؤذنکم فیہ فی حق وہ لو کہ ایمان لایا تو تم نہ داخل ہو  
 تم گھروں میں تو بخدا کے مگر اسوقت کہ اذن اور اجازت حاصل ہو تو کما سطر داخل ہو  
 کے اے ابراہیم حق تعالیٰ خداوند عالم نے منع کیا داخل ہونا اس حرم شریف میں پس بیان کر  
 اے ابراہیم انکو کس اجازت دی کہ اس جگہ میں مدفون ہوں اور اگر طریقہ اخبار میں بتا رہی  
 یہاں بلکھا ہو تو مجھکو دکھلاؤ کہ انکو جو حب حبیت اور حکم رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کے اس حرم شریف میں دفن کیا اور اگر تو یہ کہتا ہو کہ واثان رسول خدا کے کہ اہلبیت  
 میں اجازت دی تھی اور جانب اہلبیت سے مافون اور مرضض تھے تو یہ بات سرسری بحث  
 اور باطل ہے کہ اسو کہ تمام حاضرین جلسہ عالیہ پر یہ ثابت ہے کہ جب عائشہ اور عمر خطاب  
 چاہا کہ انکی قبر کو حرم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دفن کریں تو اہلبیت اور تمام بنی  
 ہاشم نے تلواریں میان سے نکالیں اور حرم رسول کے گرد گرد و کھڑی ہو گئے اور قتال اور بال  
 شروع کیا آخر کار عباس بن عبد المطلب جناب امیر المومنین علیہ السلام میں گئی اور یہ کہا کہ یا علی  
 اگر آج جو روز بنی ہاشم کو اس معاملہ سے منع نہ کرو گے تو بڑی خونخواری ہوگی اور قہقہہ پیدا  
 ہو جائیگا اسوقت حضرت خود دو لقمہ اسو باہر شریف لائے اور بنی ہاشم سے یہ آواز  
 بلند کہا کہ اللہ میں ہرگز متہابی شریک نہ ہو گا اور ہمیشہ بلند نہ کرو گا اور اس گروہ سے  
 نزاع نہ کرو گا کیونکہ میں مامور ہوں جانب خدا و رسول کو کہ مبرا اختیار کروں اور تحمل کروں  
 ایذا رسانی مافولم اس گروہ کے یہاں تک کہ حق اپنی حکم پر قرار پھر دیا و جس حالت میں  
 کہ میں متہابی ہوں نہ تھا تو تم بلا شک و شبہ کہہ دو کہ تم حضور ہی ہو اور وہ بہت میں

۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹-۱۵۸۰-۱۵۸۱-۱۵۸۲-۱۵۸۳-۱۵۸۴-۱۵۸۵-۱۵۸۶-۱۵۸۷-۱۵۸۸-۱۵۸۹-۱۵۹۰-۱۵۹۱-۱۵۹۲-۱۵۹۳-۱۵۹۴-۱۵۹۵-۱۵۹۶-۱۵۹۷-۱۵۹۸-۱۵۹۹-۱۶۰۰-۱۶۰۱-۱۶۰۲-۱۶۰۳-۱۶۰۴-۱۶۰۵-۱۶۰۶-۱۶۰۷-۱۶۰۸-۱۶۰۹-۱۶۱۰-۱۶۱۱-۱۶۱۲-۱۶۱۳-۱۶۱۴-۱۶۱۵-۱۶۱۶-۱۶۱۷-۱۶۱۸-۱۶۱۹-۱۶۲۰-۱۶۲۱-۱۶۲۲-۱۶۲۳-۱۶۲۴-۱۶۲۵-۱۶۲۶-۱۶۲۷-۱۶۲۸-۱۶۲۹-۱۶۳۰-۱۶۳۱-۱۶۳۲-۱۶۳۳-۱۶۳۴-۱۶۳۵-۱۶۳۶-۱۶۳۷-۱۶۳۸-۱۶۳۹-۱۶۴۰-۱۶۴۱-۱۶۴۲-۱۶۴۳-۱۶۴۴-۱۶۴۵-۱۶۴۶-۱۶۴۷-۱۶۴۸-۱۶۴۹-۱۶۵۰-۱۶۵۱-۱۶۵۲-۱۶۵۳-۱۶۵۴-۱۶۵۵-۱۶۵۶-۱۶۵۷-۱۶۵۸-۱۶۵۹-۱۶۶۰-۱۶۶۱-۱۶۶۲-۱۶۶۳-۱۶۶۴-۱۶۶۵-۱۶۶۶-۱۶۶۷-۱۶۶۸-۱۶۶۹-۱۶۷۰-۱۶۷۱-۱۶۷۲-۱۶۷۳-۱۶۷۴-۱۶۷۵-۱۶۷۶-۱۶۷۷-۱۶۷۸-۱۶۷۹-۱۶۸۰-۱۶۸۱-۱۶۸۲-۱۶۸۳-۱۶۸۴-۱۶۸۵-۱۶۸۶-۱۶۸۷-۱۶۸۸-۱۶۸۹-۱۶۹۰-۱۶۹۱-۱۶۹۲-۱۶۹۳-۱۶۹۴-۱۶۹۵-۱۶۹۶-۱۶۹۷-۱۶۹۸-۱۶۹۹-۱۷۰۰-۱۷۰۱-۱۷۰۲-۱۷۰۳-۱۷۰۴-۱۷۰۵-۱۷۰۶-۱۷۰۷-۱۷۰۸-۱۷۰۹-۱۷۱۰-۱۷۱۱-۱۷۱۲-۱۷۱۳-۱۷۱۴-۱۷۱۵-۱۷۱۶-۱۷۱۷-۱۷۱۸-۱۷۱۹-۱۷۲۰-۱۷۲۱-۱۷۲۲-۱۷۲۳-۱۷۲۴-۱۷۲۵-۱۷۲۶-۱۷۲۷-۱۷۲۸-۱۷۲۹-۱۷۳۰-۱۷۳۱-۱۷۳۲-۱۷۳۳-۱۷۳۴-۱۷۳۵-۱۷۳۶-۱۷۳۷-۱۷۳۸-۱۷۳۹-۱۷۴۰-۱۷۴۱-۱۷۴۲-۱۷۴۳-۱۷۴۴-۱۷۴۵-۱۷۴۶-۱۷۴۷-۱۷۴۸-۱۷۴۹-۱۷۵۰-۱۷۵۱-۱۷۵۲-۱۷۵۳-۱۷۵۴-۱۷۵۵-۱۷۵۶-۱۷۵۷-۱۷۵۸-۱۷۵۹-۱۷۶۰-۱۷۶۱-۱۷۶۲-۱۷۶۳-۱۷۶۴-۱۷۶۵-۱۷۶۶-۱۷۶۷-۱۷۶۸-۱۷۶۹-۱۷۷۰-۱۷۷۱-۱۷۷۲-۱۷۷۳-۱۷۷۴-۱۷۷۵-۱۷۷۶-۱۷۷۷-۱۷۷۸-۱۷۷۹-۱۷۸۰-۱۷۸۱-۱۷۸۲-۱۷۸۳-۱۷۸۴-۱۷۸۵-۱۷۸۶-۱۷۸۷-۱۷۸۸-۱۷۸۹-۱۷۹۰-۱۷۹۱-۱۷۹۲-۱۷۹۳-۱۷۹۴-۱۷۹۵-۱۷۹۶-۱۷۹۷-۱۷۹۸-۱۷۹۹-۱۸۰۰-۱۸۰۱-۱۸۰۲-۱۸۰۳-۱۸۰۴-۱۸۰۵-۱۸۰۶-۱۸۰۷-۱۸۰۸-۱۸۰۹-۱۸۱۰-۱۸۱۱-۱۸۱۲-۱۸۱۳-۱۸۱۴-۱۸۱۵-۱۸۱۶-۱۸۱۷-۱۸۱۸-۱۸۱۹-۱۸۲۰-۱۸۲۱-۱۸۲۲-۱۸۲۳-۱۸۲۴-۱۸۲۵-۱۸۲۶-۱۸۲۷-۱۸۲۸-۱۸۲۹-۱۸۳۰-۱۸۳۱-۱۸۳۲-۱۸۳۳-۱۸۳۴-۱۸۳۵-۱۸۳۶-۱۸۳۷-۱۸۳۸-۱۸۳۹-۱۸۴۰-۱۸۴۱-۱۸۴۲-۱۸۴۳-۱۸۴۴-۱۸۴۵-۱۸۴۶-۱۸۴۷-۱۸۴۸-۱۸۴۹-۱۸۵۰-۱۸۵۱-۱۸۵۲-۱۸۵۳-۱۸۵۴-۱۸۵۵-۱۸۵۶-۱۸۵۷-۱۸۵۸-۱۸۵۹-۱۸۶۰-۱۸۶۱-۱۸۶۲-۱۸۶۳-۱۸۶۴-۱۸۶۵-۱۸۶۶-۱۸۶۷-۱۸۶۸-۱۸۶۹-۱۸۷۰-۱۸۷۱-۱۸۷۲-۱۸۷۳-۱۸۷۴-۱۸۷۵-۱۸۷۶-۱۸۷۷-۱۸۷۸-۱۸۷۹-۱۸۸۰-۱۸۸۱-۱۸۸۲-۱۸۸۳-۱۸۸۴-۱۸۸۵-۱۸۸۶-۱۸۸۷-۱۸۸۸-۱۸۸۹-۱۸۹۰-۱۸۹۱-۱۸۹۲-۱۸۹۳-۱۸۹۴-۱۸۹۵-۱۸۹۶-۱۸۹۷-۱۸۹۸-۱۸۹۹-۱۹۰۰-۱۹۰۱-۱۹۰۲-۱۹۰۳-۱۹۰۴-۱۹۰۵-۱۹۰۶-۱۹۰۷-۱۹۰۸-۱۹۰۹-۱۹۱۰-۱۹۱۱-۱۹۱۲-۱۹۱۳-۱۹۱۴-۱۹۱۵-۱۹۱۶-۱۹۱۷-۱۹۱۸-۱۹۱۹-۱۹۲۰-۱۹۲۱-۱۹۲۲-۱۹۲۳-۱۹۲۴-۱۹۲۵-۱۹۲۶-۱۹۲۷-۱۹۲۸-۱۹۲۹-۱۹۳۰-۱۹۳۱-۱۹۳۲-۱۹۳۳-۱۹۳۴-۱۹۳۵-۱۹۳۶-۱۹۳۷-۱۹۳۸-۱۹۳۹-۱۹۴۰-۱۹۴۱-۱۹۴۲-۱۹۴۳-۱۹۴۴-۱۹۴۵-۱۹۴۶-۱۹۴۷-۱۹۴۸-۱۹۴۹-۱۹۵۰-۱۹۵۱-۱۹۵۲-۱۹۵۳-۱۹۵۴-۱۹۵۵-۱۹۵۶-۱۹۵۷-۱۹۵۸-۱۹۵۹-۱۹۶۰-۱۹۶۱-۱۹۶۲-۱۹۶۳-۱۹۶۴-۱۹۶۵-۱۹۶۶-۱۹۶۷-۱۹۶۸-۱۹۶۹-۱۹۷۰-۱۹۷۱-۱۹۷۲-۱۹۷۳-۱۹۷۴-۱۹۷۵-۱۹۷۶-۱۹۷۷-۱۹۷۸-۱۹۷۹-۱۹۸۰-۱۹۸۱-۱۹۸۲-۱۹۸۳-۱۹۸۴-۱۹۸۵-۱۹۸۶-۱۹۸۷-۱۹۸۸-۱۹۸۹-۱۹۹۰-۱۹۹۱-۱۹۹۲-۱۹۹۳-۱۹۹۴-۱۹۹۵-۱۹۹۶-۱۹۹۷-۱۹۹۸-۱۹۹۹-۲۰۰۰-۲۰۰۱-۲۰۰۲-۲۰۰۳-۲۰۰۴-۲۰۰۵-۲۰۰۶-۲۰۰۷-۲۰۰۸-۲۰۰۹-۲۰۱۰-۲۰۱۱-۲۰۱۲-۲۰۱۳-۲۰۱۴-۲۰۱۵-۲۰۱۶-۲۰۱۷-۲۰۱۸-۲۰۱۹-۲۰۲۰-۲۰۲۱-۲۰۲۲-۲۰۲۳-۲۰۲۴-۲۰۲۵-۲۰۲۶-۲۰۲۷-۲۰۲۸-۲۰۲۹-۲۰۳۰-۲۰۳۱-۲۰۳۲-۲۰۳۳-۲۰۳۴-۲۰۳۵-۲۰۳۶-۲۰۳۷-۲۰۳۸-۲۰۳۹-۲۰۴۰-۲۰۴۱-۲۰۴۲-۲۰۴۳-۲۰۴۴-۲۰۴۵-۲۰۴۶-۲۰۴۷-۲۰۴۸-۲۰۴۹-۲۰۵۰-۲۰۵۱-۲۰۵۲-۲۰۵۳-۲۰۵۴-۲۰۵۵-۲۰۵۶-۲۰۵۷-۲۰۵۸-۲۰۵۹-۲۰۶۰-۲۰۶۱-۲۰۶۲-۲۰۶۳-۲۰۶۴-۲۰۶۵-۲۰۶۶-۲۰۶۷-۲۰۶۸-۲۰۶۹-۲۰۷۰-۲۰۷۱-۲۰۷۲-۲۰۷۳-۲۰۷۴-۲۰۷۵-۲۰۷۶-۲۰۷۷-۲۰۷۸-۲۰۷۹-۲۰۸۰-۲۰۸۱-۲۰۸۲-۲۰۸۳-۲۰۸۴-۲۰۸۵-۲۰۸۶-۲۰۸۷-۲۰۸۸-۲۰۸۹-۲۰۹۰-۲۰۹۱-۲۰۹۲-۲۰۹۳-۲۰۹۴-۲۰۹۵-۲۰۹۶-۲۰۹۷-۲۰۹۸-۲۰۹۹-۲۱۰۰-۲۱۰۱-۲۱۰۲-۲۱۰۳-۲۱۰۴-۲۱۰۵-۲۱۰۶-۲۱۰۷-۲۱۰۸-۲۱۰۹-۲۱۱۰-۲۱۱۱-۲۱۱۲-۲۱۱۳-۲۱۱۴-۲۱۱۵-۲۱۱۶-۲۱۱۷-۲۱۱۸-۲۱۱۹-۲۱۲۰-۲۱۲۱-۲۱۲۲-۲۱۲۳-۲۱۲۴-۲۱۲۵-۲۱۲۶-۲۱۲۷-۲۱۲۸-۲۱۲۹-۲۱۳۰-۲۱۳۱-۲۱۳۲-۲۱۳۳-۲۱۳۴-۲۱۳۵-۲۱۳۶-۲۱۳۷-۲۱۳۸-۲۱۳۹-۲۱۴۰-۲۱۴۱-۲۱۴۲-۲۱۴۳-۲۱۴۴-۲۱۴۵-۲۱۴۶-۲۱۴۷-۲۱۴۸-۲۱۴۹-۲۱۵۰-۲۱۵۱-۲۱۵۲-۲۱۵۳-۲۱۵۴-۲۱۵۵-۲۱۵۶-۲۱۵۷-۲۱۵۸-۲۱۵۹-۲۱۶۰-۲۱۶۱-۲۱۶۲-۲۱۶۳-۲۱۶۴-۲۱۶۵-۲۱۶۶-۲۱۶۷-۲۱۶۸-۲۱۶۹-۲۱۷۰-۲۱۷۱-۲۱۷۲-۲۱۷۳-۲۱۷۴-۲۱۷۵-۲۱۷۶-۲۱۷۷-۲۱۷۸-۲۱۷۹-۲۱۸۰-۲۱۸۱-۲۱۸۲-۲۱۸۳-۲۱۸۴-۲۱۸۵-۲۱۸۶-۲۱۸۷-۲۱۸۸-۲۱۸۹-۲۱۹۰-۲۱۹۱-۲۱۹۲-۲۱۹۳-۲۱۹۴-۲۱۹۵-۲۱۹۶-۲۱۹۷-۲۱۹۸-۲۱۹۹-۲۲۰۰-۲۲۰۱-۲۲۰۲-۲۲۰۳-۲۲۰۴-۲۲۰۵-۲۲۰۶-۲۲۰۷-۲۲۰۸-۲۲۰۹-۲۲۱۰-۲۲۱۱-۲۲۱۲-۲۲۱۳-۲۲۱۴-۲۲۱۵-۲۲۱۶-۲۲۱۷-۲۲۱۸-۲۲۱۹-۲۲۲۰-۲۲۲۱-۲۲۲۲-۲۲۲۳-۲۲۲۴-۲۲۲۵-۲۲۲۶-۲۲۲۷-۲۲۲۸-۲۲۲۹-۲۲۳۰-۲۲۳۱-۲۲۳۲-۲۲۳۳-۲۲۳۴-۲۲۳۵-۲۲۳۶-۲۲۳۷-۲۲۳۸-۲۲۳۹-۲۲۴۰-۲۲۴۱-۲۲۴۲-۲۲۴۳-۲۲۴۴-۲۲۴۵-۲۲۴۶-۲۲۴۷-۲۲۴۸-۲۲۴۹-۲۲۵۰-۲۲۵۱-۲۲۵۲-۲۲۵۳-۲۲۵۴-۲۲۵۵-۲۲۵۶-۲۲۵۷-۲۲۵۸-۲۲۵۹-۲۲۶۰-۲۲۶۱-۲۲۶۲-۲۲۶۳-۲۲۶۴-۲۲۶۵-۲۲۶۶-۲۲۶۷-۲۲۶۸-۲۲۶۹-۲۲۷۰-۲۲۷۱-۲۲۷۲-۲۲۷۳-۲۲۷۴-۲۲۷۵-۲۲۷۶-۲۲۷۷-۲۲۷۸-۲۲۷۹-۲۲۸۰-۲۲۸۱-۲۲۸۲-۲۲۸۳-۲۲۸۴-۲۲۸۵-۲۲۸۶-۲۲۸۷-۲۲۸۸-۲۲۸۹-۲۲۹۰-۲۲۹۱-۲۲۹۲-۲۲۹۳-۲۲۹۴-۲۲۹۵-۲۲۹۶-۲۲۹۷-۲۲۹۸-۲۲۹۹-۲۳۰۰-۲۳۰۱-۲۳۰۲-۲۳۰۳-۲۳۰۴-۲۳۰۵-۲۳۰۶-۲۳۰۷-۲۳۰۸-۲۳۰۹-۲۳۱۰-۲۳۱۱-۲۳۱۲-۲۳۱۳-۲۳۱۴-۲۳۱۵-۲۳۱۶-۲۳۱۷-۲۳۱۸-۲۳۱۹-۲۳۲۰-۲۳۲۱-۲۳۲۲-۲۳۲۳-۲۳۲۴-۲۳۲۵-۲۳۲۶-۲۳۲۷-۲۳۲۸-۲۳۲۹-۲۳۳۰-۲۳۳۱-۲۳۳۲-۲۳۳۳-۲۳۳۴-۲۳۳۵-۲۳۳۶-۲۳۳۷-۲۳۳۸-۲۳۳۹-۲۳۴۰-۲۳۴۱-۲۳۴۲-۲۳۴۳-۲۳۴۴-۲۳۴۵-۲۳۴۶-۲۳۴۷-۲۳۴۸-۲۳۴۹-۲۳۵۰-۲۳۵۱-۲۳۵۲-۲۳۵۳-۲۳۵۴-۲۳۵۵-۲۳۵۶-۲۳۵۷-۲۳۵۸-۲۳۵۹-۲۳۶۰-۲۳۶۱-۲۳۶۲-۲۳۶۳-۲۳۶۴-۲۳۶۵-۲۳۶۶-۲۳۶۷-۲۳۶۸-۲۳۶۹-۲۳۷۰-۲۳۷۱-۲۳۷۲-۲۳۷۳-۲۳۷۴-۲۳۷۵-۲۳۷۶-۲۳۷۷-۲۳۷۸-۲۳۷۹-۲۳۸۰-۲۳۸۱-۲۳۸۲-۲۳۸۳-۲۳۸۴-۲۳۸۵-۲۳۸۶-۲۳۸۷-۲۳۸۸-۲۳۸۹-۲۳۹۰-۲۳۹۱-۲۳۹۲-۲۳۹۳-۲۳۹۴-۲۳۹۵-۲۳۹۶-۲۳۹۷-۲۳۹۸-۲۳۹۹-۲۴۰۰-۲۴۰۱-۲۴۰۲-۲۴۰۳-۲۴۰۴-۲۴۰۵-۲۴۰۶-۲۴۰۷-۲۴۰۸-۲۴۰۹-۲۴۱۰-۲۴۱۱-۲۴۱۲-۲۴۱۳-۲۴۱۴-۲۴۱۵-۲۴۱۶-۲۴۱۷-۲۴۱۸-۲۴۱۹-۲۴۲۰-۲۴۲۱-۲۴۲۲

صبر کرو جانے دو کچھ نہ کہہو تا یہ گروہ اس ظالم کو اس حرم شریف میں دفن کر دے حالانکہ ظالم  
 نقال اسکو اس مقام شریف میں نہ رہنے دیں گے بنی ہاشمہ گفتگو حضرت کی سنکر اس  
 دعوے سے دست بردار ہو کر اولاد پر گھر و گھر چلے گئے آخر ابراہیمؑ ایسے ظالم ہو کر جو محض کفر  
 اور مخالفت امر الہی کی بنیاد پر غصب کرنا حرم رسالت پناہی کا ہو گیا ابراہیمؑ و نام  
 اور قبائح صریحہ کو باعث فخر و فضائل بنی بکر اور عمر کا جانتا ہو اور ابراہیمؑ کو مجھکو معلوم  
 ہو کہ دروازہ ابی بکر اور عمر اور عمرہ اور دوسرے طرف مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے متواوہر ایک اپنی دروازہ و خدمت رسول خدا میں آجاتا تھا کہ حکم دیا ہوا کہ سب  
 دروازے بند کر دیے مگر ایک دروازہ علی بن ابی طالب کا کھلا رہا اور یہ مقدمہ میں سب  
 اتفاق ہو گئے اختلاف نہیں کیا اور یہ سب پر ثابت ہو گیا ابراہیمؑ کہ تو فضیلت بیان  
 کرتا ہو تو اسکو بیان کر کہ یہ فضیلت واسطے علی کے ثابت ہو یہ سنکر ابراہیمؑ شرمندہ ہو کر  
 چپ رہ گیا اور شافعی ابو لاکہ احنفہ جو کچھ سیکھا اخبار اور حدیث سے معلوم ہو وہ یہ ہے  
 کہ عائشہ اور حفصہ نے اس موضع کو یعنی مدفن ابی بکر و عمر کو اپنے گھر میں لیکر اپنے باپوں کو  
 اُس میں دفن کیا حنیفہ شہسی اور کہا کہ اے حق شاید قرآن کو تو نے نہیں پڑھا اور نہ سنا ہو  
 کہ حضرت پروردگار فرماتا ہو کہ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَعْلَمُكَ أَنَّكَ تَزُكِّي الدِّينَ لِقَابِ جَاهِلِيَّةٍ**  
 اور یہ آیت جملہ خصوصیات حضرت رسالت پناہی کو کر اور وہ حضرت مامور تھا اس پر کہ  
 قبل دخول سو مہرہ اکرے اور یہ نص صریح ہے کہ انکا کچھ بھی حق و متہ نہیں خبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کے نہ تھا اور اگر کوئی حق ہوتا تو اخبار اور احادیث کو پایا جاتا اور اسکا ذکر نہ تھا  
 بھی مغلط ہو کر سر بہ گریبان ہو بیٹھا ابو یوسف قاضی بغداد شاگرد ابو حنیفہ نے نظر ٹھاکر  
 کہا کہ احنفہ جو کچھ سیکھا معلوم ہو وہ یہ ہے کہ عائشہ اور حفصہ نے اپنی میراث کو پایا تھا موافق  
 اس ثمن کے کہ جو ترکہ شوہر سے زوجہ کو ملتا احنفہ نے کہا کہ اے گمراہ واسطے جواب دینا  
 غلطہ الزہر صلوات اللہ علیہا کی میراث نہ تھی کہ خود مدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۲ باب ۱۲۰۰ سورتہ الاحزاب کو ع ۹ - آیت ۴۲

محقق اور کیا کچھ معلوم نہیں ہو اور تو نے کتب میں نہیں دیکھا کہ جب جناب فاطمہ الزہرا  
صلوات اللہ علیہا نے دعویٰ فدک کا کیا اور ابو بکر کو کہا کہ اے ابو بکر فدک حق اور ملک  
میری ہے اسوقت ابی بکر نے اس حصہ صلوات اللہ علیہا کو یہ جواب دیا کہ یہ فدک بطریق  
نان خوش منہاری کو تھا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ میراث نہ تھی اسوقت  
کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر کہ عَن مَعْشَرِ الْأَنْبِيَاءِ لَا تَوْرَثُ  
فَالْخَلْفَاءُ هُوَ صَدَقَ یعنی ہر گروہ پیغمبروں میں ہم میراث نہیں کہتے اور جو کچھ کہ ہم سے  
پچھو ہر وہ صدقہ ہے اور اس روایت کو کسی اصحاب ستول نے بیان نہیں کیا سوائے ابی بکر  
اور عائشہ اور حصہ کے اے ابو بکر اس باب میں گفتگو طولانی ہو چکا اور شرعاً کفر  
ابی بکر ثابت ہوتا ہے اب تو خیال کر کہ جب حضرت فاطمہ کو میراث نہ تھی تو واسطہ عائشہ  
اور حصہ کے میراث ہونی چاہئے ابو بکر بھی چپ ہو اسوقت حنیفہ نے کہا کہ اے ابو بکر  
اس بات کو تو میں چھوڑتی ہوں لیکن مسلم کہتی ہوں میں تیری اس بات کو کہ عائشہ و  
حصہ نے حرم ستول کو اپنی میراث میں لیکر اپنی باتوں کو شجکہ دفن کیا اور اس مسئلہ میں  
بھی موافق تیری مذہب کے عمل کرتی ہوں جانتا چاہئے کہ وقت رحلت رسولیٰ صلعم کے حالہ  
نخل میں تو زوجہ محبتیں اور ایک بیٹی کہ حضرت فاطمہ زہرا ہیں اور ایک چچا کہ عباس قمح جب  
اس گھر کو تقسیم کیا جاوے تو موافق مذہب تیری ہے کہ خلاف مذہب ستول اور اہلبیت کے کہ  
نصف اور چارم حصہ اس دوسرے نصف کا تو جناب فاطمہ کو پہنچتا ہے اور باقی ہے دو تہن ان  
میں سے ایک تہن عباس کو پہنچتا ہے باقی رہا ایک تہن وہ تو حصہ ازواج کا ہے جب تقسیم  
کیا جاوے تو اس ایک تہن کو تو ازواج پر تو واسطے دو عورتوں کے کہ عائشہ اور حصہ ہیں  
شاید کہ ایک بالشت زمین انکو حصہ میں آوے یا اس سے بھی کم ابو بکر نے سر جھکا لیا اور  
چپ ہو گیا اسوقت ہارون ہنسا اور اپنی مصاحبوں کو بلا کر اے ابو بکر اس کفر کے برابر ہی  
کوئی محقق اور ہوشیار نہیں دیکھا حنیفہ نے کہا کہ اے دشمنان بے شرم باوجودیکہ تم واقعہ ہو

اُن فضیلوں اور جھگڑوں سے جو واقع ہوئے ہیں اور اُن ظلموں سے کہ جو ابی بکر اور عمر سے صاف  
 ہوئے ہیں جناب سیدہ فاطمہؓ بہر منزل رسول خدا صلعم پر اور عائشہؓ نے حالت حیات جناب  
 رسول خدا میں چند مرتبہ مخالفت کی اور بعد از رسول خدا کو انصاف نے ملکہ ناش اوڑھا ہر کیا  
 اگر از دور تو انصاف کے سورہ تحریم کو پڑھو تو معلوم ہو جاوے کہ عائشہ اور حفصہ عین حیات  
 رسول خدا میں منافقہ اور کافرہ تھیں اور بعد رسول کے ظلم اور زبردستی سے اپنی بالوں کو  
 حرم غیر خدا میں فن کیا اور بعد اُس کے عائشہ آمادہ فساد مسلح ہو کر بہ اتفاق طلحہ اور  
 نسیب مع بعض منافقین صحابہ کے ایک لشکر جمع کر کے متوجہ بصرہ کی ہوئی اور اُس جگہ  
 امام حق اور خلیفہ مطلق خدا سے محاربا کیا اور سب عذر اور عدوت کے جو حالت حیات  
 میں رسول خدا اور اہلبیت رسالت سے کہتے تھے حکم خدا کو معطل چھوڑا اور ناویدہ اور ناشینہ  
 سمجھا جانے خدا تعالیٰ فرمایا کہ وَ قَدْ فِيْ بُيُوتِكُمْ وَلَا تَنْجِنَ تَبَرَّجَ لِبَاسًا هَلِيْئَةً  
 الْاُولٰٓئِ فَاَمِنَ الصَّلٰوةَ وَ اَتَيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اطِيعُوْا اِلٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اَمَّا سِيْرُكُمْ فَمَا تَاْمُرُوْنَ  
 اَوْ يٰۤاَهْلَ الْبَيْتِ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُمْ بِهَا حَشِيَّةٌ مُّبَيَّنَةٌ يُّضَاعَفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ  
 وَ كَاٰفٍ اَعْلٰى عَلٰى اَللّٰهِ يَسْمِعُ اَمْرًا سَامِعًا اَمْرًا سَامِعًا اَمْرًا سَامِعًا اَمْرًا سَامِعًا  
 صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اے علیؓ جو بیک حرّیٰؓ سے مل گیا عائشہ نے علی بن ابیطالبؓ  
 علیہ السلام سے سبب اور بے وجہ لڑائی کی اور بہت خلق خدا ماری گئی اے ابراہیمؓ اور اے  
 ابو یوسفؓ ابی بکر اور عمر با اتفاق چند فساد کے کہ منافقان صحابہ سے تھے مرکب اور خلافت کے  
 ہوئے اور یہاں تک کہ میں نام نہ تو اور علی بن ابی سیّالبت بھی رسول اور خلیفہ اور برادر حضرت  
 رسول خدا کے اور امام تمام خلافت کے تھے کیا جن کو کیا ان سے بموجب حکم خدا نص رسول کے  
 اجماع اُمت پر خلافت اور امامت علی علیہ السلام میں اگرچہ تم مخالف ہو ولیکن اُن حضرت کو  
 خلیفہ جہاد جاتو ہوا اور علم ترین اور شجاع ترین اور متقی ترین اور پرہیزگار ترین اور  
 قریب ترین رسول اور نبیؐ نے اُن حضرت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اور خدا تعالیٰ کی وصیت

۱۲۔ اُن فضیلوں اور جھگڑوں سے جو واقع ہوئے ہیں اور اُن ظلموں سے کہ جو ابی بکر اور عمر سے صاف ہوئے ہیں جناب سیدہ فاطمہؓ بہر منزل رسول خدا صلعم پر اور عائشہؓ نے حالت حیات جناب رسول خدا میں چند مرتبہ مخالفت کی اور بعد از رسول خدا کو انصاف نے ملکہ ناش اوڑھا ہر کیا اگر از دور تو انصاف کے سورہ تحریم کو پڑھو تو معلوم ہو جاوے کہ عائشہ اور حفصہ عین حیات رسول خدا میں منافقہ اور کافرہ تھیں اور بعد رسول کے ظلم اور زبردستی سے اپنی بالوں کو حرم غیر خدا میں فن کیا اور بعد اُس کے عائشہ آمادہ فساد مسلح ہو کر بہ اتفاق طلحہ اور نسیب مع بعض منافقین صحابہ کے ایک لشکر جمع کر کے متوجہ بصرہ کی ہوئی اور اُس جگہ امام حق اور خلیفہ مطلق خدا سے محاربا کیا اور سب عذر اور عدوت کے جو حالت حیات میں رسول خدا اور اہلبیت رسالت سے کہتے تھے حکم خدا کو معطل چھوڑا اور ناویدہ اور ناشینہ سمجھا جانے خدا تعالیٰ فرمایا کہ وَ قَدْ فِيْ بُيُوتِكُمْ وَلَا تَنْجِنَ تَبَرَّجَ لِبَاسًا هَلِيْئَةً الْاُولٰٓئِ فَاَمِنَ الصَّلٰوةَ وَ اَتَيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اطِيعُوْا اِلٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اَمَّا سِيْرُكُمْ فَمَا تَاْمُرُوْنَ اَوْ يٰۤاَهْلَ الْبَيْتِ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُمْ بِهَا حَشِيَّةٌ مُّبَيَّنَةٌ يُّضَاعَفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَ كَاٰفٍ اَعْلٰى عَلٰى اَللّٰهِ يَسْمِعُ اَمْرًا سَامِعًا اَمْرًا سَامِعًا اَمْرًا سَامِعًا اَمْرًا سَامِعًا

اور حضرت پر حضرت کی گواہی دی کہ آیہ تسلیم میں اذکفر اور لفاق غیروں میں جامع تمام  
الہییت کا ہوا اور صحابہ کبار و نینار کا بھی اتفاق ہو غیر وہ کفر اور لفاق پر اور صحابہ کبار  
و نینار وہ ہیں کہ رسول خدا نے اُن صحابہ کے فضائل میں بہت کچھ سبالغہ فرمایا ہو مثل سلمان  
اور ابی ذر اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس اور خالد بن سعید العاص اور ابی  
بن کعب اور جابر انصاری اور سعد بن عبادہ اور قیس بن سعد اور مالک اشتر مخزومی اور  
الوایوب انصاری اور محمد بن ابی بکر اور باقی اور صحابہ کہ کلام انکا دین میں سند ہو  
اسی طرح پر بعض اشخاص اس امت میں ہو کہ پیرا الہییت کی میں متفق ہیں اس پر کہ ابی بکر اکرم  
اور عثمان منافق حیات رسول خدا ہیں اور بعد وفات رسول اللہ کے کافر ہو کر دنیا سگئے اور  
ابراہیم علی بن ابیطالب علیہ السلام کو بہ اتفاق و ستاور دشمن کو خلیفہ خدا اور وصی حق رسول  
نبی الامم خلائق ہیں اس جو عورت کہ خلاف حکم خدا اور رسول کے تسلیم ہو کر لشکر کشی کر کے  
امام حق ہو لڑائی اور جنگ کرے بہ اتفاق تمام اہل اسلام کے کافر و ملعونہ ہو اور بلا شک  
جہنم میں رہے ابی بکر نے جواب دیا کہ اے حسینیہ شرم کر کہ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھو کہ قدم رسول  
میرے گھر میں آئیں تو وہ شخص امتداد مغفرت کا ہوتا ہو اور امتیہ نجات کی کہتا ہو اور وہ  
یہ ہو کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میں شخص نے میری جلد کو مس کیا ہو گا آتش و فزع اس پر حرام ہو  
اور عائشہ اور حفصہ کہ برسوں بخواب اور ہم اور ہم تیرا اور داخلہ رسول خدا کی رہی ہیں کہ  
کافر ہو سکتی ہیں اور فزع میں ہو سکتی ہیں حسینیہ نے کہا کہ اے ابراہیم بخواب اور ہم ہونا  
اور ملازمت اور محافظت رسول خدا کی موجب مغفرت اور خلاصی و فزع سے ہو سکتا  
ہو واسطی اس آدمی کے کہ جودل اور زبان ہو رسول پر ایمان لایا ہو کہ اور رسول الہییت  
اس کی کو منافق ہو ہو ورنہ وہ شخص کہ جس نے کفر اور لفاق حاصل کیا اور بعد  
رسول خدا اصلی شد علیہ وآلہ کے انہی الہییت کو برائیاں کہیں ہوں وہ قابل خلاصی  
و فزع کے ہو گا اے ابراہیم فزع علیہ السلام کہ شیخ المسلمین تھو اور پیغمبر اولی العزم

لو ط علیہ السلام پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلم اور ان دونوں پیغمبروں بزرگوں کی بی بیایں منافقہ تھیں اور  
 یہ دونوں پیغمبروں کو اولاد رکھتی تھیں اور عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما سے اولاد نہ رکھتی تھیں اور  
 نوح کی بی بی کا نام آتھ تھا اور لوط کی بی بی کا نام والیہا اور والہہ اور وابلہ بھی  
 لکھا ہے اور ان بی بیوں سے زنا اور فجور وقوع میں نہیں آیا۔ سیرک اتفاق ہے جو فقط گناہ  
 انہوں کا یہ تھا کہ راز اپنے شوہروں کا فاش اور ظاہر کرتی تھیں اور اپنی قوم کو جبروتی  
 انکی راز سے اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ضربا لله مثلاً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا اَمْرًا  
 نوح و امراة لوط کانتا تحت عہدین من عندنا صالحین فخاناهما فلم یضیا فم  
 من اللہ شیئاً وقیل اھل النارم الذلجین یعنی مضمون اور عدول اس آیت مجیدہ کا یہ ہے  
 کہ زین النوح اور زین لوط کہ عہد میں ان ہر دو بندہ صالح کی تھیں اور خیانت انہوں سے  
 ظہور میں آئی اور خدا تعالیٰ بطور مثال کو فرماتا ہے کہ یہ دونوں پیغمبر بزرگوں اور ان دونوں عورتوں کی  
 شفاعت نہ کریں اگر خواہ وہ داخل بہشت ہوں خواہ داخل دوزخ ہوں شل کافروں کے  
 اسباب ہم سبب ان منخرات اور مہلات کے امر نبوت اور خلافت امامت کو مصلحت  
 نہ کرنا چاہیے یہ برائیاں اور فضیحت اور فحابت زین نوح اور لوط سے کہ وقوع میں آئی  
 ہیں جو کہ بعد رسول خدا کے عائشہ سے وقوع میں آیا کہ خود آراستہ ہو کر شتر پر سوار ہوئیں  
 اور لشکر جمع کیں اور صی رسول اور بھائی اور ابن عم پیغمبر سے بلا سبب لڑائی کی اور  
 کتنی ہی ہزار یمن اور منافق قتل کرائیں اور بعد اس کے اپنے بالوں کو ظلم اور تعدی  
 سے حرم رسول خدا میں فن کیا اور بعد اس کے پھر شتر پر سوار ہو کر بہ اتفاق بعضے منافقین  
 بنی امیہ کے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے جہازہ پر تیر مارے اور نور ویدہ رسول  
 خدا کو گھر میں فن ہونے دیا باوجودیکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب امام حسن علیہ السلام  
 کے چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس نے  
 کہا کہ اوما شہ تہم کلت تہم کلت لک الشعم من القین فی فی القین تہم تہم

طہ ۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰



ابن ابی بکر کو صاحب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اور قریب ہی پہنچ کر خدا اور رسول نے انکو علیین اور  
مخزون نہ رکھا اور واسطے دفع خوف ابی بکر کو کہا اَلَا تَعْلَمُنَّ یعنی علیین نہ رہا اور فضیلت  
چوتھی یہ کہ اِنَّ اللہَ مَعَنَا بدقطنہ جمع کہا کہ یعنی خدا ہمراہ ہمارے ہے پس معنی اس کے  
یہ ہوتے کہ خدا ہمراہ رسول اور ابی بکر کے ہر اے حنیفہ یہ کمال بزرگی حاصل ہے ابی بکر کو  
کہ اس آیت سے اب تو تمہیں فضیلت میں اسکو کچھ عذر نہیں ہر حنیفہ ہنسی اور اس سے  
کہا کہ ابو ابراہیم جواب اس کا سن یہ کوئی فضیلت نہیں ہو اور جو لوگ صاحب عقل کامل  
ہیں ہرگز گمراہ نہ ہونگے اور سبب ان منافق کے ایسے شخص کی فضیلت امت نہیں کہہ سکتے اور  
خاندان معصوم پر مقدم نہیں جان سکتے ہیں پہلی فضیلت جو تونے بیان کی کہ رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم ابی بکر کو اس واسطے اپنا ہمراہ لیا کہ زیادہ تر دوست رہتے تھے وہ اللہ تو غلط  
کہتا ہو اور جس کی بیعت عقدا کیا ہو غلطی کی ہو نہ ابراہیم جان تو کہ جبرئیل جانیہ رب  
جلیل سے رسول خدا کے پاس آئے اور کہا کہ آج رات کو کفار میرے قتل کے ارادہ پر ہیں  
تم اپنا محابوس کہہ دو کہ آج شب کو کوئی اپنا گھر دیکھ جائے نہ نکلیں اور حکم خدا ہو کہ علی  
بن ابی طالب علیہ السلام کہ آپ کا برادر بھائی برابر ہو تمہارے بستر پر سجاو تمہاری آرام  
کرے اور وہ شخص کہ جو تم پر نبی جان خدا کرے وہ علی بن ابی طالب ہے اور اے حبیب میرے  
تو روانہ ہو طرف فلاں غار کے سرچند شیطوں کے کہ مشہور میں الغرض جب شب قریب  
آئی تو آپ نے سب اصحابوں کو بلایا اور فرمایا کہ آج کی رات میرے اصحاب اور اصحاب  
میں سے کوئی اپنا گھر سے باہر نہ آوے خدا آیتاں کی ہمیں کوئی معصمت ہو یہ ارشاد حضرت کا  
سکر سب اصحاب اپنا گھر کو چلے گئے اور وقت رسول خدا نے حضرت علی کو بلایا اور فرمایا کہ  
یا علی حکم خدا ہو کہ تو میرے بستر پر آرام کر تا کہ میں شرفائے محفوظ اور معصوم  
ہوں کہ شہر مکہ سے نکلے فلاں غار میں جاؤں جب حضرت علی نے یہ کلام سنا لا نام سے  
نہ تو مطلق ناگو اور خاطر گزارا اور بہت خوش ہو تو بلیب خاطر نہایت اخلاص اور



محبت سے کہہ کر ہزار جان میری فدائے حکم خدا و فیض رسول کے ہوں اور باوجود کم ہوشی کے  
 مخالف اور ہراساں نہ ہوں حضرت رسالت مآب نے حضرت شاہ ولایت کو گود میں لے لیا  
 اور پیچھا پھاڑا اور بیت روضہ اور کہا کہ اعلیٰ میں تجھے خدا کو سوتا اُسوقت یہ خدا کو بجائی  
 اپنے بستر پر اپنے سلا کر حضرت دواہنہ ہوئے تھوڑی ہی راہ آپسے قطع فرمائی تھی کہ آپسے  
 دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے جلا آتا ہے حضرت نے توقف فرمایا جب وہ نزدیک آیا تو دیکھا کہ  
 ابی بکر صاحب ہیں حضرت نے فرمایا کہ ابی بکر کیا حکم خدا میں تلو نہیں سنایا کہ تم اپنے  
 گھروں سے باہر نہ نکلاں کس لئے مخالفت کی تو نے حکم خدا سے ابی بکر نے کہا یا رسول  
 اللہ میرا دل ابی کی طرف سے مخالف اور ہراساں تھا مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میرے دل نے  
 نہ انا کہ آپ کو چھوڑ کر گھر میں بیٹھا ہوں اُسوقت پیچھے پھیرا کہ ابی کیا کیا جاؤ گے کہ  
 کہ حکم الہی نہ تھا کہ کیسے ہم راہ پیغمبر میں لیجا دیں اُسوقت جبرئیل آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ  
 تم خدا کی اگر اسکو تم چھوڑ دو گے تو کفار اسکو اپنی ہم راہ لیکر آئیں گے اور تم کو قتل کر دیں گے  
 لہذا پیچھے آؤ ورنہ اسکو جو ساتھ لیکر فامیں داخل ہوئے لے لے لے ابراہیم صاف ظاہر ہو کہ ابی بکر  
 نے خلاف حکم خدا اور رسول کے کیا اور گھر سے باہر آیا اور یہ جو میں نے بیان کیا ہے ابراہیم  
 اجماع و امت کا کہ پیغمبر ابا ضرورت اسکو لے گئے کہ بلوا اسکو نکال کر قتل کریں اور یہ  
 امر موجب رسوائی و مصلحت تھا کہ ہوجاؤ اور دوسرے اور نہ کہ لے لے ابراہیم حضرت  
 پروردگار نے نفاق ابی بکر اور اس کے یاروں کے نفاق کو ابی رسول کو خبر دی تھی کہ جو یہ  
 رسول کے انہوں نے واقع ہوئے والا تھا نسبت الہیت علیہم السلام کے اور علاوہ اس کے  
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابی بکر سے مطمئن ہی نہ تھے ضرورتاً اسکو اپنی ہم راہ لیکر  
 اور آیت یَقُولُونَ بِأَقْوَامِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ اور کتنے ہی آیات دیگر نفاق  
 میں انہوں کے نازل ہوئی ہیں اور ابراہیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے متنبی اور  
 محبت اسکی سی اور انس اور محبت حضرت کا اللہ تعالیٰ سے تھا اور انیس اور عیسیٰ ان



منع فرمایا تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا الْاَعْتِقَادِ بجلالکب بنیہر کی طاعت خدا سے  
 منع کر سکتا ہو اور اگر حزن اسکا سمیت تھا اور خوف اور بیم بسبب مستی اعتقاد اور بسبب ہونے  
 ایمان کے خدا اور رسول پر بھلا پس اسکو گناہ میں اس ہمارے ہو کیا فضیلت اور بزرگی حاصل  
 ہوئی اور وَلَا تَحْزَنْ کا نظرا اسکو کیا قائمہ بنجائے اور دوسرے اور میں کہ پیغمبر اسلام  
 جاپہنوں والے طاعت کے متحرک معصیت کے اور منع کرنے والے معصیت کے غمے طاعت کے  
 انور ابراہیم حزن ابی بکر کا ولایت کرتا ہو کی صبر پر اور نہ رمضان نہ ہونے پر صحبت رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کے اور خوبی ثابت ہو کہ اسکو قول رسول پر ہرگز عتوانہ تھا کہ اسکو کہ تمام  
 اور ستم جانے کی رسول خدا نے اسکو بتلا دئے تھے کہ ہم حکم الہی متوجہ اس غار کے ہونے  
 ہیں اور اس میں محفوظ اور صحتوں ہیں گے شرعاً اور دینوں اور کافروں سے ہر گز  
 کا ضرر اور نہ پہنچے گا اور دوسری جو حکم ہو کہ ابی بکر انیل و طہین رسول کا تھا اور پیغمبر  
 اسکو بہت چاہتے تھے بسبب محبت کے غار میں اپنی سماعت لیکو پس یہ کیا تھا کہ ابی بکر نے  
 نہ جاناس بات کو کہ پیغمبر خدا و اسلم محفوظ رہے شرعاً اس کے حکم الہی غار میں گئے اور پھر حرج  
 اور فزع کرتا ہوا اور قریب تھا کہ پیغمبر کو رسوا کرے بلکہ غرض اسکی چھوڑا دیا نہ یہ تھی  
 کہ کفار مطلع اور گاہ ہوجاویں اور جو کہ مشیت خدا اور امر الہی تھا لہذا خدا تعالیٰ خود محافظ  
 اور ناصر رسول ہو کا تھا اور ابراہیم اگر ابی بکر کو پیغمبر خدا پر ایمان ہوتا تو خدا سب کو اس پر  
 تسلط نہ کرنا کاس کے پاؤں کو کاٹتا بلکہ خدا تعالیٰ اسکو سچا تازخیم ساپے جطر سے  
 پیغمبر کو گاہ رکھا اور بچا یا شرک غار سے باوجود کہ ایک جماعت کثیرہ مکرر و غار کے پھری  
 اور سرخ نشان پاؤں حضرت کا دروازہ پر پہنچا یا اور پھر بھی خدا تعالیٰ نے انکو شرعاً  
 بچایا اور ابراہیم جو فضیلت دوسری تو نے بیان کی کہ رسول خدا اسلام نے ابی بکر کو  
 کہا اَلَيْسَ اللَّهُ مَعَنَا اَلَيْسَ خُذَّا بِنَا سَاحْتَهُ ہوا و محافظا و ناصر بارہو جو یہ کہ لفظ  
 جمع واقع ہوا تیرا مدد ماہر خدا ہمارا ابی بکر کے ہو جواب پہلا تو یہ کہ لفظ جمع واسطے تسلیم

رسول کے ہوا و غرض رسول کی یہ قسمی کہ خدا حافظ اور ناصر رہا اور بالفرض اگر شاہد  
 آبی بکر کے بھی ہو تو اسکو اس پر کیا فضیلت ملے گی کہ سو اسکو کہ قرآن مجید میں صریح فرمایا  
 ہو کہ **فَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ جَعْلَى ثَلَاثَةٍ أَوْ أَرْبَعَةٍ أَوْ مَعَهُ وَلَا خُمْسَةَ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ**  
**وَلَا آدُنِي مِنْ ذَلِكَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ** چاہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہو کہ راہ چلنے والوں سے  
 تین آدمی ہیں مگر یہ کہ جو تمہارا ہوں میں خدا تعالیٰ ہوا و نہیں ہیں پانچ آدمی مگر یہ کہ خدا تعالیٰ  
 چھٹا انہوں میں ہے کہ گنتریں انہوں سے اور نہ زیادہ تر میں انہوں سے مگر خدا تعالیٰ ہمارا  
 انہوں کے ہوا و یہ آیت شامل حال تمام کافروں اور یہود اور ترسا اور سب مومنین اور  
 منافقین وغیرہ کے لئے ہے لیکن اگر اس آیت سے کیا حاصل ہوا اور اسکو دو سنتوں کو کیا فائدہ  
 پہنچا اور ابراہیم اور جان کو کہ مسجد رسول اللہ غارِ مرتبہ میں ہزار درجہ بہتر ہوا اور ہر کوئی خدا  
 کے مسجد میں جمع ہوتے ہیں مومن اور منافق اور کفار بھی اور سیطرہ جمع ہوتے ہیں کشتی میں  
 ہمارہوئی کے شاہدین اور ہمارے دھوکے اور ابراہیم مثلاً کسی شخص کا ایک جانور بھی ہمارا ہوا مانند  
 گھوڑی یا اڈٹ یا گدھے کے اور وہ سب خوف رہزنوں یا چوروں کے کسی گھر یا محل  
 میں پناہ لی ہو اور کہ خدا تعالیٰ ہمارے ہوا و ہو کہ بچاؤ اس منزل یا محل میں بیٹو محکم  
 اور میرے اس جانور کو جو میرے ہمارے ہو تو اس جانور کو کیا شرف اور بزرگی ہو اس کلام سے  
 جب نوبت گفتگو حنفیہ کی اس مقام پر پہنچی تو ہمارے بہت خوش ہوا اور نہ ہمارا وجود  
 اسکو کہ وہ برا متعصب تھا اور اہل بیت نبوت سے عداوت رکھتا تھا مگر خدا تعالیٰ نے کہ  
 مطلب العلویہ اسکو حنفیہ پر ایسا مہربان کیا تھا کہ اگر اسکو خیال طعنہ زنی خلاف حق کا  
 نہ ہوتا تو باوجود منصب خلافت اور سلطنت کے بلا لحاظ اسکا کھڑا ہوتا اور اگر حنفیہ  
 کے بکر قربان ہوتا تو دوسرے بار حنفیہ نے کہا کہ ابراہیم اور دیکھ کہ ہنرمندان  
 آبی بکر کے آیت غار میں بہت ہیں اور سب زیادہ دلیل سوائی کی واسطے بے نصیب  
 ہونے لگی بکر کے ایمان سے یہ ہے کہ **فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ** یہ خود وجود

ہے طرف حضرت رسالت کے کہ ضمیر واحد مگر مجرور کی ہوا یہ والی ہو اس پر کہ انزال  
 سکینہ ابوجبر نہیں ہوا اور اس سے وہ بے نصیب اور اگر ابی بکر پر انزال سکینہ ہوتا تو  
 فَاِنَّكَ لَآتٰكَ اللهُ سَكِيْنَةً عَلَيْهِمْ سَا وَهَوَا وِجَاہِمْ ضَمِيْرٌ وَاحِدٌ مگر مجرور کے ضمیر تثنیہ مذکر  
 مجرور کی متصل ہوئی واللہ کہ یہ والی ہو کفر اور عدم ایمان ابی بکر پر یہ ابی جبر کہ افسد  
 سخالی و دجلہ پر قرآن میں جابر فرماتا ہو کہ حضرت رسالت پناہ پر انزال سکینہ کیا ہو اول  
 اس آیت میں کہ جو گزری غار میں اور دوسری غزائین میں جبکہ لشکر اسلام نے  
 شکست پائی اور ابی بکر اور عثمان اور بہت سے صحابہ میں جو رسول خدا کو درمیان کا فوج  
 کے چھوڑ کر بھاگے مگر حضرت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام اور اناسی آدمی  
 دیگر دوستان اور حبان رسول خدا اور جو صحابہ میں جو کہ مومن تھے وہ نہ بھاگے اور  
 ملازمت امیر المؤمنین حیدر کرار میں ثابت قدم رہے اور قدم بہت اور مروا گئی کامیلان  
 جنگ جہال میں مضبوط اور محکم رکھا اور سر اور جان کی کچھ پروا نہ کی اور راستے  
 پر اس وقت اللہ تعالیٰ جل شامہ نے انگوٹھ میں فرمایا کہ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللهُ فِي  
 مَوَاطِنَ كُنْتُمْ فِيْهَا يَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَخْبَثْتُمْ كَثْرَتَكُمْ فَكَمْ تَقْنَنُ  
 عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمْ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ  
 مُدْبِرِيْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ اللهُ سَكِيْنَةً عَلٰی رَسُوْلِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَوَّاسٍ طَرَحَ دُوسَرِي  
 جبکہ فرماتا ہو کہ فَاَنْزَلَ اللهُ سَكِيْنَةً عَلٰی رَسُوْلِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاتَّزَلَّ جُؤْلَمُ لَمْ يَكُنْ  
 ابی بکر کا سکینہ سو ہے بلکہ خروج اسکا ہو ایمان ہو اور تم اس سے غافل ہو گئے ہو اے  
 اہل ایم جو روز حنین اور ہوا انگوٹھ پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مومن  
 موجود ہو انزال سکینہ رسول خدا اور مومنوں پر ہوا ہو اور غار میں ہوا تو ابی بکر کے دوسرا  
 مومنوں میں جو ہر حضرت کے نہ تھا پس فرمایا کہ فَاَنْزَلَ اللهُ سَكِيْنَةً عَلَيْهِمْ اور ابی بکر کا  
 مطلق ذکر نہ فرمایا اور اگر ابی بکر کو فی حقیقت ایمان ہوتا تو تم غلام رسول کی ضرورت نہ تھا کہ

بجائے ضمیر مفرد کے ضمیر شکی کی ہوتی اور خدا تعالیٰ علیہا کہتا تھا ابراہیم جو حزن اور رزاں  
اسکا غار میں خطا اور حصیت ہوا دیکھو ناسکینہ کا اور زیادہ تو پیریت غار سے اسکو کچھ  
فائدہ نہیں ہو بلکہ عدم ایمان اسکا ثابت ہوا ابراہیم اس قسم کی فضیلت اور منفعت اسکی  
تم بیان کرتے ہو کہ اسے سوائے بیکر کا کفر ثابت ہوتا ہو اور جو دیگر فضائل تمام اس کے باب میں  
نقل کرتے ہو وہ بھی مثال سی کے ہیں اس طرح کے مفرقات کو تم جن جن کے نظر خلافت میں  
جلوہ دیتے ہو اور احادیث موضوعہ کو زبان عوام الناس پر جاری کرتے ہو اور تم فضیلت  
تمام فاسقوں اور بدکاروں کی بلکہ اشد کفار کی فضیلت علیہ ان اہل عصمت و ربوبت پر ثابت  
کرتے ہو اور علی بن ابیطالب نے کہا ان اپنی حضرت رسول خدا پر خدا کی قسمی اور بہتر پر بیانے  
رسول خدا کے سوا کہ کفار انکو رسول خدا جانکر قتل کریں سوقت حق بجا نہ تعالیٰ نے فخر و سبا ہات  
کیا نام ملا کہ آسمان زمین سے کہ انکو وہ ملا کہ میں نے ہر ایک فرشتہ کو تمہاری ساتھ نسبت برادری  
کی دی ہو آیت میں ہے کہ کوئی ایسا ہو کہ جان کو اپنی دوسرے جہاتی پر خدا کرے کہ تو میں کہ کسی  
فرشتہ نے اس کا جواب دیا حکم خدا ہوا کہ جاؤ تم اور دیکھو علی بن ابی طالب کو کہ اپنی جانکو  
کس طرح سے میرے حبیب اور رسول پر خدا کیا ہو سوقت بموجب حکم پروردگار کے ملا کہ میں نے  
دیگا احدیت سے گروہ گروہ زمین پر نازل ہوتے تھے اور زیارت جناب امیر علیہ السلام  
کی کرتے تھے اور حضرت پرورد و سلام بھیجتے تھے اور جب حضرت امیر بہتر رسول خدا پر راحت  
فرما ہو تو اسوقت خداوند عالم کا حکم ہوا کہ جبرئیل اور میکائیل کو ایک تم میں سے جانب  
سر حضرت کے رہو اور دوسرے جانب پاتھ مبارک حضرت کے مقام کر دو اور حفاظت کریں میری  
عبد خاص علی بن ابی طالب کی شرعاً اسو ابراہیم عبد اللہ بن عباس نے روایت کی ہے  
کہ اسٹیل اپنے فرج ہونا اپنا ہاتھ غلیل سے قبول کیا باوجود مرتبہ نبوت اور غلت کے اور  
اسٹیل یہ بھی جانتے تھے کہ مجھ سے کوئی جرم بھی صادر نہیں ہوا ہے جس سے ستمی قتل کا ہوں  
اور امیر المؤمنین نے قتل ہونا اپنا ملو اور شکر میں قبول کیا اور یہ سکا فرید بن سقا اور

ہمیشہ دیکھتے تھے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے تو اور یہ کافر دشمنی حضرت  
 علیؑ کو زیادہ کہتے تھے البتہ وقت میں حضرت علیؑ نے جان نثاری کی اور اپنی جان و جان  
 رسول خدا کی حمایت کی اور یہ آیت اُس کے حق علیؑ میں نازل ہوئی وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ  
 كَيْفَ تَمْسِكُ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ اور یہ بیماری سب کتابوں اور تفسیروں میں لکھا  
 ہوا ہے کہ رسول خداؐ کو ظاہر نہیں کرتے ہوا اور ان فضائل کو بیان اور بیان نہیں کرتے اور عجیب  
 غامض امیر المؤمنینؑ مقام پیغمبر تھے اور جان اپنی گواہ حضرت نے جان پیغمبر خدا پر فدا  
 کیا تھا اور جان و حمایت اُن حضرت کی کی اور نبیر رسولؐ پر خلیفہ اور قائم مقام سب  
 اہل میاں اُن حضرت پر حضرت امیر تھے اور ایک جماعت بہت اہل حرم کو اور اسباب اور  
 شتر اور بکریوں وغیرہ اُن حضرت کو تنہا مکہ معظمہ سے لے کر مدینہ میں پہنچایا اور آٹنا راہ  
 میں گروہ گروہ کفار ارادۂ قتل غارت حضرت امیرؑ کے آئے تھے اور کیسویہ طاقت اور مجال  
 نہ تھی کہ حضرت سے ایک ڈورہ بھی لے سکے سب اسباب کو حضرت نے بجنہ بصحت و سلامت  
 مدینہ میں پاس رسول خدا صلعمؐ کو پہنچایا اگر کیسویہ مہاجر کہیں تو مہاجر کہہ سکتے ہیں اگر یہ  
 فضائل انہیں ہوں تو مہاجر کہہ سکتا ہوں جس جگہ حضرت علیؑ نبیر رسول خدا صلعمؐ قائم  
 مقام اُن حضرت کے تھے اور واسطے پہنچانے اہل میاں پیغمبرؐ کے مدینہ میں قائم مقام  
 اُن حضرت کے تھے اور سورۂ بران کے پہنچانے میں اس کو کفار کے حکم اتنی قائم مقام پیغمبرؐ  
 خدا کے رسولؐ کس جگہ بعد رسول خداؐ کے خلیفہ اور قائم مقام ہوں یا تو ابراہیمؑ جاننا  
 چاہتے کہ ابو بکرؓ غار میں ہمہ لہ رسول خداؐ کے تھا اور اُن حضرت کو ہمراہ مدینہ کو گیا یہ امر معلوم  
 ہوت نہیں ہو سکتا کہ ایسے شخص کو مہاجر کہیں یہ مہاجر کہہ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
 يَرْكُزْ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ فَمَا جَزَا لِي اللَّهُ فِي سُوْرَةِ التَّوْبَةِ لِيَكُ الْكُفْرُ فَقَدْ خَمَّ  
 أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ اَوَّلًا سَمِیْنُ کہ ہجرت رسول خداؐ کی ہمہ خدا تعالیٰ کے تھی اور ہجرت رسولؐ کی  
 رسول خداؐ کے ساتھ اور جو شخص کہ ہجرت رسولؐ کے ساتھ کرے تو چاہے کہ ہجرت اُس کی

باب ۲ - سیدۃ بنو ہاشم

باب ۳ - سیدۃ بنو ہاشم

بعد ہجرت رسول ص ہو اور جبکہ ابی بکر ہمراہ رسول خدا کے گھر سے باہر گیا تو جابر نہیں ہو کہ  
 شریک رسول خدا ہو ہجرت میں کس واسطے کہ ہجرت رسول خدا کی ہمراہ خدا کے بھی اس کو کہ  
 ابی بکر ملازم اور خادم تھا ان حضرت کا اور رسول خدا واسطہ تھے درمیان خدا تعالیٰ  
 کے بلا واسطے اور جو کہ ابی بکر ملازم اور پرستار تھا رسول خدا کا پس جابر نہیں ہو کہ شریک  
 ہو جابر ہجرت میں اور ہجرت ثابت نہیں ہو سکتی تا وقتیکہ انہی سکھ سے بعد از رسول خدا  
 ہجرت نہ کرے اور جو کوئی رسول خدا سے پہلے ہجرت کرے تو اسکو بھی نہیں کہہ سکتی ہیں کہ یہ  
 مہاجر حنیفہ نے جب یہ کلام اپنا اس مقام تک پہنچایا تو ہارون نے بچی دیکھ کر اپنی  
 قریب بلایا اور کہا کہ اے بچی حنیفہ نے کس طرح پرکھی نہیں کی دلائل بیان کر نہیں دانت پر  
 میرے ابن عم کی اے بچی اگر حنیفہ ہمارے طریقہ پر ہوتی تو اہل بیت میں اسکو نیز نکاح میں لائی  
 نے کہا اے امیر جس طریقہ اور راہ پر ہوا نعام اور اگر امیر کرنا واجبات سے ہے بعد از ان  
 ہارون نے ابراہیم سے کہا کہ اے ابراہیم حقیقت مسئلہ قضا و قدر کی اور مضمون اور دلائل  
 آیت غار کا جو کچھ بیان ہوا وہ مجھ کو معلوم ہوا اب کیا کہتا ہے تو خود متہ کلام اللہ میں  
 کہ وہ حادث ہے یا قدیم کیونکہ میں جانتا ہوں کہ حقیقت اس مسئلہ کی بھی مجھ کو معلوم  
 ہو جاوے اسوقت ابراہیم بسبب مذمت اور خجالت کے خاموش تھا بچی نے کہا کہ اے  
 ابراہیم یہ کیوں نہیں کہتا کہ کلام خدا قدیم ہے یا حادث ہے ابراہیم نے کہا کہ میرا اعتقاد تو یہ  
 ہے کہ خدا قدیم ہے اور کلام بھی اسکا قدیم ہے کیونکہ اسکو کہ کلام غیر حرف اور اصوات کے ہے اور  
 کلام صفت خدا کی ہے اور قائم ہے ساتھ ذات خدا کے اور صفات اسکی بھی قدیم ہے اور یہ  
 حرف مکتوب کہ قرآن میں ہیں وال ہیں کلام خدا پر اور اعتقاد ہمارا یہ کہ خدا تعالیٰ قبل  
 از پیدا آتش مخلوقات کے امر کرنا لایا تھا اور علی کرنا لایا تھا جب ابراہیم نے یہ بیان کیا  
 تو ہارون نے اسکی طرف سے متنبہ پھیر لیا اور یہ بیان ابراہیم کا اسکو پسند نہ آیا کیونکہ  
 ہارون اہل میں منترلی تھا اور کہا کہ اے حنیفہ تو کیا کہتی ہے اس مقدمہ میں حنیفہ نے کہا

مسئلہ بحث کلام اللہ کے باب میں کس طرح یا قدیم



کہ اے ابراہیم قوم نصاریٰ تین قدیم ثابت کتب میں اور خدا تعالیٰ سزائش اور کفر کرتا  
ہو انہوں کی کہ تمہارے شرکیہ اور ہم تلیہ میں شمار میں کہ فرماتا ہو حق تعالیٰ لَقَدْ  
كَلَّمَ ابْنَكُمْ اِذْ يَقُولُ لَنْ اَللّٰهُ تَالِثٌ تَالِثٌ اور ابن تین قدیم سے ایک اقنوم  
الاب ہو اور ایک اقنوم الابن ہو اور ایک اقنوم روح القدس ہو اول ہو خدا تعالیٰ  
کو ملو لیتو میں اور دوسرے سے عیسیٰ کو اور تیسرے سے جبرئیل کو اور کہتو میں کہ  
اگر تین قدیم ہوں تو خدا کو نقصان لازم آتا ہو اور جو کہ تم اشاعرہ ہو تمہاری تو قدیم ثابت  
کتب میں اور وہ یہ ہیں ذات اور قدرت اور علم اور حیات اور ارواث اور اوارک اور  
کلام اور شمع اور بصر اور ان سب کو تم قدیم جانتے ہو پس تین مرتبہ تمہارا کفر ثابت ہے  
موافق حکم صریح قرآن مجید کے اور تم جہنہ وجہ قوم نصاریٰ سے کفر میں بڑھی ہو تے  
ہو اے ابراہیم قوم خدا کی کب کلام خدا قدیم ہو سکتا ہو کہ اس کو کہ کلام خدا نزدیک الہیت  
علیہم السلام اور تمام اہل عقل کے یہ حروف منظوم ہیں کہ مکتوب ہیں کتابوں میں اور تقاضا  
یہ ہو کہ خدا تعالیٰ قادر ہو کہ ایجاد کرے حروف اور اصوات منظوم کو کسی جسم میں جموں پس اب خدا کو  
اس اعتبار سے سیکھ کہتو میں اور جبکہ کلام مرکب ہو حروف کو البتہ مرتب ہو ورنہ بعض مقدم اور  
بعض مؤخر اور پس چیز میں کہ قدیم اور تاخیر ہو و البتہ عارض ہو اور دوسرے یہ کہ اوامر اور نواہی  
اور اخبار خدا تعالیٰ کے حادث ہیں یا این جبکہ محال ہو معدوم کو واسطے کسی شخص کے امر  
کرنا اور کسی شے سے ہنی کرنا اور قرآن مجید کا ہو اور محمد محدث ہو پس کیونکر ہو سکتا ہو کہ  
معجزہ انصاف قدیم ہو اور اگر کہا جاوے کہ قدیم در بیان دو دفتیوں کے ہو تو یہ بھی غلط ہو  
کہ ما بین الدفتین کتابت ہو اور ظاہر ہو کہ کتابت محدث ہو اور اگر کہا جاوے کہ حروف اور اصوات  
ہو تو بھی محال ہو کہ حروف اور اصوات قدیم ہوں کہ واسطے کہ بعضے بعضے پر مقدم اور مؤخر  
میں اور بعضے سابق اور بعضے لاحق اور ہر ایک ساتھ زمانہ کے متہا ہے اور مخصوص ہو اور  
جو چیز الہی ہوتی ہو وہ قدیم نہیں ہو اور اگر کہا جاوے کہ معنی اسکی قدیم ہو کہ مکتوب اور

حروف اور صوت سے پیدا ہوتی ہو اور صحیح باتی ہو اور وہ معنی یا امر کو پہنچی یا قصص  
یا اخبار یا وعدہ یا وعید یا تسخیر یا منسوخ اور میرے کہ ہم کہیں کہ محال ہو معدوم کو کسی  
چیز کے ساتھ وعدہ کرنا اور وعید کرنا کسی چیز کا کسی چیز کے ساتھ اور کسی چیز سے نہی کرنا  
اور یہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ **فَلْيَا أَيْدِيَهُمْ قَدْ فُتِحَ لَهُمْ** اور **مَرَّ مَعَهُ** قرآن ہو اور حدیث  
مقابل میں قدیم کے ہو اور جو کچھ حدیث ہو وہ قدیم نہیں ہو سکتا ہو اور اس طرح خدا  
فرماتا ہو کہ **مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحَدَّثٍ** اور ذکر سے مراد قرآن ہو وہیں  
**لَا تَأْتِيهِمْ نُزُلًا لَدُنْهُمْ فَزَالُوا تَحْتَ طَغْوَاهُمْ** اور محدث برابر قدیم کے ہو اور اگر قرآن قدیم  
ہو تو انبیاء اور صلحاء اور فضلاء اور مجتہد اور سب کفار کہ ذکر انہوں کا قرآن میں فرمایا ہو  
سب کا قدیم ہونا چاہی ہو اور دوسرے یہ کہ کہا تو نے کہ خدا تعالیٰ قبل از پیدائش مخلوق  
کے امر کر نیوالا اور نہی کر نیوالا تھا اور کہتا تھا کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا** اور **يَا أَيُّهَا  
النَّاسُ اتَّقُوا** اور **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ** اور **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا**  
**الْبَيْتَ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ** اور **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا** اور **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا**  
سالم۔ اور غائب جا اور اسی قابل کلمہ اور اسی مقبول بیٹھ اور دوسرے شخص اس پر بوجھو کہ تو حکم  
بلاتا ہو اور کس سے باتیں کرتا ہو اور وہ یہ کہو کہ میرے ولین سب باتیں ہیں کہ بعد  
تین سال کے چند غلام خریدو لگا اور انکا نام سالم اور غائب اور قابل اور مقبول کہو لگا  
اور اسوقت ان غلاموں کو اس طرح پر آواز دیکر بلاتا لگا اور اس طرح پر انہو وہ شخص باتیں  
کرتا ہو پس ایسا آدمی کو کہ جو معدوم ہو مخاطب ہو اور کلام کرے صاحب عقل لگا اور  
مجنون کہتے ہیں اور **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا** اور **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا**  
خدا سے نسبت کہو جاویں یہ سب ان مطالب اور مدعا ہمارے کے کہ جن سے  
مکمل غرض ہو جو جب حنیفہ نے یہ بیان کیا تو ہمارو حق حکم دیا کہ طبق نہ رہ لائیں اور  
حنیفہ کے سر پر نشان کریں اسوقت سب بزرگان دولت اور عمائد مملکت کہ جو اس

مجلس میں حاضر اور موجود ہو کر صبح اور شام حنیہ کی کرتے تھے اور ہر طرف سوا و از تحمین اور مرہا کی بلند تھی اور اکثر سلاطین اور شاہزادوں کو شہر و امصار بعیدہ سے دار الخلافہ بغداد میں اسطر و کھینے مناظرہ حنیہ کے آئے تھے اور اکثر کے ولس میں محبت اہلبیت علیہم السلام کی تھی بیان حنیہ سنکر زیادہ تر حقیقت اہلبیت رسالت کی انگو نابت اور معلوم ہوتی اور بوجہ خوف بنی عباس کے اپنی عقیدہ اور طریقہ کو ظاہر نہ کر سکتے تھے سمجھتے تھے حنیہ کو دعاوی اور تمام خلافت فصاحت اور بلاغت اور تقریر پاکیزہ اسکی سنکر حیران تھے اور اکثر علما اشاعرہ نے بسبب مذمت اور شرمندگی کے سر جھکا لیا تھا اور ابراہیم غلبت زدہ اور شرمندہ کر سی نرین پر بیٹھا ہوا تھا حنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم تو اب جو روز بڑا عالم ہے اور افضل اور اعلم اس زمانہ کا ہو اور میں یک کینز میکن اور بے اعتبار ہوں کہ مجھکو فرقہ کافروں میں تو قید کر کے لاؤ میں اور میرے آقائے جو اسوقت اس مجلس شریف میں حاضر اور موجود ہیں مجھکو جو شخص چند درجہ ناقص کے خرید کر طریقہ روشن اہل اسلام کا تعلیم و تلقین فرمایا اور میں شرف اسلام اور ایمان کو شرف ہوئی اور میں معرفت واجب الوجود کی حاصل کی اور چشم بصیرت کھول کر بغیر اور ایمان کو پہچانا اور معرفت حاصل کی چند شہر میرے ولس میں بلوہ تحقیق اور استفادہ کے مجھے سیکھتے تھے ہوں براہ چھڑ اور امتحان کے اسطر و کھیرے ان شکلات کو تو فوج کرتے تا اسوقت مجھ پر واجب ہو کہ حسب مقدمہ اپنی تیری تعریف اور توصیف کروں اور معلوم ہو مجھکو کہ تو بھی سواران اور یکہ تازان اس میدان ہی کو بعد اس کے میں تمام عمر تیری ملازمت میں ہوں یا ابراہیم سوال میرا یہ ہے کہ جب فرزند اپنی ماں کو پسند کرتا ہے تو نہ اسوقت جہود نہ فرما اور نہ مسلم ہو اور نہ مشرک اور نہ مشی ہو اور نہ فحشہ پس ملں باپ اور استاد اور معلم اسکو مسلمان یا کافر یا جہود یا ترسیا یا مومن یا ساقی کرتے ہیں یا سواے ایک جو مذہب متعلقہ باہیں اسکو تعلیم کریں ورنہ ای ابراہیم جس شخص کا کہ اعتقاد باطل ہو ایک ابن دو حال ہو یا ہرگز نہیں ہو ایک یہ ہے کہ اعتقاد ہو کو حق بقصو کرے اور اسپر مضبوط اور مستحکم ہو

تا وقت مرگ اپنی کے دوسرے یہ کہ جانتا ہو کہ فقہا و باطل ہو اور از رو کر کہ حق کو چھپا دے اور آدمیوں کو اس فقہا و پر فریفتہ کرے اور ان دو قسم والوں کا مسکن و موضع ہو پس آج جس کے روزہ جو کچھ تجھ سے سوال کروں بے تاثر مجھ سے بیان کر اور جواب ہو اور یہ بھی جان لو کہ میں بہ توفیق خدا دین پیغمبر اور امام اپنی میں بالیقین ہوں جیسا کہ میں بیان کیا اور شرط اور حوض کوثر اور اہل و فرخ و اہل بہشت اور اہل حق اور اہل باطل کو میں نے خوب جمانا ہی و لیکن بسبب چند اختلاف کو کہ اہل اہل میں واقع ہو رہی ہیں مجھ کو نہیں تر و ترو اور عقل و فہم اس کو نہیں پہنچتی ہو اور میری طبیعت کو ایک خلیان پیدا ہوتا ہو لہذا اسکی تحقیق میں تجھ سے جیسا ہی ہوں کیونکہ میں نے تیرے تراستی مسئلوں کا جواب یا اور میں عاجز نہ ہوئی اب لازم ہے کہ تجھ کو کہ ان چند شبہات کو میری طبیعت سے ایسا نکال اور رفع کر کہ مجھ کو یقین حاصل ہو جائے اور ابراہیم بعد پچاسی خدا اور رسول اور امام کے بنیاد مسلمان کی روزہ اور نماز اور حج اور زکوٰۃ اور حج اور چہا و پیر چہا پچہ مجھ کو معرفت صوم اور صلوة کی تو حاصل ہے جس قدر کہ اپنی اسکو بحالاتی ہوں اور بلکہ تیرے ہوں کہ بدولت خلیفہ زماں مجھ کو مال و دولت عطا بھی حاصل ہو جاوے کہ جس اور زکوٰۃ اپنی مال کی اہل استحقاق کو دوں اور بعد اس کی توفیق از روی سفر کہ مسئلہ کروں اور بعد طے مراحل اور منازل شرائط سنا بسکچ کے بجا لاؤں اور چہا کہ وہ بھی ایک رکن عبادات ہے اور وہ اب مجھ پر واجب ہو چکا ہے کہ باقبال دولت خلیفہ زماں جو کوئی ارادہ تو میں میرے دین کا کہ جو سپر چہا و کروں مگر چہا و تیغ و سان سے عورتوں پر واجب نہیں ہے و لیکن البتہ سان لسان اور تیغ زبان سے طبر ہو جائے ابراہیم جان لو کہ یہ تمام محنت اور مشقت کہ تحمل اسکی ہوتی ہوں مثل سفر کا و مسئلہ اور قطع کبہ سافت اسکی کا اور دنیا زکوٰۃ کا محتاجین اور فقرا اسکو اور روزہ رکھنا آیام گرامیں اور منکران آیام سہ ماہی سخت میں اور نماز پڑھنا اور نماز میں دوسو سو نماز نہ کرنا اور یہ سب تکلیفات اپنی پر میں واجب کی تا ماہیت اور حقیقت ایمان کی

پہچانوں اور طریق زمانہ واری نہیں جانتی میں اور عالم نہیں ہوں کہ کون کس کتہا ہوا اور کون  
 جھوٹ کتہا ہوا اور خدا کو کہ حقیقت میں جو پیغمبر کا ہے نہیں پہچانتی اور وحی کہ جو پیغمبر پر  
 نازل ہوتی ہے اسکا اعتبار مجھ کو نہیں ہوا اور عصمت اور طہارت اور راست گوئی پیغمبر پر مجھ کو ایمان  
 نہیں ہے کہ سو اسلم کہ یہ تمام حجت اور تکلیف بیفائدہ اٹھانا ہے اور کیا لذت اور مزہ ان مختصوں  
 اور مشفقوں میں میں تصور کروں کیونکہ حال یہ ہے کہ بن لوگوں بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ  
 وآلہ کے خلافت کی ہر مختلف کیا ہے اور بہت خون ناحق کھو گیا ہے اور اموال کو غصب کیا ہے اور  
 اپنی پیغمبر کی اہلیت پر وہ ظلم اور جفا میں کی ہیں کہ سب خلافتی پر ظاہر ہے اور مخالفت خدا اور  
 رسول کی محکمہ کا فر ہے اور سب کلمہ شہادت کہتے تھے اور نماز اور روزہ اور حج اور جہاد  
 بجا لاتے تھے اور ضرورت انہما اسلام کرتے تھے اور اب انکو امام اور مشوا۱ و خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ  
 الرسول کہتے ہیں اور ان اختلافات کو میں نہیں جانتی اور ان عقائد کو کہ مشہور کرتے ہیں میں  
 پہچانتی ہر جانتا جا ہے کہ اول خدا تعالیٰ دانا اور عالم ہے موانعہ کر گیا کہ اس واسطے تم نے آگاہ  
 نہ کیا میرے ہند و نکلو اور جو کہ علم الہیست جماعت میں جو محبت بڑا عالم اور فاضل ہے اور آج  
 سوز مشوا۱ اور ہدایت کنندہ اہل زمانہ کا ہے مجھ سے بیان کر کہ وہ لوگ کہ جنہوں نے واسطہ اعتبار اور  
 جاد و دنیا کے یا بوجہ تعصب اور دشمنی کے لہ حق کو چھپایا اور مخالفت خدا اور رسول کی پس  
 ان پر لعنت خدا ہے اور لعنت کرنا آپر واجب ہے یا نہیں ابراہیم نے یہ کلام شنیدہ کانکر سرخیا کر لیا  
 اسوقت سب خلافتی ہارون کے منہ کو دیکھی تھی اور ہارون بھی اپنا سر نیچے کٹی ہوئی بیٹھا  
 تھا اسوقت شنیدہ کہ بڑی کلام ابراہیم جواب دے مجھ کو اسکا کہ اگر کوئی آدمی تحقیق احدیت کی  
 پیدا کر تو پس یہ تحقیق ازراہ ہدایت اور عطائی خدا تعالیٰ کے ہے یا ازراہ کسب حاصل کرے کہ وہ  
 دو طرف سے اسوقت ابراہیم خاموش تھا اور بوجہ خوف کے کچھ جواب دیتا تھا حسنیہ نے کہا کہ  
 آہ ابراہیم اگر مجھ کو کوئی مشکل دین میں واقع ہو تو کہاں جاؤں اور کس سے تحقیق کر دوں کہ جو  
 سوز میں مجلس میں اکثر ملتا عراق اور شام اور مصر اور مکہ اور مدینہ حاضر ہیں اور کوئی جواب

میرے سؤالات کا نہیں بتا کہ تو میں کہ ابو یوسف کہ شاگردان ابو حنیفہ سے تھا اور یہ لوگ تو  
ابراہیم میں بیٹھا ہوا تھا اور قاضی تھا بغداد کا بولا اور کہنگا کہ ابو حنیفہ سؤال تیرا یہ سبیل  
تحقیق کے نہیں ہو بلکہ از روئے طعن اور تشبیہ اور اعتراض کے ہو جو کچھ جاہلی ہی سؤال کر حنفیہ  
نے کہا کہ سنو میں بہت حدیثوں کو سناتا ہوں اور تفسیروں پر ہاتھ کر جناب امیر المؤمنین علی بن  
ابیطالب اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اور سلمان فارسی اور ابو ذر اور عمار اور رضی  
اللہ عنہم سے منقول ہے اور فی زمانہ بعض لوگ بخلاف بھی کہتے ہیں اور ہم بھی مخالفت انہوں کی  
کرتے اور انکو باطل اور مجہول جانتے ہو اور جو کوئی اپنے عمل کو یا کسی تحفہ کرتے ہو اور اکثر  
احادیث اور اخبار تہا ہی معاویہ اور یزید اور عمر وعاص اور انس بن مالک و عائشہ وغیرہ سے  
منقول ہیں اور جانتا چاہو کہ آدمی کو اختیار میں حق ہے اور باطل ہے اور سچ ہے اور مجہول ہے  
اور ناسخ ہے اور منسوخ ہے اور خاص ہے اور عام ہے اور محکم ہے اور متشابہ ہے اور حفظ ہے اور وہم ہے  
اور ان دونوں کو وہ بھی مخالفت کہ جو انہوں میں ہے سب خلافی پر ثابت ہے پس مجھ پر بیان  
مکرو کہ ان دونوں گروہ میں کسی گروہ نے مجہول کہا اور پیغمبر خدا پر افسر کیا اور احادیث منقولہ  
کو زبان خلافت پر جاری کیا اور قرآن کو موافق احادیث موضوعہ کے بنا کر تاویل کیا حالانکہ  
صاحب شریعت نے فرمایا ہے کہ حدیث مجھ سے نکلے تو سچی ہو چاہے مخصوص ہو کہ میں یا نبی یا  
نبی کے چوچیا گیا کہ وہ چار کون شخص ہیں فرمایا کہ اول وہ شخص منافق ہے کہ ایمان کو ظاہر کرتا  
ہے اور لہجہ کو مسلمان جانتا ہے اور خدا سے نہیں ڈرتا ہے اور اسکو کچھ باک اور اندیشہ نہیں ہے مجہول  
باندھنی میں خدا اور رسول پر پس اگر مسلمان کو کچھ معلوم ہو جاوے کہ یہ منافق ہے اور عمرہ اور روع  
اور مجہول باندھنا ہے پیغمبر خدا پر تو ہرگز اس کے قول پر اعتبار نہ کریں لیکن اگر آدمی کہے کہ  
کہ وہ صحبت میں ہے اور ان حضرت کو اس نے دیکھا ہے اور سنا ہے پس اس حدیث کو اس سے  
قبول کریں اور اعتبار کریں اور اسکو حلال ہو گا نہیں ہیں اور اس کو نفاق پر مطلع نہیں ہیں  
جیسا کہ پروردگار عالم صفت منافقین میں فرماتا ہے کہ اِذَا رَأَيْتُمُ النَّفَّاثَاتِ فَاجْتَنِبْنَ

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَضَلُ مِنَّا قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَدْعُوهُ بَشَرًا مِّنْ قَبْلِهِ قُلْ إِنَّمَا نَحْنُ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ مَعِ الَّذِينَ هُمْ يُحِبُّونَ يَجْعَلُ لِّمَنْ يَشَاءُ الْغَنَاءَ إِنَّكُمْ تُعْجَبُونَ بِمَا يَجْعَلُ لِّمَنْ يَشَاءُ الْغَنَاءَ إِنَّكُمْ تُعْجَبُونَ بِمَا يَجْعَلُ لِّمَنْ يَشَاءُ الْغَنَاءَ

پس جب سپاہیانہ انکو بغیر صلی اللہ علیہ وآلہ نے تو انکو دوسرا کیونکر پہچان سکتا ہے اے ابراہیم جبکہ سپاہیانہ انکو اور قبول کیا اسکا کلام کلام اور انکو حاکم کیا مسلمانوں پر اور دنیا کو ان پر مقرر رکھا بدرستیکہ آدمی تلخ اور طبع بادشاہان دنیا کے میں مگر وہ شخص بجا رہا انکا انہو کا جسکو خدا تعالیٰ بجا دے پس یہ ایک قسم تھی ان چاروں میں جو جواد پر ذکر ہوا اور دوسری قسم حدیث بیان کر نیز المؤمنین وہ شخص ہے کہ کوئی بات رسول خدا سے سنی اور اسکو یاد رکھا پس اس بات میں بھی غلطی ہو گئی ہوگی قبول کیا اسکو اسکو کہ سہواً اور نقصان اور غلطی سوا حق معصوم کے ممکن ہے مگر اس شخص نے قصداً رسول خدا کے کلام کو جھوٹ بیان نہیں کیا اور وہ حدیث اسکو غلط یاد رہی اور اسکو لوگوں سے بیان بھی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے رسول خدا سے اس طرح سنا ہے اور خود بھی اس پر عمل کرتا ہے اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ حدیث غلط ہے تو اس پر غماز نہ کریں گے اور اگر راوی بھی اسکو غلط جانتا تو ابتداء اسکو روایت نہ کرتا اور نہ ابراہیم تیسرا ان چار راویوں سے وہ شخص ہے کہ کوئی بات رسول خدا سے سن لی کہ اول کسی چیز کے کرنے کی حضرت نے منع کیا ہوا اور بعد اسکی حکم فرمایا کہ اسکو کہہ دے اور اسوقت میں راوی حاضر تھا پس سنا اور یاد رکھا نسخ کو اور نسخ کو اسکو نہ سنا اور نہ جانتا پس اگر وہ شخص جانتا کہ وہ حدیث منسوخ ہے تو اسکو بیان نہ کرتا اور اگر مسلمان کو معلوم ہو جاوے کہ وہ حدیث بنائی ہوئی اور منسوخ ہے تو اسکو اعتبار نہ کریں گے اور ابراہیم چوتھا ان راویوں میں سے وہ شخص ہے کہ جھوٹ نہ بیان کرے کلام رسول خدا کو اور بسبب خوف خدا اور تعظیم رسول خدا کے اسکی طرح پر اس میں غلطی نہیں کی جو کچھ سنا ہے اس نے بلکہ جحد رٹا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ تم کو کاست اس طرح سے روایت کی ہوا اور منسوخ کو چھوڑ دیا کیونکہ قرآن مجید میں نسخ اور منسوخ اور خاص اور عام اور محکم





میرے یہ بات کیوں حاصل نہیں ہوتی اور غیر غما سوائے میری کیوں اپنا محرم راز نہیں جانتے تھے اور  
 کیوں مجال سوائے میرے نہ تھی کہ وقت خلوت میں حضرت کے پاس جاؤ اور اکثر خلوت  
 میری مکانات میں فرماتے تھے اور جب کبھی میں حضرت کے پاس جاتا تھا تو آپ اپنی کبھی مکاتین  
 خلوت کرتے تھے اور اپنی ازواج وغیرہ کو اس جگہ پر حضرت علیحدہ کر دیتے تھے اس وقت سوائے  
 میری کوئی دوسرا حضرت کے پاس نہ جاتا تھا اور جب کبھی آپ مکان میں تھے تو غلط فہم نہ ہو اور  
 میری بیوی کبھی حضرت انھیں دیکھتے تھے اس وقت اس قدر حضرت سے میں سوال کرتا تھا کہ سوائے  
 حضرت کے کیوں طاقت جواب ان سوالوں کی نہ تھی اور آپ از روئے شفقت اور مہربانی کے  
 میری سوالات کا جواب بیان فرماتے تھے اور جو مسئلہ میں میری رد و رد حضرت سے گفتگو کرتے  
 تھے اور کوئی بات پوشیدہ میری آگے نہ لے کر دے سکتے تھے اور میں بھی سب باتوں کو مستملاً  
 اور یہ امر سوائے میری کیوں میسر نہ تھا اور جب سوالات میرے تمام ہو جاتے تو خود ابتداء  
 فرماتے پس کوئی آیت قرآنی ایسی نہ تھی اور کوئی علم اور اسرار الیہ نہ تھا کہ جو حضرت کو معلوم نہ  
 حلال محرام اور مہربانی اور طاقت اور معصیت سوا اور جو کچھ کہتا تھا اور ہو گا کہ وہ سب حضرت  
 نے مجھ پر تعلیم نہ فرمایا ہو بلکہ جو کچھ حضرت کو معلوم تھا وہ مجھ کو پڑھایا اور دکھایا اور میں نے  
 اپنی قلم سرنیکھا اور اسکی تائید سے مجھ کو آگاہ کیا اور ظاہر و باطن اسکا مجھ کو بتلایا اور  
 جو کچھ بتلایا اس سب کو میز یاد رکھا اور فراموش نہ کیا جو وقت حنیفہ نے یہ بیان کیا تو وقت  
 ہارون اور سب اہل مجلس بہت روئے اور بھوسا کلام حنیفہ کی تصدیق کی اور ابراہیم  
 مرض قحیح میں مبتلا ہو کر میری خبر کیا کہ حنیفہ نے کہا کہ ابراہیم کیفیت احوال اور اقوال  
 راویان تفسیر اور حدیث کی تو نے نہ ہی اب اعتقادات بھی ان دونوں کو رہنمائی تھی  
 بیان کرتے معلوم ہو کر کہ اعتقاد کس فرقہ کا تھی اور کیا باطل اور ابراہیم اعتقاد ملت  
 اور پیروان باطنیت کا یہ کہ خدا کو حکم اور پاک اور متفرق جانتی ہیں اور صفات قدسی کو انکو  
 ساتھ نسبت نہیں دیتے ہیں بلکہ انکو بزرگ جانتے کہ وہ عالم اور قادر سب چیزوں پر اور حاکم

اور حکام اور جہان ہر آدمی پر جانتی ہیں اور عقائد کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ عزوجل پیدا کرنا والا  
 آسمانوں اور زمینوں کا ادیب چیز و نگاہ اور جو چیز کہ درمیان آسمان اور زمین کے ہو اور پیدا  
 کرنا بند و شکا خاک ہو اور پرورش کرنا بند و نگاہ کھلقہ اور حیات اور روح اور اعضا اور جو  
 سے اور مانند اسکے ماکول اور مشروب اور ملبوس اور منکوح یعنی مخلک کرنے سے کہ یہ سب  
 قیام حیات اور معاشر اور راحت دنیا کے ہیں اور سب میں عبادت اور بندگی کا اور نعمتوں  
 دنیا کی مانند پیدا کرنے عقل اور قوت اور معرفت اور تعیبت رسل اور عصمت انبیاء اور ایما  
 کے اور صحبہ کتابوں کا اور جاننا استعمال شریعت کا اور بیان کرنا احکام حلال اور حرام اور  
 طاعت اور عبادت کا اور توفیق اور الطاف بہت اور روزخ اور ثواب نعمات باقی کا اور  
 حیات ابدی کا اور یہ سب ہیں ملاحظہ ہو اسے کہ یہ فعل اللہ کا ہو اور کہتے ہیں کہ عبادت تعالیٰ افضل  
 قبائح نہیں ہو اور جو فعل کہ اس کو صادر ہوتا ہو وہ خالی حکمت اور غرض ہی نہیں ہو اور ظالم  
 اور حش کا نہیں ہو اور تکلیف الا یطاق انجو بندوں پر نہیں کرتا اور تکلیف باختیار ثواب دیتا ہو  
 بندہ نکو عرض میں نیکی کے اور عذاب کرتا ہو عرض میں بدی کے اور امر اور نہی اسکا حادث ہو  
 اور قادر ہو وہ اسپر جبر بند ہو قادر نہیں ہیں اور یہ بھی اعتقاد ہو کہ خدا اپنے بند و نیکو کفر اور فتنے  
 ہرگز مضامند نہیں ہو اسکا مسلک کہ امر بہت معدوم کی محال ہو اور کفر اور فتنے اور ظلم تقدیر  
 میں انکو نہیں ہو اور خود برابر ذرہ کے بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی بندگی کرے تو اسکو  
 اس بندگی سے زیادہ مزدوری دیتا ہو اور کہتے ہیں کہ کوئی آنکھ اسکو نہ دیکھے گی اور اس کے  
 دیکھنے کو چشم سے محال جانتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی گناہ وغیرہ اور کثیرہ اور سہو اور نینان  
 بندوں پر جانتے ہیں کہ بتا اور وہ قادر ہو اسپر کہ بندہ اسپر قادر نہیں ہو اور کہتے ہیں کہ خدا کو  
 متالی کفر اور فتنے کی بندہ نکو اجازت نہیں دیتا ہو اور کہتے ہیں کہ سب دنیا کے ماسلو خدانے  
 او صیبا مقرر کئے ہیں اور بدون حکم خدا کے ہرگز کسی پیغمبر نے کوئی وصی تعیین نہیں کیا اور  
 کوئی پیغمبر بدون تعیین می اور بے وصیت کے دنیا کو نہیں کیا ہو اور کہتے ہیں کہ سب دنیا

اور اوصیاء معصوم ہیں اور یہ بھی اعتقاد ہو کہ دمی سب پیغمبر و نوح معصوم اور پاک ہوئے ہیں اور  
ہماری پیغمبر افضل انبیاء ہوئے ہیں اور دمی انکو بموجب حکم خدا پیدا و صیاء علی مرتضیٰ ہیں اور  
خدا تعالیٰ نے انکو مقرر کیا چنانچہ آیات قرآنی اہل گواہ اور شاہد حال ہیں وہ پیغمبر خدا نے انکو  
امت غدیر خم میں بموجب حکم الہی امت کو بوصایت اور خلافت اور امامت علی بن ابی طالب علیہ  
کے وصیت کی اور کہتے ہیں کہ خلیفہ رسول بقول رسول خدا مسلم بارہ ہیں اور سب معصوم اور  
مطہر ہیں بموجب حکم نص قرآنی کے اور صاحب معجزات اور آیات اور دلائل ہیں اور صاحب  
علم لدنی اور جامع جمیع علوم ہیں اور سب موافق اور مخالف انکی عصمت اور طہارت اور علم اور  
سخاوت اور شجاعت اور کرامت اور پیغمبر گاری کے مقرر میں اور مقرر میں ساتھ قرابت و غلظت  
کے اور کوئی منکر نہیں ہو اور شاہد انکو قبلہ حاجات اہل عالم میں اور مطیع اور فرمانبردار انکی  
بجاء خدا اور رسول ناجی اور شنگار ہیں اور منکر اور مخالف انکی ملعون اور مردود اور خاصہ  
اور شمس کفار میں کہ عالم دنیا لطف اور رحمت خدا سے خالی نہیں ہو اور چاہتے کہ امام معصوم  
اور مخصوص ہوا اور اس باب میں دلائل عقلی اور نقلی جو کتاب میں بھی گئی ہیں اور کہتے ہیں کہ جو  
اجماع مخالف نص کے ہو وہ باطل ہو اور یہ اعتبار ہو اور اجماع فتاویٰ اور اخبار کو اعتبار نہ کرنا  
چاہتے اور ہر گز مطہارت کے نہیں ہوتے اور بے نیت کے وضو اور غسل نہیں کرتے یہ کہنگر حنیفہ  
ابو یوسف سے مخاطب ہوئے کیونکہ وہ شاکر دان ابو حنیفہ سے تھا کہ آپ جس سے وضو نہیں کرتے  
ہیں اور دونو ہاتھوں سے نہ نہ نہیں ہوتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اَلْیَمِیْنُ لِلْوَجْهِ  
وَ الْیَسَارِ لِلْفَرْجِ یعنی دہنا ہاتھ واسطے منہ وضو کرنے کے ہوا و بایں ہاتھ واسطے پاؤں  
کونے مقام بنیاب اور پانچ خانے کے ہوا و روضہ کاں اور گردن کا نہیں کرتے ہیں اور اسکو بد  
جائز اور خلاف حکم خدا کے پاؤں کو نہیں وضو کرتے ہیں و نماز کو بے نیت کے درست نہیں  
جائز اور ہم شہد کو سورۃ فاتحہ سے ترک نہیں کرتے ہیں اور معنی فاتحہ کے فاعلی میں تجویز نہیں  
کرتے اور بجائے سورہ کے دو برگ بن نہیں کہتے اور رکوع اور سجود اور قیام کو حسب ضرورت

رسول خدا اور اہلبیت اور اصحابہ کبار کے بجالانے میں درجہ سلام پر انبیاء اور ملائکہ کے گزرتے ہیں  
 چھوڑتے ہیں حسنیہ نے جو یہ بیان کیا تو سب خلائق اور ہارون ایک بار گئی ہنسی اور ابو یوسف سے  
 تسخیر کرنا شروع کیا حسنیہ نے کہا کہ اُمّی براہیم گوشت خرگوش کہ اسکو صیغہ آتا ہو حلال نہیں  
 جانتی اور گوشت کتے کے بچوں کا انہیں حلال نہیں ہے اور کھال کتے کی اور کتے کی انہیں کھانا  
 سے پاک نہیں سمجھتی میں انہیں بوجہ خوردہ کو حلال نہیں جانتی ہیں اور شطرنج اور ہلہ اقسام  
 جو کچھ کو حرام جانتی ہیں بموجب حکم نفع الہی اور حدیث رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے اور لواط کو حرام اور قتل عامل اور مفعول کا واجب جانتی ہیں اور سب باجون کو حرام جانتی ہیں  
 مثل نئے طنبور وغیرہ کے اور جو چیزیں کہ مذہب شافعی میں حلال ہیں ان کو اعتبار کرتے ہیں اور  
 نماز میں قنڈا بچھو ہر فاسق و فاجر کے نہیں کرتا اور فاسق کو لائق امامت نہیں جانتی اور مرد  
 عامل کو ساتھ اقتدا کرتے ہیں اور شیعہ اور متولنا کو ایک شخص کے منع کرنے پر مضائقہ اور معطل  
 نہیں چھوڑتے اور پھر شافعی سے مخاطب کر کہا کہ اُمّی شافعی وہ دختر کہ جو اپنی زنا سیدہ بنتی  
 ہے اسکو ساتھ عقد نکاح جانتے ہیں سمجھتی ہیں اور نہ وہ یہ کہتی ہیں کہ فرزند چار سال شکم ماور  
 میں تہا جو جب حسنیہ نے یہ بیان کیا تو ہارون شافعی کو دیکھ کر تنہا کیونکہ شافعی کے جہتہا  
 میں یہ افعال درست اور صحیح ہیں اسوقت شافعی کا دم بند تھا حسنیہ نے پھر کہا کہ از روئے  
 قیاس کے نہیں کہتی ہر یک حد ساقط ہو اُس شخص کو کہ جو اپنی اماں اور بہن سے عہد عقد کرے  
 اور نہیں کہتی ہیں کہ حد ساقط ہوتی ہو اسل واسل وہی جو ذکر کو کپڑے سے لپیٹ کر اپنی ماں سے دخول  
 کرے انشاء راہ کعبہ منظمہ میں اور نہیں کہتی ہیں کہ حد نہیں ہو لواط کرنا لے پر اور قیاس پر عمل  
 نہیں کرتے اور انکا قول ہے کہ اول قیاس پر عمل الیہیں کیا تا کہ کہا آنا خیر مہمۃ خلققتہ  
 من نادر و خلققتہ من طین یعنی میں بہتر ہوں اس سے کہ پیدا کیا مجھ کو آگ سے اور پیدا  
 کیا اسکو یعنی آدم کو خاک سے اور دوسرے قیاس پر عمل کیا ابو حنیفہ نے اور تو نے امی ابو یوسف  
 اور وہ نہیں کہتی ہیں کہ نجات ہماری اور ہمارے اماموں کی مشیت خدا میں ہو اور یقین کہ میں

کہ ہمارا فرقہ ناجائز اور یقین جانتی ہو کہ اسکا کہ امام ہمارا پاک اور معصوم ہیں اور شفاعت کی دعا  
 میں دوستوں یا بچوں کی روز قیامت میں اور اپنی دشمنوں کو ہلاک اور ظالم اور کافروں کو ظالم  
 ملعون جانتی ہیں موافق حکم خدا اور نفس رسول کے اور تقصیب اور دشمنی نہیں کرتے واسطے  
 تشفی اور تسلی نفس پر کے اور خون اور مال کسی کا حلال نہیں جانتی ہیں اور موافق سنت  
 رسول کے انگشتی دست راست میں ہنتر ہیں اور بوجہ دشمنی غیر کو سنت کو ترک  
 نہیں کرتے اور وہ پیغمبر اہل بیت پر بھیجتے ہیں اور نہیں کہتی ہیں کہ مدد و اہلیت  
 رسول بجا ہے نہیں ہر اور بیرونی سنت معاویہ اور زید کی نہیں کرتے ہیں اور کہتی ہیں  
 کہ خدا ایسا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ وَرُوحُ بَنِي**  
**اِبْرٰهٖمَ** کو امیر المؤمنین کہتی ہیں اور غلام کو خدا اور رسول کو مخصوص انہیں حضرت کا  
 جانتی ہیں اور یہ کہتی ہیں کہ عہد رسول خدا میں تمام آدمی انکو امیر المؤمنین کہہ کر بولتے تھے اور  
 زمانہ رسول خدا میں کسی دوسرے کو سوائے انکو امیر المؤمنین نہیں کہتے تھے اور یہ بھی  
 کہتی ہیں کہ موافق حکم آیت **اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ** کے اکثر زمانہ رسول خدا میں  
 انکو ولی اللہ اور ولی المؤمنین کہتے تھے اور صلوات انپر بھیجتے تھے اور انکو دشمنوں پر بہ  
 آواز غصہ و جلی لعنت کرتے تھے اور کہتی ہیں کہ ہمارے ماموں کی عصمت اور طہارت پر  
 امت کا اجماع ہوا اور کسی عداوت اور مخالف نے نقص ائمہ ہمارے کا بیان نہیں کیا اور خاص  
 امت کا اجماع ہوا ہمارے ائمہ کے مخالفوں اور دشمنوں کے کفر پر اور کفر پر ان لوگوں کو  
 کہ جنہوں نے غصہ کیا ہے حق انکا اور کہتی ہیں کہ ہم ہیں سیر و سنت پیغمبر اور اہلیت  
 انکو کے اور کہتی ہیں کہ اکثر عبادات اور اعمال مستحبہ کہ جسپر مخالف ہمارے عمل کرتے  
 ہیں اور انکو سنت رسول کہتی ہیں وہ دروغ اور بہتان ہے بلکہ اکثر وہ اعمال اور  
 عبادات نماز میں شیخین کے مشہور ہو گئے ہیں مثل نماز تراویح وغیرہ کے جبکہ حنفیہ نے  
 زبان ملخص اس طرح سے شیخین پر دراز کی تو تمام علما بعد و ایجاب کی برہم ہوئے اور

غل مجھانے کو شافعی کے پاس ایک دوات تھی جو اٹھا کر حنیفہ کے ماری ہوئی  
 ہارون یہ حرکت شافعی کی دیکھ کر ہنسا اور کہہ لگا کہ اے شافعی یہ ایک کینہ زدہ ہم نے اسکو  
 معافی کیا ہے جو کچھ چاہے اور کہہ کر اسکو قتل کر دینا ہے سو کیا حاصل ہو اگر تم کچھ لیاقت  
 علی کہتے ہو تو اسکو تفسیر اور حدیث رسول خدا سے معقول اور بندہ کر حنیفہ کو اس کلام  
 ہارون سے تقویت ہوتی اور کہہ دے کہ اے شافعی یہ منصب تجھ کو نہیں ہے کہ تو عالموں میں  
 بیٹھے اور تیری شخصیت تجھ کو ہی کافی ہے کہ اپنا اجتہاد کے زعم میں چار سال تک اپنی  
 ماں کے پیٹ میں بیٹھا رہا حالانکہ تیرے باپ کو مرے ہوئے چار سال گزر گئے تھے اُنہی  
 حواہی ماں سے پیدا ہوا اور اب تو اس مسئلہ پر فتویٰ دیتا ہے جس حالت میں تیرا نسب ایسا  
 صحیح ہے تو کیونکر مخالفت اہلبیت کی نہ کر لگتا اور اے شافعی یہ سب کو معلوم ہے کہ تو مرتد ہے  
 کہ پہلے کہ اتول میں قسط فیہ اہلبیت رسالت پر تھا اور اپنی کو غلام اور تابعدار اہلبیت کا  
 جانتا تھا اور اُس زمانہ میں تو سچو ابوحنیفہ کی کرتا تھا بسبب مخالفت ہونے ابوحنیفہ  
 کے اہلبیت نبوت سے اور پڑنے قییدہ میں جو اور مطاعن اور غلطی اجتہاد اُنکے کی  
 اور عمل قیاس کرنا اسکا لکھا ہوا اور اس بات کو سب حضار مجمل جانچیں اور اب تو نے  
 واسطہ حصول جہاد اور اعتبار پندرہ روزہ دنیا کے دین کو عوض دنیا کے بچاؤ اور اجتہاد  
 کرتا ہوا اولاد و امامت اور شیوائی خلق کی کرتا ہے جو مثل ابوحنیفہ کے لئے شافعی خیال کر  
 تو اسکو کہ نوع نبی باوجود طول عمر اور کثرت عبادت کے اور ابراہیم خلیل باوجود خلعت  
 خلعت کے اور موسیٰ باوجود حصول مرتبہ مہکامت کے اور ذوالقرنین اور سلیمان باوجود  
 حصول مرتبہ سلطنت اور مملکت کے اور داؤد نبی باوجود شرکت اور قدرت کے اور عیسیٰ  
 باوجود اس نعت اور منزلت کے سر ادا تو اور عبودیت کا ہمارے پیغمبر کے آئینہ پر کہتے  
 میں و تَنَا اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَرْتَمِ  
 اور غیرت اور اہلبیت علیہم السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی کہ کمال دین اور ایمان

یقیناً و حفاظ شریعت ہیں اور میں خدا اور پیغمبران قرآن اور محبت خدا اور اوصیائے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مضموم میں بموجب مضمون آیات شامیہ یرید اللہ لیثبات  
 عَنْكُمْ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا اور منصوص من اللہ میں  
 بمضمون آیاتہا الذین اٰمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ اُولٰٓئِ  
 الْاٰمِرِ مِنْكُمْ اور سردار است گو میں اور صدیق ہیں بمضمون یٰۤاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا  
 اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اور جان بچنے والے ہیں بمضمون اِنَّ اللَّهَ  
 اشَدُّ مِنْ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْفُسُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَوْزَانٌ خِفَّةٍ وَاللّٰهُ  
 یُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ فَاِذَا نَزَلَ مِنْهُمْ الْبَرَكَةُ فَاَنْزَلَهَا عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاَنْزَلَ عَلٰی  
 اٰلِیْمُوسَ الْتَابُوتَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاَنْزَلَ عَلٰی اٰلِیْمُوسَ الْتَابُوتَ عَلَیْهِ السَّلَامُ  
 اور قرین بالمیت کا وہ صاحب دولت ہو کہ پیغمبر خدا صلعم نے حق میں اس کے فرمایا ہو ملحق  
 رسالت تہاری کے کہ مَنْ اٰذَانٌ یَنْظُرُ لٰی اَدْرُکُ فِیْ عَلَمِهِ وَلاَیْ نُسُوخِ  
 فِی التَّقْوٰی وَلاَیْ اٰتِیٰہِمْ فِی حِلْمِہِ وَلاَیْ مُؤْمِنِیْنَ فِیْ هٰیئَتِہِ وَلاَیْ عِیْسٰی  
 فِی عِبَادَتِہِ فَلِیَنْظُرَ لٰی عَلٰی بْنِ اَبِی طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ پس جبکہ پیغمبر خدا صلعم کا ایسا  
 ابن علم اور برابر اور صی ہو کہ جبکہ مرتبہ و شان اس مرتبہ میں ہو کہ جبکہ رسول خدا نے پیغمبر  
 اولوالعزم کے برابر کہا سو انقی زعم تہاری اور سبیل السلام کے انوشافی تجھ کو کر مل  
 اور لایح نے پیچیر ویا کہ شاہ راہ محبت اور سوت انھی چھوڑ کر تو گمراہ ہوا اور تو نے طریقہ  
 گمراہوں اور ظالموں کا اختیار کیا اور ہاتھ اداوت کا وامن اماماں اور شیوایان ہم کے  
 اور ائمہ یہدون الی النار کے مار کر از یاد کی چست باندھی ہو اسوت شافی خجالت  
 سے دم بخود ہو گیا اور طاقت جواب کی بالکل اس سے جاتی ہی پھر خنیبہ طرف ابراہیم کے  
 مستوجبہ ہوتی اور کہا کہ اے ابراہیم جس روز سے کہ ابی بکر صاحب حق خلافت کو ناحق  
 غضب کیا ہو سو انھی حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے صحابہ کبار ان حضرت نے

بخت اور دلیل بارہ الزام دیکر اسکو بے ایمان کیا اور یہ اکثر اسکو دیمان خلافت کے  
 شرمندہ اور بے اعتبار کرتے تھے اور وہ فحالت اور شرمندگی سے گردن نہ کر لیتا تھا اور  
 اسکو مجال جواب کی نہوتی تھی اسدن سے آجکے دن تک سب کثرت دشمنان دین کے  
 کسی اہل ایمان کو طاقت اور جرأت نہوتی تھی کہ مذہب حق اور طریقہ اہلبیت علیہم السلام  
 کو ظاہر کرے اور الزام دی دشمنان آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو اس طرح سے کہ جس طرح مجھکو  
 بدولت خلیفہ زماں اول ابن عم امیر المومنین کے موقع ملا ہے ہارون حسنیہ کو دیکھ کر سننا  
 اسوقت حسنیہ نے پھر کہا کہ اگر وہ علماء کیوں تم سب خاموش اور چپ بیٹھے ہو اسباب  
 افعال اور کردار اپنی پیشوائی کے شرمندہ ہو اے ابراہیم بیان کر کہ پیغمبری کوئی صورت  
 ہے کہ محکوم انھوں کو دیکھنا چاہئے یا معنی ہے کہ سوا تو اہل کشف کے اور نہ دیکھ سکے اور یہ  
 بھی بیان کر کہ بھیجا پیغمبر کا خدا تعالیٰ پر کیوں اسطرح واجب اور حقیقت کہ وہ پیغمبر دنیا سے  
 جاوے اور معنی نبوت کے کہ پیغمبری ہے اسطرح وجود پیغمبر سے جاتے رہے اور غائب ہو یا  
 ایک روح مناسب مقارب روح پیغمبر سے چاہئے کہ وہ پیغمبری کو حفاظت میں لکھو یا  
 پیغمبری منقطع ہو جاوے اسوقت تک کہ پیغمبر دوسرا ہو اور یہ اور پوچھتی ہوں کہ آیا میرا  
 کسی چیز کے حاجت الیسا امام کی ہے یا نہیں کہ وہ دین پیغمبر کو قائم رکھوے ابراہیم تجھکو قسم  
 ہے خدا کی تو اسکا جواب مجھکو دے کہ یہ جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور رسل اولوالعزم  
 ہوئے ہیں بعد ائقین اور مقرر ہوئے ہیں وہی کے دنیا سے گئے ہیں ابراہیم نے کہا نہیں  
 حسنیہ نے کہا کہ اے ابراہیم آیا مقرر کرنا وہی کا حکم خدا تھا یا خود وہی اور خلیفہ مقرر  
 کرتے تھے ابراہیم نے کہا کہ مقرر کرنا وہی کا بموجب حکم خدا تھا حسنیہ نے کہا اے ابراہیم  
 پس کیوں جائز رہا کہ تو ہو کہ پیغمبر ہارے سب نبیوں اور رسولوں سے افضل ہوئے ہیں  
 خدا تعالیٰ نے انہی دین کی حفاظت کی اسطرح وہی مقرر کیا ہو یہ کب ہو سکتا ہے کہ پیغمبر  
 نے خود امت کو حکم وصیت کا دیا ہو اور خود ہی بے وصیت کی جہاں غانی ہو حلت



فرمائی ہو وہی اور واسطہ حفاظت میں اور امانت اپنی کے بھی اور خلیفہ مقرر کیا ہو  
 تم لوگ عجب طرح کے گمراہ جاہل ہو اور ابراہیم پیغمبر الیہا ہونا چاہتے ہو کہ تمہیں وہی امانت کا  
 کہ تمام آسمان اور زمین تمہا پر رکھیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّا عَرَضْنَا  
 الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَاۤیَہُ کہ پیغمبر الیہا ہونا چاہتے ہو کہ خطا کرے اور سہو  
 اور غلطی کرے اور گفتگو سیوہ کرے اور عاشق مینہ اور درو و غلو ہو وے اور باز رہے تکلیف  
 دینا آدمی کو جو موافق خواہش نفس اپنی کے ہوں کہ چنہ آدمی اسکو ساتھ متفق ہو ایسے  
 اور اُسپر گواہی دے اور بعد اُس سے جو کچھ چاہیں کریں اور جس کی کے واسطے دل انہما  
 چاہے اُسکو امام اپنا بناویں اور ابراہیم بیان کر امانت کیا پیغمبر اور کیا ہو وہ امانت  
 کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو دی تھی اور کہا کہ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا اور  
 دوسری جگہ فرمایا کہ وَجَعَلْنَا لِّلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا اور پھر فرمایا کہ وَجَعَلْنَاہُمْ اِمَامًا  
 یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ اور سن تو دو طرح پر امانت ظاہر اور روشن ہوتی ایک  
 تو امانت متقیوں اور پرہیزگاروں کی اور ایک امانت اہل دوزخ اور گنہگاروں کی  
 یعنی وہ لوگ کہ جو آدمی کو طلب کرتے ہیں طرف جہنم کے آیا علامت اور نشان امام  
 متقیوں کا کیا ہو اور کیا پیغمبر ہے اور امانت پیغمبر سے مثل پیغمبر کی ہے جو جانب خدا ہی  
 تعالیٰ سے یا نہیں آیا وہی پیغمبر اور امام مسلمانوں کا نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہونا  
 چاہئے اور اجداد اُس کے بزرگ اور شریف ہوں اور ہرگز بت پرستی انہوں نے نہ کی  
 ہو اور اُسکا مولد باطہارت ہو اور درستی ایمان اور نور علم اور قوت نفسی اور معرفت  
 اسرار عرش شری اور احکام شرعی کے اور آداب اور اخلاق پسندیدہ اور سچان ہمد  
 اور عادی اور سبست ملکی اور صبر کرنا اور علم اختیار کرنا اور مداومت کرنا طاعت اور  
 عبادت پر اور دوری اختیار کرنا خواہشوں سے اور باکرم ہونا اور سخاوت اور شجاعت  
 اور عصمت اور طہارت اور محنت اور زہد کا ہونا اور کافروں اور منافقوں اور مشرکوں

نرمی اور خوشنودی سے لبر کرنا اور صرف کرنا راہ خدا میں اس چیز کا کہ مالک اسکا ہو سکے  
یہ سب صفات اس کے ہودیں اور اسکات قرآنی اور تحقیقات فرقانی کو خوب جانتا ہو  
اور ہوشیہ سرا لکین سے صحبت کئے اور اشیا رگوشہ اور آئندہ کی خبر دی ہو اور خدا اور رسول  
اسکو دوست کہتے ہوں اور کتنی ہی آیات قرآنی اسکی شان میں نازل ہوئی ہو اور زعم  
مخالفا و موافقی میں بہت سی حدیثیں صحیح صحیح سے منہ لے سکے حتیٰ میں فرمائی ہوں  
کہ مخالف ناقلاً اس کے ہیں اور انکی کتابوں میں مذکور نہیں اور اکثر محاربات اور غزوات  
میں کفار اور زندقوں اور بہت سے لشکروں کو دفع کیا ہو اور ایک ضرب اسکی  
تو لکھنے برابر اعمال جن اور اس کے فرمائی ہو موافقی زعم اس کے مخالفین کے  
اور ابن عم اور برابر پیغمبر ہو اور اسکو نو چشم کہا ہو باجماع امت آیا ایسا آدمی اسکو  
امت کے اولیٰ اور نسب کیا اسکا امام ہونا چاہو کہ جو جالبین سال بعد بت پرستی چھوڑ  
ہو اور گوشت اور پوست اور خون اسکا پیدا ہو اشرب اور گوشت خوک سی اور ایک  
مدت دراز عبادت لات و عزیزی کر کے اظہار ایمان زبان سے کرے اور بالائے منبر ایک  
صوت کے جواب عاجز ہو جائے اور کہو کلھم افاقہ منیٰ حتیٰ الحزنات فالبیوت  
اور برابر بقول مخالف اور موافقی کے برسر منبر نقطہ اقیقہ کوئی اسکی زبان پر جاری ہو  
اور باخواتی و خطاب اور ابو عبیدہ جراح اور سالم غلام ابو حذیفہ بن حصین کے اور  
بشیر بن سعد و خالد بن ولید اور چند دیگر خاص تعیفہ بنی ساعدہ میں مسیح بیعت کی  
اور امام اور شیوا بنایا اور وہ اذل امت تھا اور اکثر اوقات کو برپاس فرمائی  
اور بزاز می خیا طمی میں لبر کرتا تھا اور ہر روز وہ اور باپ اسکا نانِ جاہلیت میں  
عبداللہ جو عمان کے باور چنانچہ پر بکارت تھا اور لوگوں کو بلاتا تھا تاکہ لوگ جمع ہوں اور  
محبو ثا فضلہ پنا دیں و زمانہ خلافت میں بھی وزری کا پیشہ کرتا تھا اور اکثر آدمی  
اس سے کراہت کرتے تھے اور اسکی جو اور خدمت کرتے تھے اسے براہیم کہ جابر بن عبد اللہ کی

معصومان خاندان اہلبیت ہوتے صلح برپہ قدم کرنا اور اسکو بعد رسول بشر صلی اللہ علیہ وآلہ کے موافق زعم چند شخص مگر اہل کفر کے غلط اور قائم مقام رسول خدا کا جاننا اور کہنا کہ جانب خدا سے بہت اچھا غلط ہو باوجود ہونے کی طرہ کی بیعت اور مٹیت خلافت کے لئے ابراہیم بیان کر کے ان دو اماموں میں سے جو کہ جسکی یہ تعریف اور توصیف بنو بیان کی ہے ان دونوں سے کون سزاوار اور لائق ہو واسطو امامت اور وصایت کے ابراہیم نے کہا کہ اے حنفیہ ہم سنکر نہیں ہیں فضائل اہلبیت رسول علیہ السلام کے اور جو کچھ کہ فضائل علی بن ابی طالب علیہ السلام کے تو نے بیان کی وہ سب ہمارے نزدیک ثابت ہیں بلکہ زیادہ اس سے ولیکن خلافت ابی بکر میں جماع امت ہو اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ لا تجتمع امتی علی خطا یعنی جس میں مراد امت میری اجماع کرے وہ ثواب ہو گا یعنی مجھ میری امت کا خطا پر نہیں ہو حنفیہ نے کہا کہ اے ابراہیم تجھ کو قسم ہے کہ افریدہ کا عالم کی ہے بیان کرے جسکی بھی تفسیر نہیں لکھا ہوا ہے کہ روز حجتہ الوداع حکم رسول خدا غدیر خم میں حکم خدا مقیم ہوئی ہے یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنی لو کہ تو اس حکم کو نہ بلیا دے جبکہ خائف ہو تو رسول خدا اپنے پیچھے میں اس حکم کے تو اسوعت واللہ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنی جبریل نازل ہو تو اور جبکہ ہاتھ علی بن ابیطالب کا حضرت نے پکڑا اور سب پر شریفا فرما ہو تو کہ وہ اونٹوں کو کجا و رک اس مقام پر بنایا گیا فرمایا حضرت نے مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَهَذَا أَهْلُ بَيْتِي مَوْلَاةُ اللَّهِ وَاللَّهُ وَالْآلَةُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصَرَفَ مَنْ تَصَوَّلَ وَخَدَّ مَنْ خَدَّاهُ وَالْعَنْ عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ بعد اس کے یہ آیت نازل ہوئی اَلَيْسَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَارْتَضَيْتُمْ عَلَيَّ وَرَضِيْتُ لَكُمْ اَلْاِمَامَ دِينًا اے ابراہیم تجھ کو قسم ہوتا کی صاف صاف بیان کر کہ جو کچھ تجھ کو معلوم ہو پس ابراہیم متوجہ ہوا اہل

شافعی اور ابو یوسف اور دیگر علما کے اور سہیچا کر لیا اور چپ ہو گیا اسوقت حنفیہ نے اور مالک کو کہا کہ تم کو قسم ہے رسول خدا کی سچ کہو اور تم کو قسم ہے تاج اور تخت خلیفہ کی سچ کہو اصل یہ ہے اور جو تم نے سنا ہو بیان کرو جبکہ حنفیہ نے قسم لے لی اور تخت خلیفہ کی ولایت تو اسوقت ابو یوسف بولا اور کہو نکالا اے حنفیہ کٹر مفسر سچے تصریح کی ہو کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے شان میں نازل ہوئی ہو اور وہ حدیث میں گنت مولا ہے فعلی مولا ہے یہی مشہور ہے جس حنفیہ نے کہا اب کیا کہتا ہو تو بعد یہ آیت اَمَّا الْفُلُکُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْإِيمَانِ تَجْمَعُونَ خَلْقًا سچ بیان کرو کہ یہ آیت کس کے شان میں نازل ہوئی ہو ابو یوسف نے کہا کہ یہ آیت باجماع امت شان علی بن ابی طالب علیہ السلام میں نازل ہوئی ہو حنفیہ نے کہا کہ اے ابو یوسف کیا اعتقاد ہے یہ آیت مباہلہ میں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اور رسول کو کہ قُلْ لَنُؤْتِيَنَّكُمْ أَمْثَلًا وَأَبْنَاءَ عَمٍّ كَرِّهْتُمْ لَا تُبْغُوا لَهُمُ الْفَتْحَ خد اہو تجھ پر اگر توحش کو پوشیدہ کر دے اور چھپا دے تو اے ابو یوسف روز مباہلہ مردوں میں سو بغیر علی بن ابی طالب اور حسن اور حسین علیہم السلام کے اور مردوں میں سو سوا حق حضرت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے کوئی اور بھی ہمارا پیغمبر کے تھا کہا کہ نہیں ابنتہ سوا تو ان جباروں کے اسوقت کوئی نہیں تھا حنفیہ نے کہا کہ اے ابو یوسف خدا تعالیٰ نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کو نفس چھپ کر لیا اور یہ مرتبہ جو واسطو ذات علی بن ابی طالب کے ہے یا نہیں ابو یوسف نے کہا کہ اے حنفیہ ایسے کیسے عذر نہیں ہو اور کوئی اسکا انکار نہیں کر سکتا اسوقت حنفیہ نے ہاروں و عرض کی کہ اے خلیفہ خجہ کو قسم ہے پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی تو گواہ رہنا جو کچھ ان مالک تیری مجلس میں بیان کیا ہو پھر دوبارہ طرف علما کے مخاطب ہوئی اور کہو بھی کہ ایک سوال اور کرتی ہوں تم کو قسم ہے خدا تعالیٰ کی سچ اور راست کہنا کہ جب رسول خدا صلعم کو حالت نزع حتی حضرت نے اشارہ کیا اصحاب کو اور فرمایا کہ اَیُّوُنِیْ بِذَکَکَ

وَأَنْفُسُهُمْ وَأَبْنَاءَ عَمٍّ كَرِّهْتُمْ لَا تُبْغُوا لَهُمُ الْفَتْحَ خد اہو تجھ پر اگر توحش کو پوشیدہ کر دے اور چھپا دے تو اے ابو یوسف روز مباہلہ مردوں میں سو بغیر علی بن ابی طالب اور حسن اور حسین علیہم السلام کے کوئی اور بھی ہمارا پیغمبر کے تھا کہا کہ نہیں ابنتہ سوا تو ان جباروں کے اسوقت کوئی نہیں تھا حنفیہ نے کہا کہ اے ابو یوسف خدا تعالیٰ نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کو نفس چھپ کر لیا اور یہ مرتبہ جو واسطو ذات علی بن ابی طالب کے ہے یا نہیں ابو یوسف نے کہا کہ اے حنفیہ ایسے کیسے عذر نہیں ہو اور کوئی اسکا انکار نہیں کر سکتا اسوقت حنفیہ نے ہاروں و عرض کی کہ اے خلیفہ خجہ کو قسم ہے پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی تو گواہ رہنا جو کچھ ان مالک تیری مجلس میں بیان کیا ہو پھر دوبارہ طرف علما کے مخاطب ہوئی اور کہو بھی کہ ایک سوال اور کرتی ہوں تم کو قسم ہے خدا تعالیٰ کی سچ اور راست کہنا کہ جب رسول خدا صلعم کو حالت نزع حتی حضرت نے اشارہ کیا اصحاب کو اور فرمایا کہ اَیُّوُنِیْ بِذَکَکَ

وَقَرَّطَانِ الْكُتُبِ لَكُمْ كَمَا بَالَنْ تَصْلُوًا بَعْدِي بِنِي دَوَاتِ اَوْر كاغذ لاؤك  
لكمور اسلمو متہارے ایک مہیت نامہ کہ تا بعد میرے تم گمراہ ہو آیا وہ کون تھا  
صحاب میں ہو کہ بزر اسکا کیا اور مانع ہوا رسول خدا کو وصیت کرنے سے اور مانع ہوا اور  
سبھوں کو حاضر کرنے دوات اور کاغذ سے ابو یوسف نے کہا کہ یہ قضا یا تو مشہور ہے  
ہو کہ عمر بن الخطاب دوات اور کاغذ کو منع کیا تھا بخیاں اس کے کہ سبب و امراض کو جو نہ  
کے زیادتی ہو جاوے اور آنحضرت کو تکلیف پہنچے اور کہا کہ ان المکرء لیکھو محسبنا  
کتاب اللہ خنیہ یُنکر نہی اور کہا کہ انی ابراہیم اولی ابو یوسف احکام اور نصوص میں خدا  
بافل تم سیکار اور فضول سمجھو اور وصیت روز غزیر کو کا عدم جانتی ہو یعنی گویا کہ وصیت  
ہوئی ہی نہیں اور مانع وصیت حضرت کے ہو کر اور نہت ہدیان کی رسول خدا پر بانہی  
ہو اور کلام خدا پر مطلق لیان نہیں ہو کہ خدا فرماتا ہو کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ  
اِلَّا وَّحْيٌ يُوحٰی لے ابراہیم حضرت نے اپنی امت کیو اسلمو فرمایا اَنَا اَشْفَقُ مِنْ  
الْوَلَدَانِ عَلٰی ذٰلِكَ یعنی میں مہربان زیادہ تر ہوں باپے نسبت بیٹے کے شفقت اور  
مہربانی میں یعنی محبت ان حضرت کی نسبت امت کے اس مرتبہ میں بھی کہ آداب طہارت  
استنجائک کو ترک نہ کیا اور امت کو تعلیم فرمایا اور بڑی غضب کی بات ہو کہ امامت اور  
وصایت اور خلافت کو کہ اشد اور اہم تہات دین اور ضروریات ہو نبوت اور رسالت  
سویز نامہ چھوڑا ہو پس بجایہ اعتقاد ہو وہ یقیناً شفاعت رسول سزا امتیلاو رہے  
غضب بیگا و ابراہیم اس بنامی کا کچھ خیال نہیں ہو اور کتو ہو کہ ابی بکر کی خلافت پر  
امت نے اجماع کیا ہو اور ابراہیم مجھ سے مخاطب ہو کہ جو اجماع خلافت نہ ہو وہ صحیح اور درست  
ہو یا نہیں ابراہیم نے کہا کہ نہیں خنیہ نے کہا کہ انی ابراہیم پس کیوں قاتل ہوا اجماع کا ہارون  
بتسا اور ابراہیم نے ناوم ہو کر سیرجا کر لیا خنیہ نے کہا کہ انی ابراہیم نصوص کو چھوڑنی پڑا  
اور حکم الہی اور فوان رسالت پناہی کو ایک طرف رہو دے اور یہ بیان ہو کہ ابی بکر کی خلا

میں اجماع سب امت کا ہوا یا اجماع خاص امت کا ابراہیم کو فکر ہوئی اس واسطے کہ اگر یہ کہتا  
 ہو کہ اجماع سب امت کا ہوا تھا تو جیٹ اسکا ثابت ہوتا ہو کہ اس واسطے کہ اہل ایک شہر بلکہ  
 ایک محلہ والوں بھی اتفاق نہ کیا تھا سو آخر حنیفہ اسحاق مرووی کے کہ عداوت اہل بیت  
 میں نہ ہو تھی اور اہل حیات رسول خدا میں ہمیشہ برسر اتفاق رہتے تھے ابراہیم نے کہا کہ ای  
 حنیفہ خاصان امت میں سے اہل حل عقد نے اتفاق کیا تھا کہ ابی بکر سب صحابہ میں اولی  
 والنسب واسطے خلافت کے حنیفہ نے کہا کہ ای ابراہیم داعی ابویوسف داعی شافعی داعی  
 علما کہ تم سب سوقت یہاں حاضر ہو تم سے سوال کرتی ہوں خلیفہ زمان کے سامنے سچ  
 سچ کہنا کہ بعد ابی بکر کے جو متنازع فیہ ہوئے اور افضل سب صحابہ میں کون تھا خاص اہل  
 اصحاب میں سو کہ رسول خدا نے جو فضائل میں حدیثیں روایتی ہیں وہ کونسی ہیں اور المہبت  
 بنی ہاشم میں سو وہ کون ہیں کہ فضیلت منہی سب صحابہ پر بلکہ تمام آدمیوں پر ثابت ہے  
 انہوں نے کہا کہ علی اور حسن اور حسین اور عباس اور طلحہ اور زبیر اور عبداللہ بن عباس  
 اور عبداللہ بن مسعود اور سلمان اور ابی ذر اور عقیلہ اور عمار یا سر اور جابر رضائی  
 اور عثمان بن مظعون اور ابو جہانہ الضاری اور حذیفہ الیامانی اور ابی بن کعب اور سع  
 بن عبادہ اور عیسیٰ بن سعد تھے حنیفہ نے کہا کہ ان خلیفہ زمان قسم ہے مجھ کو اس کی کہ جی  
 جگہ پر تو بیٹھا ہوا ہو یعنی رسول خدا کی ان عالموں سے سوال کر کہ کسی بزرگتر بن بنی ہاشم  
 اور اصحاب کبار نے ابی بکر سے بیعت کی ہو یا نہیں اسوقت ہارون بنی سب عالموں سے کہا کہ  
 بیان کرو جو کچھ واقعہ میں ہو سب ایک بار گئی سر پر بیان ہو گئے مگر شافعی نے سرٹھایا  
 اور کہا کہ اگر وہ علما اسوقت کیوں چپ ہو اور زمین جھاڑی ہو بیان کرو جو کچھ کہنا  
 اخبار اور روایات سے معلوم ہو احوال صحابہ اور المہبت کا اور جو کچھ کہ وقوع میں آیا ہے  
 مابین صحابہ اور المہبت رسالت کے ابویوسف نے کہا ظاہر یہ ہے کہ اصحاب اور اہل بیت  
 میں جھگڑا واقعہ ہوا حنیفہ نے کہا کہ جو کچھ واقعہ ہوا ہو میں بیان کروں اگر میرے کہنے کو مانو

اور یقین کرو تو میں دعویٰ کرتی ہوں کہ اعاذیث اور اخبار اور تمہاری تفسیر و کتاب تمام  
 اوپر ثابت کر دے گی ہا روئے کہا بیان کر حنیفہ نے کہا کہ سنو جبکہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ  
 بن عباس اور ایک جماعت بنی ہاشم اور ایک جماعت صحابہ کبار سے تجہیز و تکفین اور  
 دفن حضرت رسول خدا صلعم میں مشغول تھے اکثر منافقان صحابہ میں سے سیفہ بنی ساعدہ  
 میں سے تھے جو حضور کریمؐ کا بیٹھ اور حضرت کے تجہیز و تکفین اور دفن میں شامل نہ ہوئے اور واسطے  
 خلافت کے جھگڑنے لگے جب انصار و خویشیوں نے کہا کہ ایک جماعت صحابہوں سے سیفہ بنی ساعدہ  
 میں جمع ہوئی ہیں اور خلیفہ بنائے ہیں اسوقت بہت سے انصار جمع ہو کر اس جلسہ میں  
 شامل ہوئے اور انہوں نے چاہا کہ خلیفہ ہم سے ہو میں نے کہا کہ یہ ہونے لگی اسوقت ابی بکرؓ سے  
 کہنے لگا کہ تو ہاتھ بڑھا کہ میں تجھ سے بیعت کروں عمر نے ابی بکر سے کہا کہ تو مقدم ہے ہم تو  
 عمر میں اور بڑا ہوا و بڑا صاحبِ توانا ہاتھ بڑھا کہ میں تیری بیعت کروں اور کبھی سالم غلام  
 ابن حلیفہ کہتا تھا کہ تو خلیفہ بنجا اور کبھی ابو عبیدہ کہتا تھا کہ تو ہی خلیفہ ہو واجب  
 ہمیں بہت فکر رہتی اور جھگڑا بڑھا تو انصار و خویشیوں نے کہا کہ میں اُمّ ایمنہؓ اور امّ کلثومؓ  
 ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک خلیفہ تم میں سے ہو سعد بن عبادہ سے کہا کہ تو انصاروں  
 میں بڑا اور بزرگ ہے تو ہاتھ اپنا بڑھا کہ ہم تجھ سے بیعت کریں اسوقت سعد نے بہت کچھ غصہ  
 کیا اور خلافت کو قبول نہ کرتا تھا اور کار بعد از ہجر اس وقت کے جب انصار و خویشیوں نے ملنا تو  
 سعد راضی ہوا اسوقت قیس بن سعد بن عبادہ نے دیکھا کہ میرا باپ خلافت پر راضی  
 ہو گیا ہے اٹھا اور تلوارِ انعام سے نکال کر اپنے سر پر آیا اور کہا کہ خدا سؤ فیہ منصب تیرا  
 ہمیں ہے اور کیا مجھ کو گیا تو اسکو جو غزیر خم میں رسول خدا نے علی بن ابی طالب کے باپیں  
 فرمایا تھا اور حکم الہی ہاتھ اٹھا کر ذکرِ قسم سب کو دکھلایا تھا اور تم سب پر امام اور حاکم  
 کیا اور تم سب رضی ہو گئے اور بیعت کی تم نے علی سے اور سب اک باو دی تم نے انکو خلافت  
 اور امامت کی اور اب اسوقت تم مخالف حکم خدا اور پیغمبر کی کرتے ہو اب مجھے روزِ تم میں





تمام فرماتے اور معقول کرتے تھے اور امانت کرتے تھے اس طرح کہ اپنی پیغمبر کو چھوڑ گئے  
 اور کوفہ اور دھن میں شامل ہوئے اور حضرت پرنا نے بڑھاپا اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جا بیٹھے  
 اور عصب خلافت پر کہ بموجب حکم خدا اور رسول کے میری واسطی تھا اس پر جھگڑنے لگے اور شہر  
 چند فاسق کے غلیفہ مقرر کر لیا آپ یہ فرما رہے تھے کہ عثمان بن عفان سے ایک جماعت بنی  
 اُمیہ اور عبد الرحمن بن عوف سے بنی زہرہ کے آدمی اس وقت عمر اور ابو عبیدہ و جراح اٹھا اور کہا  
 کہ آدمی اُمیہ اور آدمی بنی زہرہ آؤ اور بیعت ابی بکر کرو یہ سب آئے اور بیعت کی اور یہ وہ  
 سب تھے کہ بنی عدوات حضرت امیر المومنین سے حیات رسول خدا میں مشہور تھی اور عمر مع  
 ایک جماعت کثیرہ کے برابر حضرت امیر اور بنی ہاشم کے آکر کھڑے ہوئے اور کہنے لگا کہ آؤ  
 اور بیعت کرو ابی بکر سے کہ اکثر لوگوں نے ابی بکر سے بیعت کی ہے اور میرے تلواریں لیکر اٹھا اور کہا  
 وَتَحِيَّاتُ يَابْنَ خَطَّابِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَوْنُكَ بَرْدُ رَسُولٍ مِنْ دَوْلَةِ بَنِي هَاشِمٍ وَرَسُولُ  
 بَنِي هَاشِمٍ وَاصْحَابُ رَسُولِ مُحَمَّدٍ كَوْنُكَ وَسْطُ بَيْتِ بَنِي تَحْفَافٍ كَرَّمَ وَهَازِلُ عَرَبٍ بِهَاشِمٍ  
 اور ترغیب کرتا ہوں تمھیں جو اس میں کیا چلے اس جگہ خویش اور عزیز رسول خدا کے حاضر  
 ہیں اور سب شہر امانت اور خلافت کو انہوں میں موجود ہیں یہ کہہ کر زہرہ نے چاہا کہ  
 عمر کے سر پر تلوار یا جو اس وقت عمر چلایا اور کہا کہ یاد رکھو کہ اس کے شر سے بچاؤ اور یہ  
 کلمہ کو زبان پر جاری تھا عَلَيَّكُمْ الْكَلْبُ فَالْكَفَوْنِي فَشَرُّهُ سَلْبُ بْنُ سَالِمٍ نَعْتِجْ  
 سے آکر زہرہ کے ہاتھ سے تلوار لے لی اور اس کو توڑ ڈالا اس وقت بنی ہاشم نے تلواریں تمام  
 سے نکالیں اور آدھ جنگ کے ہوئے جناب امیر المومنین نے ان کو منع کیا اور آہستہ سے فرمایا  
 کہ حکم خدا نہیں ہے کہ تلوار نکالو اور اب ہر کوئی مجھ کے چارہ نہیں ہے جو جب حضرت امیر نے  
 دیکھا کہ منافقین میں سے بعضوں نے اختیار اور بعضوں نے اجابا بیعت کی تو اس وقت آپ ابی بکر  
 اور عمر اور جو خلافت کو اس جگہ حاضر تھے فرمایا کہ آدمی مارو تم نے اپنی پیغمبر کی مخالفت کی لو  
 حکم الہی ہے علیؑ کیا خلافت حق میری اور میں حق تھا اس منصب کا کیونکہ میں بعد رسول کے

اولیٰ ترہوں زندہ اور مردہ پر اور میں صلی و دروہیوں ہوں مٹوں گا اور میں تم سے زیادہ تر  
جائز والا ہوں کتاب خدا اور سنت رسول کا اور سچ اور سچی اور فصیح اور علم اور اتقی  
ہوں تم سے ایسا الناس خدا سے ڈرو اور رسول خدا سے شرم کرو اور میری حق کو مجھ پر چھوڑو  
یہ کلام حضرت کا منکر عمر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا علی اگر تم سب مارو بھی جاؤ گے مگر ابولہر  
مہاری ہرگز نہ کریں گے اور نہ کو نہ چھوڑیں گے جب تک کہ تم بیت نہ کر دے ابی بکر کی خود  
سرغبت کرو یا بکر و کراہت اس وقت حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا اَفَلَا يَأْتِيَنَّ  
النَّاسُ اِلَى الْحَبَشَةِ قسم ہے خدا کی تجھ سے اور تیرے بعد رسول کے کہ وہ سب گمراہ ہیں مجھ کو کچھ  
برو انہیں سے اور اگر عمر تجھ پر ابی بکر سے روہ کے جاتا ہوں لَوْ لَا سَبَقَتْ حَبِشَةُ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا تَرَكْتُ اَحَدًا عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ فَاِيَا اللّٰهِ مَنَافَا  
عَلَيْ رَسُولِ اللّٰهِ جَاهِدًا يُّوَلِّيَنِي وَلٰكِنْ اَشْكُوْا بَنِي وَاَحْزَنِي اِلَى اللّٰهِ  
یعنی اگر کوئی پہلے سے وصیت رسول خدا صلعم کی یعنی حکم خدا ہو کہ تلوار برہنہ نہ کروں  
میں سوا تین مقام کے وہ قاسطین اور یارقین اور ناکثین ہیں گریہ حکم میرے واسطے  
ہوتا تو کسی کو کا فرو نہیں سجدار و خزین پر زندہ نہ چھوڑتا اور نہ زندہ چھوڑتا کیسکو  
و عثمان رسول خدا سے اور نہ زندہ چھوڑتا انیس کیسکو کہ جو منکر ہو ہیں میری محبت  
اور ولایت سے اللہ میں شکایت کرتا ہوں خدا سے جو غم داندہ کی قسم خدا کی خواہن  
منہا کہ اگر یہ حکم میری باب میں ہوتا تو ابھی تم سب کو قتل اور پریشان کر دیتا تھا یہ  
سنا حضرت ابو بکر اور عبیدہ دو نو کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ابی بکر عمر رسول خدا  
ہم آپ کی قرابت اور عزیز داری کی کہ جو رسول خدا سے منکر ہو اس کے منکر نہیں ہیں مگر یہ بات  
ہو کہ تم جوان ہو اور ان دونوں میں حضرت کا سن تین تیس برس کا تھا ابو عبیدہ کے کچھ کم  
ابو بکر بنی بکر بنی ہاشم بنی قویہ کے بھتیجوں میں اور یہ تمہارا اس مرد طویل کا خوب ہو گا  
اور اب تم کچھ نہ کہو اگر خدا تعالیٰ تمہاری عمر کو دراز کرے اور بڑھو ہو تو اس خلافت

کو تم ہی لے لینا اور اب فقہ حنفیہ کو بیدار نہ کرو تم جانتی ہو کہ جو بچہ دل بہتا ہو طرف سے  
 صاف نہیں ہیں اس وقت حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا اگر اسی گروہ مہاجر اور انصار ڈرو  
 خدا کی جو عہد کہ میری امامت اور ولایت کے بارہ میں تم نے رسول اپنی سے کیا ہو اسکو  
 فراموش نہ کرو اور جو حق ہم اہل بیت کا ہو اسکو خدا ان رسول کو غضب نہ کرو کہ وہ سب  
 کہ تم جانتی ہو کہ ہم اہل بیت رسالت ہیں اور ہم خلافت کے ہم محتق ہیں و خدا تعالیٰ نے  
 یہ کام مخصوص ہمارے ہی کیا ہو پس نہ بشیر بن سعد انصاری نے کہا کہ اے امیر المومنین  
 اگر تمہاری ان باتوں کو چلے بیت ابی بکر سے انصاری تو ہرگز کوئی تمہارے خلاف نہ کرتا  
 حضرت نے فرمایا کہ واللہ میں جانتا تھا کہ کوئی ایسا نہ کرے گا جو تم نے کیا اور اسکو درست  
 جانا اب نہیں جانتا ہو نہیں کہ روز قیامت رسول خدا کو تم کیا جواب دو گے اب قسم خدا کی  
 دیتا ہوں میں اس شخص کو کہ جن رسول خدا سے روز غدیر شاہو کہ مَن لَکُم مَّوَلَاہُ فَیَعْلَمُ  
 مَّوَلَاہُ اَللّٰہُمَّ وَاَلِیُّہٗ وَاَوْلَاہُ وَاَعَادِ مَن عَادَہٗ وہ ہوتے اٹھے اور گواہی  
 دے یہ بن ازہم کہ دشمنان امیر المومنین سے ہے روایت کرتا ہے کہ بارہ آدمی سکنا تو بدر سے  
 اٹھے اور گواہی دی اور یہ بارہ ان شخصوں میں سے تھے کہ جنہوں نے ابی بکر سے بیت کی  
 متنی جہت عمر خطاب نے یہ حال دیکھا تو ڈر کر ایسا نہ ہو کہ یہ سب لوگ علی بن ابی طالب  
 سے بیت کریں فقہ ہو کر سب اہل جلسہ کو برا بھلا کہہ لکھ اٹھا دیا وہ سب اپنی اپنی گھر و گھر  
 چلے گئے دوسرے روز بارہ شخصوں صحابہ میں سے آجسین متفق ہو کر ارادہ کیا کہ جہت  
 ابو بکر منبر پر اٹھے اسکو نیچے گرا دیں کسی ایک نے انہیں سے کہا کہ یہ کام بدوں مشورت  
 علی بن ابی طالب کے نہ کرنا چاہو یہ سب متفق ہو کر حضرت کی خدمت میں گئے اور کہا کہ اے  
 امیر المومنین اپنا حق تم نے کیوں چھوڑ دیا اور رسول خدا نے فرمایا کہ عَلٰی مَعَ الْحَقِّ  
 وَ الْحَقُّ مَعَ عَلٰی یعنی علی حق پر ہے اور حق ساتھ علی کے ہی یا حضرت ہم نے ارادہ کیا  
 کہ جہت ابی بکر منبر رسول خدا پر اٹھیں اسکو نیچے گرا دیں اب ہم آپ کی خدمت میں

حاضر ہو تو میرے پاس باب میں کیا فرماتے ہیں اور کچھ کیا صلح ہو اور وہ بارہ شخص  
یہ تھے سلمان فارسی اور خالد بن ولید واصل اور ابو ذر غفاری اور مقداد بن اسود و  
عمار بن یاسر اور بریدہ سلمی اور انصار و منیٰ جو بھی چاہے آدمی تھے ابو اہشیم میان اور سہل  
بن حنیف اور عثمان بن حنیف اور زبیر بن ثابت اور ابی بن کعب اور ابو ایوب انصاری  
رضی اللہ عنہم امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ایسا کر گئے تو قسم یہ خدا کی سب سے  
ماننے کو تلواریں نکالیں گے اور تمہارا ساتھ بنی ہاشم تک بھی نہ دیں گے جب یہ ہوا  
تو اس وقت مجھ کو دفع کرنا اسکا ضرور ہوگا اور رسول خدا نے مجھ کو خبر دی کہ اے علی  
خدا نے تیرے واسطے حکم مبرک دیا ہے اور یہ بھی حضرت مجھ سے فرما گئے ہیں کہ اُمت  
میری بعد میرے تجھ سے عذر اور بناوت کر گئی اور جو عہد تیری نسبت مجھ سے  
کیا ہے اسکو توڑ ڈالیں اور علی تو مجھ کو منبر لہ ہارون کے ہر موٹی سے جیسا کہ بنی اسرائیل  
نے ہارون کو چھوڑ کر گو سالہ پرستی اختیار کی اس طرح تیری بیعت اور تابعداری کرنا  
دوسرے کو اختیار کریں گے عرض کیا میں یا رسول اللہ صلواتم میرے واسطے آپ کیا فرما  
ہیں اس وقت میں کیا کروں فرمایا صبر کر اور جہاد نہ کرو نہ تلوار چلیگی اور نہ مجھ سے  
اتّحٰی مِّنَ الْمَنَیَّتِ وَ مِیْخَرٌ مِّنَ الْمَنَیَّتِ مِّنَ النّٰحِیِّ کا پیدا ہوگا اور اسلام کم ہو جائیگا  
ضرور ہے کہ اس وقت سنبھالنا اور صبر اختیار کرنا کہ اسلو کہ حکم خدا اس طرح سے ہے نہایت  
کہ ظلم ہو کہ مجھ سے آکر ملے اور جب رسول خدا نے انتقال فرمایا تو انکو غسل و روضہ  
میں مشغول رہا اور جلاں سے فاسخ ہوا تو اُمت میں یہ جھگڑا دیکھا اور ان سب کو روکا  
اور انصار پر مکر رہنے تمام محبت کی تانے کہہ کر میری طرف کوئی بات نہ ہو تم بھی جاؤ  
اور جو کچھ تم نے رسول خدا سے سنا ہے اسکو ابی بکر اور اس کے تابعین سے کہو پس یہ بارہ  
شخص گئے اور گردنبر رسول خدا صلواتم کے بیٹھے اور اسدن جمعہ تھا اور ابو بکر منبر پر بیٹھا ہوا  
مخایہ بارہ آدمی کہ صحاب کبار تھے اور شب روز ہم جلدی ہم صحبت رسول خدا اور

حیدر گڑ کے ہوتے ہر ایک فضائل اور صلاح جناب امیر علیہ السلام کے بیان کئے اور لوگوں کو بہت ناام اور شرمندہ کیا اور خدا سے ڈرایا اور کہنے جو محبت انہوں سے تھی چھوڑ دینا اور کہہ جواب نہ دی سکا سوا اس کو وَلَکُمْ لَکُمْ وَلَسْتُ بِخَیْرٍ مِّنْکُمْ اَقِیْلُوْنِیْ اَقِیْلُوْنِیْ یعنی مجھ کو تیار والی اور حاکم بنا دیا تو میں تم سے بہتر نہیں ہوں مجھ سے دست بردار ہو مگر نہ جبرہ حکایت ابی بکر سے سنی کہ تو لگا اُنزل علیہا یا لکم یعنی ہنس اُتر آئے جتنی خرد و خیریں مجھ سے انکا جواب تک بھی نہیں دیا جاتا تو اس وقت ابی بکر کو اٹھا کر اس کے گھر کو لے گیا اور تین روز تک گھر سے باہر نہ آیا چوتھے روز خالد بن ولید تین ہزار آدمیوں کے ساتھ اور سالم غلام حدیفہ بھی مع تین ہزار آدمیوں کے داخل ہوئے ہوا اور اس طرح منافقان عرب مدینہ میں جمع ہوتے جاتے تھے اور ان سب کو لو میں حضرت علی کی طرف کونفاق بھرا ہوا تھا اعلان بھونخ خوف تیغ سے اظہار اسلام کیا تھا یہاں تک ایک لشکر عظیم جمع ہو گیا اس وقت تلواریں بہنہ میان سے نکالے ہوئے آگے آگے سب عمر متوجہ سید رسول کے ہوئے اور امیر المومنین مع خاص صحابہ کے مسجد رسول میں بیٹھ کر ہوئے تھے عمر نے بھا کر کہا کہ واللہ علی اگر آج روز تم کو قتل کرو اور بھٹ کر دے تو تمہاری سر و نگوں ہم تلواروں سے جدا کریں گے اور تلواریں کھینچیں اس وقت خالد بن سعید العامر جنتہ اللہ علیہ کھڑی ہو گئی اور کہا کہ یا بن صحال الجبشہ تو ہم کو اپنی تلواریں ڈراتا تو اس لشکر منافقین کے بھروسہ پر کہ جو تو نے جمع کیا ہے خدا کہ تلواریں ہماری ہتھاری تلواروں سے زیادہ تیز ہیں اگر جب تعداد میں ہم کم ہیں لیکن تم سو زیادہ ہیں کہ تحت خدا علی بن ابی طالب ہماری ہمراہ ہیں مگر جو کہ اطاعت اور فرمانبرداری خدا سے تعالیٰ کی ہم پر واجب اس واسطے ہم خاموش ہیں ورنہ ابھی تلواروں سے خبر لیتے اور تمہاری اوپر جہاد کرتے اور شجاعت اپنی دکھلاتے سو ہر واپو آقا امیر المومنین علیہ السلام کے اس وقت جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے خالد بیٹھ جا مگر تیرا ظاہر ہوا اور

فیض عام حضرت علی سے بہترین پیشانا

سعی تیری مشکور ہوئی اسوقت خالد تو بیٹھ گئے اور سلمان فارسی کھڑی ہوئے  
 اور کہا کہ اللہ اکبر بخدا کہ ان اپنوں کو کانوں سے مٹا دے کہ ان سے اختلاف  
 کہتا ہوں تو میری ہوجائیں یہ دونوں کان میرے کہ فرمایا حضرت نے بیٹھا اخی و  
 ابن عیسیٰ جالس فی مسجدی مع نفر من اصحابہ یقصدوا جاکہ یمنزلہ اللہ  
 یعنی پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ ایک نانہ ہو گا کہ بھائی میرا اور ابن عم میرا میری مسجد  
 میں بیٹھا ہو دوسرے سے آدھوں کے اپنوں دوسروں سے کہ ناگاہ ایک جماعت  
 گنتوں اہل دوزخ کی اس پر حملہ آور ہوگی اور قصد کریں گی اس کے مارنے کا اور یاروں  
 اسکے کا پس جبکہ شک نہیں ہو کہ وہ کتنے جہنم کے تم ہو عمر خطاب نے تلوار نکالی اور  
 اٹھا اور جا ہا کہ سلمان کو قتل کرے پس فوراً جناب امیر نے اپنی جگہ سے ہٹ کر  
 گریبان عمر کا پکڑ کر اسکو اپنی سامنے آڑا ڈال لیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر  
 گر پڑی اور گردی بھی اس کے سر سے گر گئی سب کے روبرو بڑی خجالت ہوئی اسوقت  
 ابو بکر مع ایک جماعت کثیر یاروں کے آیا اور عمر کو اٹھایا اور بیٹھایا امیر المؤمنین  
 علیہ السلام نے فرمایا ابن عساکر انہی حبشیہ لو ان کتابک من اللہ سبق و حکم  
 من رسول اللہ تقدّر کر آیت من اصنعنا صبرا و اقل  
 حد ۱۲ اسوقت جناب امیر علیہ السلام نے اپنی یاروں کو اٹھ کھڑی ہو کر اور اپنی یاروں  
 کی طرف متوجہ ہو کر حضرت نے فرمایا کہ تمکو رحمت ہر خدا کی پس عمر کا یہ سہول نکال کر بیت  
 لشکر پر ساتھ لیکر ہر ایک دمی کو ان لوگوں میں جو بیعت ابی بکر سے انکار کرتے ہوئے تھے بلاتے  
 تھا اور لشکر گراہ کی دھمکی دکھاتا تھا اور جبر اور قہر ابی بکر کی ہر ایک شخص کو بیعت لیتا  
 تھا اور جو ابی بکر نہیں حبیب تھے انکو پکڑ بلاتا تھا اور بیعت کراتا تھا اور بعض کو  
 قتل بھی کرتا تھا انفرض ہمت تین ماہ تک میں شور و شر بیعت کا لوگوں میں رہا اسکا  
 خود واسطے بلانے جناب امیر علیہ السلام کے گیا اور قاضی جناب تیزہ النسا فاطمہ بنت

ملیبہ السلام کا واقع ہوا اور عمر نے لات جناب بیٹہ کے ماری اور دنیا دینا اس جگہ  
 سب کو معلوم ہوا اور مخالفت سعد بن عبادہ کی مع دو ہزار آدمیوں کو نبی خرمیہ کو اور نیز مخالفت  
 قیس بن سعد کی سب بظاہر ہوا اور مالک نویرہ منسح وئس ہزار آدمیوں کو قبیلہ کے  
 بیت ابی بکر سے نہ کی اس پر خالد بن ولید کو بھیجا اور اس نے جا کر اس مومن دیندار کو  
 حالت نماز میں مع دس ہزار مومن کے قتل کیا اور مال انہوں کو نکالوٹ لیا اور عورت اور  
 بچے انہوں کو قید کر لا تو اے ابراہیم پس کیونکر اجماع ہوا ہو وہی خاص امت کا خدا سے ڈرو اور  
 چھوڑ دو اپنا اس اعتقاد و فاسد کو اور خدا اور رسول پر اتہام نہ کر کہ تو اور اسی ابراہیم اگر اجماع کا  
 اعتبار کیا جاوے خلافت ابی بکر پر تو اندر تو اجماع کے خلافت قرار پاتی ہو وہی پس کس سطر  
 یزید اور باقی بنی امیہ کو کہ مفسد اور کافر دین ہیں اپنا امام نہیں قرار دیتے ہو کیونکہ جب قدر  
 آدمیوں انہوں کی بیعت اور تابعداری کی ہو وہ تلخ حصہ زیادہ بیعت کرنے والوں کی بکر  
 اور عمر سے تھی یعنی جنہوں نے یزید اور معاویہ وغیرہ بیعت کی تھی اس وجہ سے معاویہ اور  
 یزید اور باقی بنی امیہ کا امام ہونا چاہتا ہو کسی بشر کو شکست ہو گا کفر میں اس شخص کے کہ جو  
 وہ امام ہوں کہ جو سر فرزند رسول کا کات کو انکو اہل بیت کو انوٹوں پر سوار کر اگر قید  
 میں لگو اور تادمت و راز مذمت اہل بیت رسول اللہ صلعم کی کرتے ہو اے ابراہیم اجماع  
 منع نہ ہوا اور بیان اہل اسلام کے قتل عثمان میں کہ اجماع خاص علم ہی نہ تمام شہروں سے  
 اہل اسلام نے خط طے لکھ کر آدمیوں کو آمادہ کیا قتل پر انکو اور شہر مصر سے قریب یا پھر  
 یافیس ہزار آدمی کے شاکی ظلم عثمان کے ہو کر آئے اور ایک باگی سب سے اتفاق کر کے بہت  
 برسے حال ہو انکو قتل کیا اور چند مدت تک پانچ سو اس کے سن باندہ کرماند مرے  
 ہو جو جانزدار کس مدینہ کی گلیوں اور کوچوں میں بیٹھے پھرے اور گروہ گروہ مسلمانوں کے آئے  
 تھے اور لات اور جوتا انکو سر اور منہ پر داتے تھے اور اس کے ظلم کی شکایت کرتے تھے  
 انکو ابراہیم وہ آدمی کہ حکم خلایفہ ہوا اور نفوس الہی اور حضرت رسالت پناہی اس کے

پیشا ہوں ہیں اسکو خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول نہ کہنا چاہتا ہوں اور بڑی تعجب کی بات ہے  
 کہ تم سب نے تخت امتعاویہ میں لکھو کہ خدا اور رسول نے خلیفہ مقرر نہیں کیا ہوا تھا اور  
 زعم میں خلیفہ بنایا عربین خطابے ابی بکر کو اور نہایت بے شرمی و سوائی بکر کو خلیفۃ اللہ  
 اور خلیفۃ الرسول کہتے ہو اور لکھتے ہو بلکہ ابی بکر کو خلیفۃ العمر لکھنا اور کہنا لازم ہے کہ  
 احوال ابراہیم جو کہ عمر خطاب اور خالد بن ولید اور بہت سے منافقین بنی امیہ کو علی  
 بن ابی طالب علیہ السلام سے عداوت اور دشمنی قدم تھی تو اسواسطے یہ تمام  
 فساد برپا کیا اور کفر ہی ہزار خلق اللہ کو راہ حق سے گمراہ کر کے دوزخ میں ڈالا  
 احوال ابراہیم کسی امت نے اپنی پیروی کے دین میں یہ فساد کوئی نہیں اور اپنی پیروی کی امت  
 یہ ظلم و ادا لکھے ہیں آیا یہ بات جائز ہے کہ واسطے خوشنودی اپنی نفس کے تنجی سعد بن  
 عبادہ کو خلیفہ بنا دیں اور بھڑکھڑول کریں اور بھڑکھڑول کر کے خلیفہ بنا دیں اور کھینچن  
 کو خلیفہ بنا دیں اور بھڑکھڑول کر کے خلیفہ بنا دیں اور بھڑکھڑول کر کے خلیفہ بنا دیں  
 اس کے موافق کریں ابراہیم یہ دو گروہ ہیں کہ خدا اور مخالفت اور لڑائی اور دشمنی ایک  
 کی دوسرے سے سب امت پر بخوبی ثابت ہو گروہ اول شیعیان علی بن ابی طالب اور  
 امام حسن اور امام حسین اور حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء علیہم السلام کی سلمان  
 فارسی اور عباس اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو ذر غفاری اور  
 مقداد بن اسود الکندی اور عمار بن یاسر اور عثمان بن مطعون اور محمد بن ابی بکر  
 اور خلیفۃ الیمانی اور آبی بن کعب اور خالد بن سعید العاصی اور جابر بن عبد اللہ  
 انصاری اور ابو الیوب انصاری اور ابو وجانہ انصاری اور سعید بن عبادہ  
 انصاری اور قیس بن سعد انصاری اور ابو لبابہ اور ابو الہشیم اور حاتم اور مالک شمری  
 اور فضل بن عباس اور ابو الاحجاج اور جعفر ثیار اور ابو سعید الخدعی اور سلمان بن  
 مسروق اور سہیل بن حنیف اور عدی بن حاتم طائی اور وہ لوگ ہیں کہ اول اسلام



سوی آخر عمر تک خلوت اور جلوت میں انحضرت کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے تھے اور طہارت  
مبادت و اعمال اور افعال حضرت کو سب زیادہ جانتے تھے اور پیغمبر خدا نے ان ہر ایک  
حق میں حدیثیں فرمائی ہیں اور بعض کو حضرت نے اپنی اہلبیت میں شامل کیا ہے اور بعض  
مثل پوست چرم اپنی کے فرمایا ہے فرض کہ ہر ایک کے باب میں حضرت نے منقبت فرمائی ہے  
اور جو اہل بیت ان حضرت کی ہیں خدا تعالیٰ نے انہی عصمت و طہارت پر گواہی دی ہے  
اور اس طرح محبت انہوں کی سب آدمیوں پر فرض اور واجب کی ہو کر کُلِّ لَّا اَسْأَلُکُمْ  
عَلَيْهِمْ اِلَّا الْکَلَامَ وَفِي الْقُرْبَانِ اور موافق حکم خدا کے قول نکاح صادق اور رضی طلع ہو  
اور انہو ابراہیم جو کچھ فرمایا ہے انہو شیخ طریقی رسول خدا اور عبادت ان حضرت کے ذرا افضل  
بہ نوافل اور احادیث اور اخبار سو بخیر قول کے موافق عمل کرنا بہتر اور مناسب ہے اور اعتبار  
نزدیک خدا اور رسول کے زیادہ تر ہو بقابلہ اعتبار قول نبی بکر اور عمر و عثمان اور علی  
اور حفصہ و الزین بن مالک اور سعد اور سعیدہ جراح اور عمر عاص اور ابو بکر  
اور برابہ بن عازب اور خالد بن ولید اور سلم غلام ابی حذیفہ اور سعد بن ابی وقاص اور  
طلحہ بن عبید اللہ بن عامر کزنہ اور معاویہ اور یزید اور عمر سعد اور عبیدہ یاد اور مروان  
بن حکم اور باقی بنی امیہ سے کہ یہ سب متہا سے امام نہیں آیا پیروی کرنا اس گروہ کی  
بہتر ہے یا اس گروہ کی کہ جبکہ پہلی ذکر کیا گیا اور اعتقاد اس گروہ کا زیادہ ہے یا اس گروہ کا  
کہ بڑے ناموں کو پہلے ذکر کیا ہے اور انہو ابراہیم مخالفت اور دشمنی ان دونوں گروہوں کی سب بہت  
ظاہر ہے اور روز وفات رسول خدا صلعم سر آن کے دن تک یہ دونوں گروہ آپس میں قصد قتل  
اور قسح کا کرتے ہیں اور اعمال اور افعال اور عبادات اور امتقانات میں ان دونوں گروہوں کی  
مخالفت ثابت ہو اب تو بیان کر کہ ان دونوں گروہوں میں کون حق پر تھا اور کون باطل  
ابراہیم کا اسوقت عجب حال تھا چنان پریشان نہ طاقت گفتار نہ قوت سکوت یہ حال  
ابراہیم کا دیکھ کر مارون غصہ ہوا اور بولا کہ انہو ابراہیم جو اب کیوں نہیں تیا ہو معلوم

ہوتا ہے کہ تو اب مکہ میں رسول اللہ پر نہیں تھا آج تو اپنی کو بڑا اعلم اور افضل علماء اسلام  
 کا جانتا ہے اور ایک کینئر کو جواب نہیں دے سکتا باوجودیکہ بہت سی علماء اور فضلاء تیرے  
 ساتھ میں متفق ہیں وہ ہر بات میں تیری مددگار ہیں بلکہ ہم حیران تھا کہ اسطرح کہ اگر کہتا  
 ہے کہ طریق اہلبیت رسول اللہ اور معصومان خاندان رسالت اور اصحاب کبار کا باطل  
 ہے تو کھڑے اسکا ثبوت ہوتا ہے اور مخالفت قرآن اور حدیث کی کرنی پڑتی ہے اور خوف یہ تھا  
 کہ جو خلافتی کہ اس وقت موجود ہے بلوہ کر کے مجلس راجہ روں میں اسکو ہلاک کریں اور اگر کہتا ہے کہ  
 طریقہ انبی بکرا اور عمر و عثمان اور دیگر تابعین کا باطل ہے تو خلافت عطا کے ہوتا ہے اور میرے  
 باطل ہوا جاتا ہے اور اس صورت میں لاشہ مارے جائیگا بھی تھا جبکہ ہمارے شیخ ابوسعید کا  
 یہ حال دیکھا تو حنیفہ کی طرف متوجہ ہوا اور بولا کہ اے حنیفہ یہ پھر علم تو نے کہا اسکو حاصل کیا  
 حنیفہ نے کہا کہ اس علم کو حاصل کیا میں نے بہرہ توفیق خدا اور کوشش اور سعی اپنی نفس کے  
 سے ہارونؑ کہا کہ اے حنیفہ ان علوم میں تیرا استاد کون تھا حنیفہ نے عرض کیا کہ خلیفہ  
 زمانہ پر پوشیدہ نہیں کہ جب میں پانچ برس کی ہوئی تو خواجہ میر نے مجھکو حرم محترم  
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میں بھیجا کہ خدمت خادمان جناب میں ہوں شرائط  
 عبادت کے اور قاعدہ طہارت کے سیکھوں جبکہ میں ایک مدت خدمت بابرکت حضرت  
 میں ہی تو طریقہ طہارت اور تقویٰ اور پرہیزگاری اور نماز اور روزہ کا میں سیکھا اور حفظ  
 یا د کیا عرض کہ ساتھ برس میری عمر سے خدمت حضرت میں گزری ایک روز حضرت امام  
 علیہ السلام حرم محترم میں داخل ہوئے اور پانی واسطو وضو کے طلب فرمایا اتفاقاً وہ خادم  
 حضرت کا کہ میری خدمت تھی وہ اسوقت حاضر نہ تھا میں نے جرات کی اور دوڑ کر  
 تو اٹھ کر حضرت کی خدمت میں حاضر کیا اسوقت حضرت نے میری طرف دیکھا اور  
 فرمایا کہ تو کون ہے میں نے عرض کیا کہ میں فلاں خواجہ کی کینئر ہوں اور ایک مدت سے  
 اسی حرم محترم میں خدمت گزاری کرتی ہوں پھر فرمایا مجھ سے کہ تو نماز پڑھتی ہے

مرض کیا منو کہ ہاں پڑھتی ہوں جو سولا فرمایا کہ طریقہ طہات اور وضو کا بھی جانتی ہو  
مرض کیا کہ ہاں جانتی ہوں اور جو کچھ کہ حضرت نے مجھ سے سوال فرمایا جواب موافق  
سوال کے مرض کیا جوابات کو منکر حضرت نے اپنا آدمی بھیجا کہ میرے خواجہ کو کہ جو  
اسجگہ موجود ہے بلایا اور فرمایا کہ اگر خواجہ تیری کنیز کہ بہت عقیدہ اور ہوشیار ہے اسکو  
ہمارے ہاتھ سپردے خواجہ میر محمد نے مرض کیا یا بن رسول اللہؐ جان میرے آپ پر  
غدا ہوں یہ کنیز کہ میری آپکی خدمتیں سبکی اور میں بھی آپکے کمترین چاکروں اور بندوں  
سے ہوں سرور و خدمت حضرت کی خاص مجھ سے متعلق ہوئی اور جب میں لائق اور  
جوان ہوئی تو ہیشہ حضرت مجھ کو تعلیم فرماتے تھے اس زمانہ میں خاص حضرت کی خدمت  
بابرکت میں تو مجھ کو جرات نہوتی تھی ولیکن اولاد اور اصحاب اُن حضرت کی خدمت  
میں کہ ہر ایک نصاحت اور بلاغت میں صاحب کمال اور علم اور فضل میں بے مثال  
تھے تحصیل علوم کرتی تھی اور اکثر مسائل مشکلہ کہ علماء اسلام انہی تحقیق میں عاجز رہے  
میں حقیقت اُن مسائل کی خاص اُن حضرت سے میں دریافت کرتی تھی یہاں تک کہ  
مرتبہ اجتہاد کا میں حاصل کیا اور پھر روز محلہ خلیفہ زمان میں علیٰ رؤس الاشہاء حقیقت  
ایجو مذہب کی دوست اور دشمن پر ظاہر و ثابت کی اور کسی مسئلہ میں بند نہوتی ہاں  
نے کہا کہ لاؤ حنیہ تو نے کیا سنا؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سروریت میں  
خدا تعالیٰ کی کہلا سنا ہو تو کہ لاؤ ذکر کہ لاؤ تبصلاؤ و ہو یدرگہ الا تبصار  
و هو اللطیف الخفیڈ ابراہیم نے کہا کہ لاؤ حنیہ جلالت میں کہ رویت خدا تعالیٰ کی  
مکن نہیں ہو تو کہو کہ اسلم ہوئی نے کہ پیر و اولو العزم تھے اسنے اطلب رویت کی کہ کہہ کہ  
ذیٰ آدنیٰ انظر الیک الخ حنیہ یہ اطلب کرنا محال کا از رو جو جبل کے تباہا و  
سہو کے اور یہ دو دو مقام موافق تھے مذہب میں حنیہ نے جواب میں کہ کہہ کہے  
ابراہیم اطلب رویت کرنا حضرت موسیٰ کا نہ از رو جو جبل کے تھانہ از رو جو سہو کے حضرت

بہارِ نبوت

موتی طلب رویت میں معذو راؤ مقہور ہو سکتا ہے کہ جب لازم ہو تو واسطی مناجات کے تو  
تو شر آدمیوں بنی اس طریق کو منتخب کر کے ہمارا جو کوہ طور پر لے گئے تھیں کہ قرآن مجید ان پر لٹ  
ہو کر وانخار ہوئی قومہ سبغہ و جلا لثیقاً انتا جب حضرت موسیٰ ان  
آدمیوں کو اپنی ہمارا لیکر تو انہوں نے موسیٰ کو کہا کہ ہم تم سے دعا کرتے ہیں کہ تم دعا کرو اور سوال  
کرو کہ خدا تعالیٰ کلام اپنا ہلکے بناوے کہ ہم پر کہ خدا کی مناجات کرتے ہو حضرت موسیٰ نے جواب دیا  
اور التماس اس گرد کے سوال کیا اور گا خدا تعالیٰ میں کہ حضرت پروردگار کلام اپنا  
اس جماعت کو کانوں میں پہنچا دے حضرت واسطی علیا نے قبول فرمایا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ  
السلام مناجات و فارغ ہوئے تو کہا انہوں نے کہ هل معکم کلام اللہ ربکم یعنی تم  
میں کلام رب آپ کا انہوں نے کہا کہ انہوں نے ایک کلام کو لکھ کر ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ کلام خدا تعالیٰ  
کا تھا یا شیطان کا ہلکے اعتبار نہیں ہو چکا کہ نہ دیکھیں ہم اللہ تعالیٰ کو اسرار  
اور ظاہر کیا کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرمایا ہو کہ قالوا لکن تو من حق نزلی اللہ  
حجۃ فآخذ ثم الصاعقة یظلمہا یعنی کہا تو موسیٰ نے کہ ہم ایمان نہیں  
لاؤ نہیں سامعہ تیرے جبکہ ہم نہ دیکھیں خدا کو ظاہر میں بجلی گری اور جلایا انہوں کو  
سبب اس ظلم کے کہ جو انہوں نے کیا تھا یعنی طلب رویت کی بجلی میں سنی علیہ السلام  
کہا بیایا قرآن مجید ناطق ہو اس پر کہ اقلکنا بما فعل السفھاء یعنی خداوند ہلاک  
کرتا ہے تو مجھ کو جو میں میں اس فعل کے کہ جو میری قوم کے معقول سرزد ہوا ہے یعنی طلب  
کرنا دیدار کا اتنا ابراہیم اگر قوم موسیٰ طلب رویت میں صواب پر ہوتی اور رویت خدا  
ملک ہو تو اللہ تعالیٰ انکو مساعفہ سے ہلاک نہ کرتا اور اگر موسیٰ طلب رویت میں  
اپنی قوم کے آدمیوں کو شریک ہوتے تو اعتقاد رویت کا کہتے تو اپنی قوم میں طلب  
رویت کی ہوتی تو لازم تھا کہ حضرت موسیٰ بھی مساعفہ سے ہلاک ہوتے ابراہیم نے کہا  
کہا حسینیہ اگر موسیٰ نے طلب رویت حسب درخواست قوم کے کی تو بعد طلب اور ہلاک

ہونے قوم اپنی کے کیوں کہا کہ تَبْتُ إِلَيْكَ حَنِيفَہ نے جواب دیا کہ اے ابراہیمؑ  
 نے قبل اجازت لینے کے پہلو سوال کیا اور پتہ وہ تھا کہ اول اجازت چاہتا اور بعد اُس کے  
 سوال کرتے اور نہ حاصل کرنا اجازت کا نہ کیسہ ہو اور نہ صغیرہ اور جو کہ وہ مقام باری  
 تعالیٰ غریبہ کا بارفت اور بانسرت ہو لہذا ترک ادب خیال کیلئے تنفخا کرتے ہیں کچھ واسطے  
 کہ گروہ انبیاء معصوم اور برگزیدہ ہیں اے ابراہیمؑ مجھ میں اور تجھ میں بحث رویت کی تھی  
 اور میں دلیل لایا لی تھی واسطے عدم رویت کے تَبْتُ إِلَيْكَ تجب رویت میں  
 دلیل میری ہو اور میری مدعا پر شاہد ہو اے ابراہیمؑ تو کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ  
 علیہ السلام سے فرمایا کہ لَنْ تَرَانِي یعنی مجھ کو تو ہرگز نہ دیکھیں گا دنیا اور عقبیٰ میں کیونکہ  
 لَنْ واسطے نفی ابد کے ہو جبکہ موسیٰؑ باوجود تقرب نبوت اور اولوالعزمیٰ اور حصول تہ  
 بہ کلامی کے نہ دیکھ سکے تو بس سوا کلم کے کون دیکھ سکتا ہو اے ابراہیمؑ صحت رویت کی  
 مشروط بہ تین شرطوں پر اول سلامتی خاصہ بصر کی دوسری صحت رویت مری کی تیسری  
 نہونا عجب کجا اور آج سوز یہ سب شرطیں حاصل ہوتیں گر لائق دیکھنے کے ہوتا تو ضرور تھا  
 کہ دنیا میں مری ہوتا اور جو دکھلاتی انہیں تیا ہو تو دلیل ہو اسپر کہ رویت اسکی محال ہے  
 اور بھی اگر رویت اللہ تعالیٰ کی جائز ہوتی تو جسم ہوتا یا جو ہر باعزم اور یہ محال ہے  
 کہ وہ جسم اور جو ہر باعزم ہو کیونکہ یہ چیز حلی و حل ہیں اور وہ قدیم ہو اے ابراہیمؑ ضرور  
 ہو کہ جو چیز دکھلائی ہو ذوالی ہو اسکو کسی کیفیت کے ساتھ دیکھنا چاہتا ہو اور ذات الکیف  
 محض ہو اور بھی وہ چیز کہ جسکو دیکھ سکے چاہے کہ وہ برابر میں دیکھو والے کے ہو اور وہ چیز  
 کہ ایسی ہو مکان میں یا طرف میں ہو اور واجب الوجود مکان اور جہت میں نہیں ہو  
 پس دیکھنا اسکا محال ہو ابراہیمؑ نے کہا اے حنیفہ کیا کہتی ہو اس آیت میں کہ وَجَّوْہُ  
 یَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ حَنِيفَہ نے کہا یہ آیت موالات سے ہے اِلٰی رَبِّهَا  
 نَاظِرَةٌ یعنی اِلٰی نِعْتِ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ یعنی تم طرف سمت خدا اور رحمت کی

دیکھتو یہ مصناف مخدوف ہو اور مثال سحر قرآن میں بہت جگہ پر ہو اور جان لو کہ  
 نظر پیر نا حد قد کا ہو واسطے مرنے کے اور یہ خدا تعالیٰ پر روا نہیں ہو کہ واسطے کہ جسم  
 اور حیوانی نہیں ہو دوسرا دین کہ جس جگہ کہ لفظ نظر ہو اور لفظ رویت ہو کہ وہ دیدار  
 ہو لازم نہیں ہو جیسا کہ عرب کہتا ہو نظرْتُ اِلَى الْهَلَالِ وَالْاَرَاةِ یعنی طرف چاند  
 کے نظر کی میز اور نہ دیکھا میزا اسکو اور اگر نظر بمعنی رویت کے ہوتی تو سخن منافی حق ہوتا  
 یعنی کلام میں نفیض ہو جاتا ابراہیم نے کہا کہ اے حسنیہ کیا کہتی ہو تو اس آیت کی معنی میں  
 کہ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ حَسَنَةً نَّهَىٰ عَنْ تَقَابُغٍ لَّا تُغْنِي عَنْهُمْ كَيْفَ بَدَّلُوا  
 متقابلہ میں ہتھارے نزدیک تم دشمن ہو دیکھو کے متقابلہ میں اور یہ اللہ تعالیٰ کو  
 پر روا نہیں ہو دوسرے یہ ہو کہ تقابلا بمعنی دیدار کے ہوتے تو خدا تعالیٰ دیدار کو بمعنی  
 تقابا کے فرماتا اور تقابلا تعالیٰ واسطے منافقوں کے اثبات فرماتا ہو فَاَعْقِبَهُمْ  
 نِقَابًا اِلَىٰ يَوْمِ لَقَائِهِ یعنی نفاق انہوں میں بیگناہتیک کہ نزدیک  
 خدا کے متعجب اور باتفاق سب مذہبوں کے منافقوں کو دیدار خدا تعالیٰ کا ہو گا پس  
 معلوم ہوا کہ جس جگہ قرآن مجید میں کہ تقابلا ہو اس مراد دیدار نہیں ہو اور اگر تقابلا نسبت  
 مومنوں کے ہو تو مراد ثواب اور رحمت اسکی ہو ہے اور اگر لقا حق میں کافروں اور  
 منافقوں کے ہو تو مراد اس سے عذاب اور عذاب خدا ہو جیسا کہ فرماتا ہو فَاَنذَرْتُكُمْ  
 مِنَ النَّارِ يَوْمَ يُلْقَىٰ الَّذِي كُفِّرُ عَنْ النَّارِ اور اس آیت میں تقابلا بمعنی رحمت کے  
 ہو اور یہ آیت شاہد اسکی ہو کہ فَاَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْاٰخِرَةِ  
 فَاُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ اور مراد اس جگہ آخرت سے عرض ثواب آخرت کے  
 اے ابراہیم اگر رویت دنیا میں ممکن نہ ہوتی تو آخرت میں ممکن ہوتی اور خدا تعالیٰ  
 حضرت موسیٰ اور انہی قوم کے جواب میں فرماتا ہو کہ لَنْ تَرَانِي فِي الدُّنْيَا یعنی مجھ کو  
 ہرگز نہ دیکھنا تو دنیا میں لیکن آخرت میں تو دیکھیں گے جانا چاہو کہ یہ نفی تکلف

کی جو یعنی مجھ کو نہ دیکھا تو اور نہ دیکھ سکیا جب کلام حُسنیہ کا اس مقام تک پہنچا تو ہمارے  
 نے اس کا کلام قطع کر کے کہا کہ اے حُسنیہ تیرے مولانا جعفر صادق علیہ السلام نے کہہ کر لیں سے  
 اپنی شیعہوں کو ترغیب دی واسطے کہ نہ متعہ کے اور حکم و راستہ کا حُسنیہ نے کہا کہ موجب کلام  
 نقس ملک السلام کہ فرماتا ہو فَاَسْتَعْتَمِبُكُمْ بِهٖ مَعْنٰی فَاَتَوْهُنَّ اُجُودَ هَسَنًا  
 قُرْبٰیۃً یعنی جس چیز کا متعہ کرو تم کو کچھ دو تم کو تو مگر ہمارا اسکا خلیفہ زمانہ پہ واضح  
 ہو کہ سب مفت اور اہل فقہ متفق ہیں کہ مراد منحل سے متعہ ہوا براہیم ہو لاکہ یہ آیت  
 منسوخ ہوا اور اہلسنت جماعت میں خلاف ہی بعضے کہتے ہیں کہ ابتدا تو اسلام میں ایک  
 مدت تک حلال تھا اور بعد اُس کا حرام ہو گیا اور بعضے کا قول ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تب  
 حرام ہوا حُسنیہ نے کہا کہ اے براہیم اس وقت یہ کلام تیرا کمال تعصب ہے کیوں واسطے کہ  
 متعارف عالموں کا اس باب میں خبریں مختلف اور مضطرب وایت کی ہیں یعنی متفاوت  
 اللفظ والمعنی کہ بعض بعضے بعضاں انہو براہیم کہ جو آیت کہ قرآن میں منسوخ ہوئی ہے  
 اور ناسخ بھی موجود ہوا اگر کوئی تم سے پوچھے کہ وہ آیت کہ ناسخ متعہ ہو گونسی ہے تو تم کیا جواب  
 دو گے اس وقت براہیم نے عاجز ہو کر کہا کہ ہم کو منع کرنا عمر کا سند ہو کہ واسطے کہ اگر آیت نسخ  
 نہ ہوتی اور رسول خدا نے بھی اس سے منع نہ کیا ہوتا تو عمر بھی منع نہ کرتے حُسنیہ نے کہا  
 کہ اے براہیم دلیل روشن ہو حلال ہونے متعہ کی اور منسوخ ہونے پر اس کے منع کرنا عمر کا  
 کہ واسطے کہ اگر متعہ من عند اللہ اور من عند الرسول منسوخ اور حرام ہوتا تو اللہ علیہ  
 روزناس حدیث اور آیت کا حوالہ بیان کرتا جس دلیل سے اسکو منع کیا ہوا اور اسکو منع  
 قرار دیا اور کہتا کہ خدا نے حرمت متعہ میں ایسا فرمایا ہے یا رسول اللہ نے اس حدیث  
 سے منع کیا ہے اور یہ کہ تھا کہ ان کا تَاَمَّتْ عَتَانَ فِی عَهْدِ رَسُولِ اللّٰہِ اَنَا اُحِبُّ مَا  
 وَاَعَاقِبُ عَلَیْہِمَا مُتَعَةً اُحِبُّ وَمُتَعَةُ النِّسَاءِ یعنی دو  
 متعہ زمانہ رسول خدا میں حلال تھا اور میں حرام کرتا ہوں اُن دو کو اور میں عذاب

کرونگا انکو کر نیوالے پر ایک متعرج ہے اور دوسرے متعرج نہ ہو یعنی متعرج زمان پس  
 منع کرنے پر یہ عبارت گواہ اور دلیل ہو اس پر کہ متعرج اور متعرج کی طرف سے منع  
 نہیں ہوا بلکہ مامور میں ہم اسکو کرنے پر کسواسطی کہ خدا اور رسول کی طرف سے ہمارے واسطی  
 حکم ہوا ہو کرنے متعرج کا اور اس کے نہ کرنا کوئی حکم واقع نہیں ہوا اور کثیر روایت بھی  
 اسکی نہیں کی بلکہ اسکو کر نہیں ثواب عظیم حاصل ہوا اور اس کے ثواب میں بہت احادیث  
 طرق اہل بیت علیہم السلام میں واقع ہوتی ہیں کہ ان میں سے یہ کہ حضرت امیر المومنین نے فرمایا  
 ہو کہ تَوَلَّوْا لَنَا عَمْرُؤُا عَنِ الْمُنْعَةِ مَا ذُنِيَ إِلَّا شَقِيٌّ وَلَا إِلَّا شَقِيٌّ  
 بھی ہوا ہو اور اس پر جو کچھ احادیث اور اخبار سے تہا ہر طریقہ میں واقع ہوا ہو تہا ترجمہ  
 نے نقل کیا ہو اسکو بیان کروں کہ عمر بن حصین روایت ہو کہ وہ کہتا ہو کہ اَنْزَلَتْ آيَةُ  
 الْمُنْعَةِ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَفَعَلْنَا هَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ  
 قُرْآنِ مِجْرَمَها وَلَمْ يَنْهَ النَّبِيُّ عَنْهَا حَتَّى مَاتَ یعنی آیت متعرج نازل ہوئی کتاب  
 خدا میں اور کیا ہم نے اسکو ہمراہ پیغمبر خدا کے اور قرآن میں کچھ بھی نازل نہیں ہوا حرمیت  
 متعرج اور پیغمبر خدا صلعم نے منع نہیں کیا ہوا اس کو نہایت تک کہ اپنے دین سے استقلال  
 فرمایا اور اسطرح روایت کی ہو عبد اللہ بن مسعود نے اس عبارت کو کہ قَالَ كُنَّا نَعْرِضُ  
 مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّوْا لَنَا وَلَيْسَ مَعَنَا نِشَاءٌ فَقُلْنَا لَا تَسْخَضُ النَّبِيُّ فَهَذَا  
 عَنْ ذَلِكَ وَرَخَّصَ لَنَا أَنْ تَنْتَهِيَ الْأَمْرُ بِالْثَّوْبِ إِلَى أَجَلِهِ ثُمَّ قَدْ  
 عَبْدَ اللَّهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْضَرُوا مَعَنَا طَيْبَاتٍ  
 مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ یعنی عبد اللہ بن مسعود نے روایت کی ہو کہ ہم جہاد میں ہمراہ رسول خدا  
 کے تھو اہماری عورت ہمراہ ہمارے بھتیجے پس عرض کیا ہم نے یا رسول اللہ ہم اپنی تھو کو  
 بلا میں خضرت نے منع فرمایا ہوا بلکہ نے عورتوں سے ہماری اور اجازت دی ہو  
 کہ وہ تھو متعرج کریں ہم عورتوں سے عرض میں بارہم وغیرہ کے تا وقت مجتہد



پس عبد اللہ مسعود نے اس بات کو پڑھ کر یابینی کے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو تم حرام نہ کرو  
 تم حیات کو کہ تمہارا اور حلال کہ تمہیں اور اس طرح روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے کہ  
 سُبِّلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ دَجْلٌ مِّنْ أَهْلِ لُثَا وَ عَنْ مُثَنَّى  
 النِّسَاءِ قَالَ هِيَ حَلَالٌ فَقَالَ إِنِ ابْنُكَ قَدْ هَمَّى عَنْهَا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ  
 حَاشَا لِلَّهِ أَنْ يَتْرُكَ مُثَنَّى النِّسَاءِ وَ يَتَّبِعَ قَوْلَ ابْنِ ابْنِ ابْنِ ثَامٍ مِنْ سُرِ  
 ابْنِ ثَمٍّ شَعْبٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ سَ بُو حِیَادٍ بَارَهُ مَتَعُهُ عَزَّ وَ تَزَوُّجُ حَالِ ابْنِ یَا حَرَامِ عَبْدِ اللَّهِ عَمْرٍ  
 کہہا کہ حلال ہے اس شخص نے کہہا کہ تیری باپ نے منع کیا ہے اور میری کی ہے متعہ عبد اللہ نے کہا کہ  
 اگر میری باپ نے منع کیا ہے متعہ کو اور خدا اور رسول نے حکم دیا ہے واسطے کرنے متعہ کے تو وہ اللہ  
 کبھی ترک نہ کرو مگر متعہ کو اور نہ کرو مگر پیروی تو اب کی ترک متعہ میں ہے اور اب ہم اصل  
 میں سب چیزوں کی بات ہے جنک کو ممتی مانفت اس کے واسطے وارد نہوا و منع ہوا منع  
 دلیل کا ہے اور جس جگہ دیں نہیں منع نہیں ہے اگر تو کہو کہ مانع عمر ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا میں  
 کہتی ہوں کہ وہ حلال ہو خالی نہیں ہے ایک یہ ہے کہ منع اس کی دلیل ہو یا اجتہاد اگر  
 دلیل ہو تو ہوتی ہوں لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ کوئی دلیل نہیں ہے نہ سعی اور نہ عقلی کہ نہ منع  
 کی ہو و اور اگر منع کا اس سے اجتہاد کے ہو تو نہیں ہوتی ہوں اس واسطے کہ جو اجتہاد موافق  
 سنن الہی اور حدیث حضرت رسالت نہا ہی کے ہو وہ باطل ہے اور دوسری دلیل قول تیر  
 المؤمنین علیہ السلام کا ہے کہ قول ان کا فتویٰ اور تحت ہے و دین میں بسبب عصمت انہی کے اور بجا  
 اہمیت ہے عبد اللہ عباس یا عبد اللہ مسعود اور سعید بن جبیر یا عبد اللہ بن عمر کی دلیل  
 واضح ہے علت متعہ کی دوسرے اور میں یا وراہم کہ روایت کی ہے ابی ریح نے کہ فقہاء تو یابینی  
 ہے صفوان بن محلی سے اور انس بن ابی کہہا اس سبب منع کرنے عمر کا متعہ عورتوں سے یہ تھا کہ  
 جو وقت عمر بن جریج نے ایک عورت سے متعہ کیا عمر نے اس پر جھکا جو وقت میں کہ تو نے متعہ  
 کیا کون حاضر تھا اور کس سے اس کی کیا ہے اس نے کہا کہ میری ماں اور اس کو ماں عمر نے کہا

کہ تَحٰی عَنْهَا اَنْخَفَ اَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ دَفَالَا اِنِّیْ فِیْ سَادِیْنِیْ مِیْنِ مَتَعِ كَرِیْمِیْنِ مَتَعِ  
 کرنا ہوں کیونکہ ڈرتا ہوں میں کہ انہیں کوئی فساد ہو اور اسی کلام کو کہ مذکور ہوا سند سے اپنے  
 کی بنایا اور اسے منع کیا روایت دوسری یہ ہے کہ عمر خطاب اپنی بہن کے گھر گئے اور دیکھا کہ  
 غسل کرتی ہے کہ کیا کہ تو بے شوہر ہو اور یہ آیات میرے عیض کے بھی نہیں ہیں سبب غسل کرنا  
 کیا ہوا سنئے کیا کہ یہ منہ کیا ہوا اسوقت عمر صاحب تیز اور تند ہو کر حکم دیا کہ اب یہ منہ  
 منہ منسوخ ہو اور کوئی منہ نہ کہے اور ابراہیم کیا خوف ہے کہ بھروسہ کوئی ڈر ہو احکام اور  
 عقود شریعت سے اور اس حکم کو کہ جسکی تحریر جائز نہیں ہے اسکو ناجائز اور حرام کہو اور خیال  
 کرو کہ آپ کوئی فساد پیدا ہو جاوے گا پس ایسا حکم صحیح کہ جو موافق نقض خدا اور رسول کے  
 ثابت اور جاری ہو اسکو حرام کہو اور درپردہ جاری کرنا چاہو اس فعل کو کہ جکا جائز نہ  
 نہ ہو پس اس خوف ہوا تمام احکام شریعت میں خوف و اہل ہونے فساد کا ہوتا ہے ابراہیم اگر  
 کوئی شخص موافق قول خدا اور رسول کے مخالفت عمر صاحب کی کرے تو اسکو عین  
 جائز ہو اور اس آدمی کو کہ انقضی کہتے ہو اور اسکی تکفیر کر کے قتل کرتے ہو عجب تعصب اور فساد  
 ہے کہ لو کہ تو تعصب لگرا ہی کا کیا انتہا اور یہ بھی سن لے ابراہیم کہ روایت صحیحہ میں آتی ہو ہے  
 کہ ایک روز عبداللہ بن عباس کسی جگہ کو جاتے تھے دیکھا اثنائے راہ میں دو اڑتہ مسجد الحرام  
 میں بیٹھا ہوا ہوا اور اس زمانہ میں عبداللہ بن زبیر مکہ معظمہ میں عوی خلافت کرتا تھا  
 اور عبداللہ بن عباس اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اسوقت وہاں پہنچا کہ توجہ مسجد کے  
 ہو تو جب بن زبیر نے عبداللہ بن عباس کو دیکھا تو از روئے تعرض اور حقارت کے کہنو لگا کہ  
 جَاءَنَا اَعْمٰی قَلْبُهُ یَحِلُّ لِمَنْ شَاءَ وَ هِیَ الرِّضَاءُ الْمَحْضُ یعنی آیا اندھا خدا  
 تعالیٰ اندھا کر کے اسکو دل کو کہ منہ کو حلال جانتا ہے اور محض ناپا عبداللہ بن عباس  
 یہ بات متکرر میمے گئی اور سب اہل جلیہ نے انکی تعظیم کی اسوقت عبداللہ بن عباس نے  
 کہ کہ ان الله سَلَبَ اَهْلَانَا وَ سَلَبَ عَقْلُ لَكَهُ یعنی خدا تعالیٰ نے دہرا

کیا میری آنکھوں سے نیامنی کو اور دو کر یا عطلوں تمہاری کو واللہ لقد انزلت  
 المنعۃ فی کتاب اللہ وعمل بہا علی عہد رسول اللہ واما ہما غما  
 وکمیات بعدہ رسول مجتہدہما والدلیل علی ذلک قول عمر فاروق  
 کانما فی عہد رسول اللہ محکماتین وانا اخرجہما واکتب علیہما فقیلنا انما کان  
 ولا تقبل غیرہ یا عبد اللہ ولانک من متعۃ فاسئل ائمتہ عن بردی  
 عنہما مضمون کلام عبداللہ بن عباس کہ یہ قسم خدا کی متعہ نازل ہوا ہے کتاب خدا  
 میں اور عمل کیا گیا متعہ زمانہ رسول خدا میں اور خدا نے منع نہیں کیا اس سے اور صلعم  
 سے دوسرے رسول کوئی نہیں ہوا اگر حرام کرے متعہ کو اور دلیل اس پر قول عمر صاحب کبریا  
 اس نے دو متعہ تمہارا زمانہ رسول خدا صلعم میں غیر حرام کیا تمہارے اور عذاب کرونگا اس پر جو  
 کرینگا اسکو پس عمر کو اسی عمر صاحب کے قبول کی جواز پر متعہ کے ولیکن حرام کرنے  
 کو اس کے ہم قبول نہیں کرتے ہیں اسے عبداللہ بن زبیر تحقیق تو متعہ سے پیدا ہوا  
 ہے جو جانی ماں سے پوچھ لے کیفیت وہ بر و عوجہ کی حیثیت عبداللہ بن زبیر نے  
 عبداللہ بن عباس سے یہ بات سنی تو نہایت ناوم اور شرمندہ ہوا کیونکہ وہ زمانہ  
 ایام حکومت اسن سیمانا اہل کا تھا ایشمان اور شرمندہ ہو کر مجلس سے اٹھا اور اپنی  
 گھر کو گیا اور بلوار پر بیٹھا ہاتھ میں لے ہو تو غضبناک اپنی ماں کے سر پر آیا اور ماں کی بوچھا کہ  
 اخیر فی عن بردی عنہما یعنی تو مجھ سے بیان کر حال تو چار و عوجہ کا کہ یہ کیا  
 بات ہو سکی ماں نے فوراً اس وقت کہا کہ ان اباک کان مع رسول اللہ وقد اکتب  
 لہ رجل یقال لہ عوۃ بردی فاعطاہما الا انک من متعۃ ہما فعلیقت  
 یاک ولانک من متعۃ یعنی باپ تمہارا زبیر رسول خدا کے پاس تھا اس وقت  
 ایک و عوجہ نامی دو برید جانی واسطہ رسول خدا کے پر یہ لایا اس حضرت نے وہ دونو چاندیں پر  
 باپ کو عنایت فرمائیں اور میرے باپ کو عوض میں ان دونو چار و عوجہ سے متعہ کیا اور پھر

محل تجوید تیری سپرد آتش متعہ سے ہے جو بوقت حنیفہ نے یہ تقریر دلائی ہے بیان کی تو ہارون کو  
 بہت اجماعی معلوم ہوئی اور بابت خوش ہو کر اس کو کہ عبد اللہ عباس کو اس کے تھوہار سے بھی  
 سب کی سب آواز بلند کہا کہ اب تک ہم مانے تھے متعہ زمان ہو لیکن اب تک جاری کر نسبت نکاح  
 متعہ کے واسطے سب سے پہلے کہ بلا غرض نکاح متعہ کریں وہی ناقل ہو کہ اب اس کے اخروما  
 ہارون میں متعہ جاری ہوا اور ایک مدت تک کوئی مانے اس کا ہوا زمانہ مہمون فرمیں  
 بھی معمول تھا متعہ کا اور پھر معتصم ملعون نے اس کو منع کیا پس حنیفہ نے کہا کہ اب ہم تقریر  
 کو بہت طول ہوا اور خلیفہ نواسہ سلاطین اور ارکان دولت کو اس مباحثہ اور مجاہدہ سے  
 ملال پہنچا اب ایک سوال تجھ سے اوکرتی ہوں اور غرضت کا اس سوال پر تو پس بیان کہ  
 کہو اس کو کہ یہ حدیث شہابیہ نزدیک ثابت ہو کہ پیغمبر خدا نے حق میں جناب سیدہ النساء  
 فرمایا کہ **اَلْفَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّْي مَنْ اَذا هَا فَقَدْ اَذا نِي وَمَنْ اَذا نِي فَقَدْ اَذا نِي**  
**اَذا نِي** اللہ یعنی فاطمہ بارہ جگہ سہری ہو جس کیسے کہ اس کو رخ ویا چمکوں رخ ویا اور سبز  
 رخ ویا چمکوں اور زادی پس اس کو خدا تعالیٰ کو بخیرہ کیا اب ہم نے کہا یہ صحیح ہے اور سلطنت کا  
 اتفاق پر محنت پر اس حدیث کے اور کوئی شخص اس کا اظہار نہیں کر سکتا حنیفہ نے کہا کہ  
 قسم تجھ کو خالق زمین و آسمان کی قسم کہنا ابی بکر صاحب اور عمر صاحب فدا کہ حضرت  
 سیدہ النساء علیہا السلام سے بظلم و ظم لیا ہی یا نہیں بل ہم نے کہا کہ ان کو لیا ہی ہوا تو حکم  
 حدیث رسول کے کہ ابی بکر صاحب ناقل اس کا ہوا کہ **اَمَّا مَعْشَرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُؤَدُّ**  
**وَأَمَّا مَعْشَرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُؤَدُّ** یعنی ہم گروہ انبیاء ہیں ہماری میراث نہیں ہو جو کچھ ہم سے ہو  
 صدقہ پر حنیفہ نے کہا کہ ابی بکر صاحب کو کہ ابو سعید خدری کہ تمہارے یہاں کچھ نہیں  
 ہو روایت کرتا ہو کہ جب آیت **وَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقًّا** نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا  
 صلعم نے فاطمہ علیہا السلام سے کہا کہ اے فاطمہ خدا جاتا ہے کہ باپ تیرا زلیخا  
 اس دنیا میں سوائے خدا کے ملک نہیں رکھتا اور اس روز حضرت نے فدا کہ

درجہ اول

جناب سید الشاکر کوئی کرکٹ سپر فرمایا اور قدرت تعین سال سوجان رسول خدا اسلام میں عامل  
حضرت فاطمہ کا اس جگہ رہا تھا اور نہ حاصل نہ کہ کاہن معصومہ کو آتا تھا اور بعضوں  
کہا ہے کہ کچھ دنوں بعد رسول خدا کے ابی بکر صاحب نہ کہ ان حضرت سے لے لیا اور جب اس  
معصومہ نے دعویٰ کیا کہ نہ کہ حق میرا تو ابی بکر نے گواہ طلب کی حضرت امیر المؤمنین  
اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام اور امام امین اور غیر نے گواہی دی کہ ہفتہ غمانے نہ کہ  
حضرت سیدہ کو غنا تھا اور جب حضرت امیر المؤمنین جب التماس جناب سیدہ کے تشریف لگتے  
اور گواہی دی تو کہا اہل بیت کہ **هَذَا بَعْلُكَ يُجَبِّهِ إِلَى نَفْسِهِ فَلَا تَحْكُمُ**  
**بِشَهَادَتِهِ** یعنی یہ شوہر تو واسطہ منافع ابی کے گواہی دیتا ہوا نہ کہ یہ حدیث  
منزویہ تھا اور اہل حق کے ثابت ہو کہ **عَلَى نَفْسِهِ الْحَقُّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ** باوجود  
اسکو گواہی حضرت امیر علیہ السلام کی نہ مانی اور کہا کہ جہ نفع واسطے ابی کرنا ہے حالانکہ جہ نفع کا  
قرینہ حق ہے بجز واسطہ کیا تھا کہ حدیث **مَنْ مَحْشَرًا لَا نَبِيَّاءَ** کو وضع کیا اور نہ ظلم  
اصحیح اپنے رسول کے اہلیت پر کیا اور گواہی اہم امین کی نہ مانی اور کہا کہ ایک عورت کی  
گواہی کو ہم نہیں مانتے اور جو کچھ کہ حضرت رسول خدا اسلام کا ملک مال یا زکوٰۃ یا فاقات اور کائنات  
کے ساتھ اس پر تصرف ہو تو اور نہ کہ کو چھین لیا اور نہ کہا کہ نہ کہ ملک رسول اللہ کے تھا  
اور نہ صرف فاطمہ نہ ہمارے بلکہ خود ش کے ساتھ ابی بکر صاحب میں کہ بلکہ خود ش کے ساتھ ابی  
بکر صاحب کے کہ ابی بکر صاحب کو دعویٰ اسلام کا کرنا اسکو کیونکر جائز ہے بعد وفات  
رسول خدا کے چھین لینا اس چیز کا کہ جسکو خود رسول خدا نے حالت حیات میں بلکہ خود ش کی  
ابن بکر کو شہ فاطمہ نہ کہ گواہی ہو دی اور نہ جوابی بکر صاحب نے نقل کیا ہے کہ ہم منہ پر نہ کہی  
سیراٹ نہیں ہوتی یہ حدیث کسی نے بھی اصحاب رسول خدا میں سے نہیں سنی اور نہ کسی نے  
روایت کی سوا حق ابی بکر صاحب کے اور اسکی دختر عائشہ صاحبہ کے اور رسول خدا اسلام کے کسی  
صحابہ اور کسی اصحاب اور اہل بیت صاحب سے نہیں فرمایا تھا کہ وافی اہلیت میری کے مجھ سے



اور مجھوت باندھا اللہ اور رسول پر بموجب عقائد ہمارے اور سب مسلمانوں کو کہ کفر ہے  
 اور سبط ظلم اسکا نسبت یتیمہ النساء صلوٰۃ اللہ علیہا کے اور تکذیب شہادت حضرت  
 امیر المؤمنین اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے کفر سے اور سب اہل عقل و انصاف  
 پوشیدہ نہیں کہ مثل ایسا فعال اور اعمال کا منسوب کرنا بغیر اپنے اس نسبت کی پر  
 کفر میرج اور ظلم قبیح ہے ابراہیم اور ابوبیوسف اور شافعی اور سب علما کہ حاضر تھے کسی  
 ایک کو بھی طاقت جواب کی نہ رہی اور کیسے کو بھی مجال گفتگو کی نہ تھی اور ہارون رشید  
 بھی فعال قبیح اپنے سے شرمندہ تھا پھر حنیفہ نے کہا کہ اے ابراہیم جبکہ جناب یتیمہ ظالم  
 زہر علیہا السلام نے دعویٰ فک کا کر کے کہا کہ میرے خدانے حالت حیات میں فک کو حکم  
 عنایت فرمایا اور میرے سپرد کیا ابوبکر صاحب ائمہ گواہ طلب کو آیا شرع پیغمبر  
 عمل کیا یا خلاف شرع ابراہیم خوف اس کے کہ سب واکوتی ایسی بات کہو کہ موجب الزام  
 اور فضیحت میری کا ہو بدستور مثل بند رسم خورہ کے جب بیٹھا تھا اور کچھ نہ کہتا تھا  
 حنیفہ نے کہا کہ اے ابراہیم حضرت یتیمہ النساء علیہا السلام صاحب اختیار و قضاہ مقین  
 اور ابی بکر صاحب دعی تھا غنّ مَعَشَرَ الْاَنْبِیَاءِ کا بموجب حکم صاحب سعادت  
 کے کہ الْبَیِّنَةُ عَلَى الْمُدْعٰی وَالْیَمِیْنُ عَلَى مَنْ اَنْكَرَ پس جبکہ حضرت فاطمہؑ کو صاحب  
 یہ تھیں گواہ طلب کیا از رو جو جبل کے تھا یا ظلم کے اے ابراہیم تم نے حق تعالیٰ کی جواب  
 دہی یا گری زمین کو آتر بیٹھیہ اور مانند اس کے امامت کر یعنی مثل ابی بکر کے ابراہیم اور  
 شافعی اور ابوبیوسف کو اس وقت وہ مجال تھی کہ اپنے مرنے پر راضی تھو اور خطبہ حق اپنی شہادت  
 تھی اور ہارون کے خوف کو کچھ کہہ نہ سکتے تھے روایت کرتے ہیں کہ ہارون کا ایک چچا  
 زاد بھائی تھا نہایت حسین اور جمیع ہیرت اور صورت میں آراستہ اور پیر استہ اور بڑے  
 رعایت صاحب کمال تھا اصنام اسکا خالہ بن عیسیٰ تھا اور محبت اہلبیت میں مشہور تھا اور  
 بلا نقیہ تھا اور ہارون کو بھی معلوم تھا کہ یہ طریقہ اہل بیت پر ہے اور جو کہ ہارون

اسکو بیت چاہتا تھا اسوجہ جو چاہتا تھا وہ کرتا تھا اور کہتا تھا اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اس سے معترض اور مزاحم ہو کہتے ہیں کہ وہ نزدیک حنیفہ کے بیٹھا تھا اور جس مسئلہ میں کہ حنیفہ ابیہم کو الزام دیتی تھی وہ ایک مشت درہم اور دینا حنیفہ پر شمار کرتا تھا اور آفرین کہتا تھا اور دیگر حاضرین مجالس ابیہم پر بیٹھے تھے اور اس کو تسخیر کرتے تھے اور کیوں لاجا ہارون اور عافیت اسکو کا نہ تھا اور ہاتھ علی بن خالد کا قبضہ تلواریں تھا اور عافیت حنیفہ میں بدل جان مصرعہ تھا کہ سبا و اکوتی و بے آزار و ایذا اس کے کو نہ ہو دی اور ہر لحظہ حنیفہ کی دلدادگی لڑکے خرمیوں سے غیب بحث کر نیکی لانا تھا اسوقت پھر حنیفہ مخاطب طرف ہارون اور سب لوگوں کہ ہوتی اور کہا کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فکر کے باب میں گواہی دی تو ابی بکر صاحب منہ کیا اسوقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ گواہی بکر اگر دو شخص تیری پاس آ دیں و ایک انہیں سو دعویٰ کرے دوسرے پر کہ فلاں ملک محدود و امیرین اس کے تصرف میں ہو وہ ملک میری ہو اور وہ شخص بغیر حق کے متصرف اور غاصب اس کی بجز و مکر کر نیکی قبل اس کے ظلم مدعی علیہ کا تیری نزدیک ثابت ہو اور تو جانے کہ وہ غاصب اس کی ملک مدعی کے پیر و تو کر سکتا ہے ابوبکر صاحب منہ کہا نہیں کر سکتا ہوں امیر المومنین نے پوچھا کہ تو گواہ مدعی کو طلب کرتا ہو یا مدعی علیہ کو ابوبکر صاحب منہ کہا میں مدعی کو گواہ طلب کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْبَيْتَةُ عَلَى الْمَدْعَى الْيَمِينُ عَلَى مَنْ اَتَكَ امیر المومنین نے فرمایا کہ پس کس واسطہ تو نے فرزند اور نوزیدہ اور بیعتہ رسول اللہ جلالتہ قول خدا اور رسول کے عمل کیا ابوبکر صاحب منہ کہا کیونکہ ابوالحسن امیر المومنین نے فرمایا کہ صورت یہ ہے کہ فاطمہ زہرا مدعی علیہا اور صاحب بد ہو اور تصرف فدا ہو اور وہ شخص کہ دعویٰ بخون متغیر ہے الا انکبیا کا کرتا ہو اسکو چاہو کہ تینہ قائم کرے بلکہ خود اور جس حالت میں کہ غیر نصیبی حیات میں فدا تینہ الدنا کو دیا ہو تو موافق حکم اسلام کے چاہو کہ قبضہ و ارشاد رسول اللہ میں ہو اسوقت تک کہ مدعی حدیث تینہ عادلہ قائم کرے موافق مدعا ہے کہ اد گواہ اس شخص کا



ہونا چاہیے کہ میرے صدقہ حرام ہو اور پھر غاصدہ سے حصہ بناو اور اگر وہ نبی ہاشم ہیں کہ  
صدقہ اپنا حرام ہو اور سوائے نبی ہاشم کے سب مسلمان صدقہ میں شامل ہیں اور انہیں حصہ  
پاتے ہیں پس جو لوگ کہ صدقہ میں شریک ہونگے گواہی انہی مذکورہ کے باب میں نہ سنی جائے  
الاجنبی ہاشم کی پس وہ شخص کہ مذہبی مذکور کا ہوا اگر گواہ لائے تو عاجز ہو تو غایت مافی النہا  
سو گندہ کو مستوجب غلطہ ہو موافق اس کے عقائد کے کہ جو شخص اعتقاد عصمت اہل بیت پر نہ  
رکھتا ہو اور ابو بکر فاطمہ معصوم ہو جو جب حکم خدا کے کیونکر ممکن ہو کہ معصومہ تکبیر کی  
ہو اور نیز دعویٰ کو باطل کرے اس وقت ابی بکر صاحب فحل ہو اور میری اگر ایسا جیسا کہ تو نے  
اباہیم اس وقت سرینجا کر کہا ہو نہ جواب ہو سکتا ہو اور نہ اپنی گمراہی اور منکالت کا اقرار  
کر سکتا ہو اور دوسرا دین ابو ابراہیم کہ کلام ابی بکر صاحب باطل ہو اور حدیث فحل معشر  
الانبیاء کی موضوع ہو اس سے کہ مخالف نقیر کلام اللہ کے ہو فوضیہ کہ اللہ فی  
اولادہ کہ لکھ کر مثل خط الانبیاء اول یہ خطاب رسول اللہ کی طرف ہے اور علیہ  
عام ہو اور سوائے اس کو قرآن میں بہت چیزیں ہیں کہ واسطو انبیاء کے میلان ہو جیسا کہ فرمایا  
وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور اسی طرح قرآن مجید میں ہو کہ  
حضرت زکریا نے دعا کی خدا تعالیٰ سو فرزند طلب کیا کہ اس ہو اور فرزند یعقوب میراث ہو  
اور یہ ظاہر ہے فقہ لی من لدنک ولیا غیر فثنی ویرث من ال یعقوب  
واجعلہ رب رضی پس بموجب نص قرآن کے معلوم ہوا کہ واسطو انبیاء  
کے میلان ہوتی ہو اور حدیث تحم معاشر الانبیاء تکذیب کرتی ہو قرآن کی اور معلوم ہوتا  
ہو کہ بنائے والا اس حدیث کا قرآن کو نہ سمجھتا تھا اور اگر سمجھتا تو کچھ بیان نہ کرتا کہ واسطو  
کہ قرآن اسکی تکذیب کرتا ہو اور مخالف اس حدیث کا ہو ابو ابراہیم اگر ابی بکر صاحب طرح  
سو حدیث بنانا انا من بین الانبیاء لا اؤرث ویرث واما اترک لک یومئذ صدقہ  
علی المسلمین البتہ بہر طور کذب اور بطلان اس مغتری کا شہادت قرآن معلوم

نہ تو تا لیکن اللہ تعالیٰ نے واسطے ہدایت قاری قرآن کے دیدہ دل سکاف فرمائی کہ  
 کہ واضح اس حدیث کا ہر اندازہ کر دیتا اہل معرفت کو کذب اور بطلان اسکا بگوا ہی اعتقاد  
 ظاہر ہو جاوے اور سمجھتے ہیں کہ علمائے بعد از میں شاگردان ابوحنیفہ میں کوتاہی کیا  
 کہ ابراہیم کچھ نہیں کہتا ہوا اور چپکے بولا کہ ابوحنیفہ سن کہ سلیمان کو داؤد سے میراث میں  
 نبوت اور علم ملا ہونے کہ مال اور تقار اور ضیاع حنیفہ نے جواب دیا کہ یہ وہی بات ہے کہ محمد  
 علیہ السلام اور بھی گمراہ ہو چکے ہیں سب طرح سے کہا ہوا یہ تقریر تیری سبب قلت عقل اور کثرت جبل  
 اور تعصب اور عناد کے ہو گئے کہ سلیمان علیہ السلام حالت حیات داؤد میں علم اور مغر  
 ہو گئے تھے اور پس قرآن ہر کہ داؤد و سلیمان اذ یحکم ان فی الحشر ذلک لعلکم  
 فیہ عنکم الفکر و کنا یحکمہم شاہدین ففہم کنا سلیمان  
 و کلا انبیاء حکماء و علما جان تو کہ میراث کا اطلاق اسخیر پر کرتے ہیں کہ بعد موت میت  
 کے در بیان ورثہ اس کے کے تقسیم کیا ہوا و نبوت قابل تقیم کے نہیں ہوا اور اگر ایسا ہوتا تو ممکن  
 تھا کہ اولاد آدم میں سب بنیا ہوئے اور سب نبوت میں شریک ہوئے اور جو کہ آدم بنی  
 سموا اور اولاد انکی بشکرت انبیاء تھی یا خیر دنیا تک بنی ہونا چاہتا ہوا حال یہ ہر کہ در بیان اولاد  
 آدم کے صرف حضرت شیث ہی پیغمبر ہوئے ہیں پس نبوت میراث میں نہیں ہو سکتی نبوت وحی الہی  
 ہوا و عصمت اور جو محتاق کلام کے ہیں اور سب طرح اگر تو کہ ذکر کرانے وارث نبوت خدا ایتعالیٰ ہو  
 طلب کیا نہ وارث ال اسباب نبوی اس تیرے کلام کو حق نبوت ذکر کرنا پر لازم آتا ہو لغو و باطل  
 الہامی عصیت اور کفر انکا حاشا من ذالک ابراہیم نے کہا کہ جو سے حنیفہ نے کہا کہ اس جہت  
 کہ ذکر کر لینے و مایں کہا و لی تحقیق الموالی من وراثتی و کانت امرائی  
 عاقرا و قہب لی من لذنک و لیثا یرثنی و یرث من ال یعقوب و اجعل  
 رب رحمتی جان تو کہ جماعہ جو اہل فیسرہ کا ملاوہی ہو چکے ہیں پر ان عم میں کہ اسطرک انرا خلا  
 وارث نبوت ہوا ہوئے اللہ تعالیٰ ہوا اللہ تعالیٰ کہ وارث نبوت مجھ کو دے تاکہ شیے عم میرے کے

بنی ہوں اور خوف کرتا ہوں میں کہ میں جو عمر میرے کے بنی ہوں اور مرتبہ نبوت کو نہیں پس بس مجھ کو شیائے  
غایت اگر تا پیش چھاپیر کے بنی ہوں اور مرتبہ نبوت کو نہ پاویں اس سے معلوم ہوتا ہو کہ مرتبہ  
تصاوت الہی پر مبنی ہوں مگر تھے اور اپنی جگہ کے بیٹوں سے چند کہ تھے اور یہ معنی ولایت کرتی تھی  
خطا اور عصیان نہ کرتا یہ بلکہ ان کو کفر پر نعوذ باللہ من هذا الا عتقاد یعنی بنام  
نامی ہوں نہیں خلاصہ اس اعتقاد پر اور باوجود ان کو کہ آخر دعائیں کہا کہ واجعله ذب رضی اللہ  
عنه اگر مراد کرنا کی اہمیت مذکورہ میں نبوت ہوتی تو واجعله ذب رضی اللہ عنہ کہتا اور کہنا  
اس کا بیخامدہ ہوتا پس ثابت ہوا دلائل عقلی اور نقلی ہو کہ واسطہ امیاء کے میراث ہوا اور حدیث بخن  
معاشر الانبیاء موعود ہے اور ابی بکر صاحبناضع حدیث مذکورہ کا زب اور غاد اور ظالم ہوا  
کہ اس واسطہ کہ حدیث مخالف قرآن کو ہو اور جو بت کر آیت اللہ مبینہ علیہ السلام فاما تم فیکون نازل  
ہوئی ہو فیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اتیا الناس سنو کہ بعد میرے  
مہاجب اس طرح غرض نفس اپنی کے بحوالہ میرے مجبوسا اور موعود بت بیان کریں گے اور ہر شخص اپنی  
مطلب کے واسطہ احادیث بنا دیں گے اور مجھ پر منسوب کر لیا جائے گا کہ جو حدیث کہ مجھ سے روایت  
کریں اور وہ مطابق قرآن مجید کے ہوں اس پر اعتبار نہ کرنا اور جو مطابق قرآن کے ہوں تو اس پر  
عمل کرنا اور وہ حدیث یہ کہ فاذا جاءکم الخ حدیث فاضربوہ علی کتاب اللہ یا  
واضح کتاب اللہ فخذوہ وما خالف کتاب اللہ فاذا فسخوہ اور  
دوسرے اور میں نے ابراہیم حکیم حضرت رسول خدا صلعم نے اس جہان فانی کو استقلال فرمایا تو  
اس پر مبنی فخر اور بلوار اور تاقہ اور عمامہ وغیرہ جو حضرت کا تھا وہ سب حضرت امیر علیہ السلام کو  
ملا اور اس پر قابض نہ متصرف ہو تو اور زرہ حضرت کی رہن تھی بعد استقلال حضرت امیر علیہ السلام  
علیہ السلام نے اس کو رہن سے خلاص کر دیا اور اپنی تصرف میں لائی اور یہ سب چیزیں سوارش  
حضرت میں تھیں ان چیزوں پر کہیں حضرت امیر سے مجھ کا اور دعویٰ نہ کیا اور یہ سب  
احمال تہذیبی کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور کہیں نہ کہا کہ رسول خدا کے میراث نہیں ہوا اور کہیں





حنیفہ نے یہ بیان کیا ابراہیم اور ابولوسف اور شافعی اور سب علما ایک بارگی کھڑے ہو گئے اور ارادہ قتل حنیفہ کا کیا اور در پہ ظلم اور آزار اس کے ہوتا اور اس کو بھی بعد از مقدمہ پڑوسی اور کوشش کی اور دریش ابراہیم کی باجوہ ہاتھ سے پکڑ لی اور پہن چھوڑی تھی اور ہارون دیکھ رہا تھا جو کئی برس کی نے جویم اُن لوگوں کا دیکھا تو ہارون کے پاس آیا اور عرض کی کہ اے خلیفہ آج کو روز تو مسند رسول پر بیٹھا ہوا ہے اور ایسی کنیز کے منہ سے ایک جماعت کثیر علما ناز تیر کو سب احباب میں الزام دیکر سب کو عاجز کر دیا ہے اور یہ لوگ اندو ظلم اور زیادتی کے تیرے رو برو ارادہ قتل اور ایذا کا کرتے ہیں اور سبقت ہر ایک امیر اور ارکانِ دولت و بطور سی کے حنیفہ کے بارہ میں خلیفہ سے عرض کیا تو ہارون نے حنیفہ کو ہر کار علما کو جھڑکا اور منع کیا اور چنانچہ ہارون کا کہ متجان خاص اہلیت سے تھا تو انہیں کچھ متوجہ طرف ابراہیم اور علما کے ہوا اور ان کو دھمکایا اس وقت سب جو شخص یکبارگی ہاتھ حنیفہ سے ٹھینچا اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے ہارون ابراہیم پر غصہ ہوا اور کہا کہ خدا سے تلو مطلق شرم نہیں آتی کہ تم سب یہاں حاضر ہو اور تم اپنی کو علم اور افضل اہل زمانہ کا جانچو ہوا جو ایک کنیز کے جواب سے عاجز ہو گئے اور سب آدمی تہمت شے ہیں اور باوجود اس کے شرمندہ نہیں ہوتے ہوا اور ارادہ کرتے ہو کہ اس کنیز عاجز کو قتل کریں اور اس کو ایذا پہنچائیں جو خلافت نے ہارون کی گفتگو سنی سب امراء اور سلاطین نے ایک بارگی لعنت اور ملامت کی اور ابراہیم اور باقی سب علما کو نادم اور پریشان کر دیا اور حنیفہ کو باوجود اس کثرت اور ہجوم کے آہستہ سے مطلق خوف اور ہراس نہ تھا اور چپ نہ ہوتی اور پھر گفتگو شروع کی اور کہا کہ اکثر دشمنان گمراہ اور انحراف دشمنانِ خدا ان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈرے اور قیامت کو یاد کرو اور واسطو جاہ و مرتبہ دنیا اور حیاتِ بخور و زہ دنیا کے کمر عداوت کی رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور اہلبیت علیہم السلام پر نہ بانڈھو اور مخرجات اور مہلات کو کہ یہ از قبیل افسانہ اور افسوس ہے اس کو آنکھ نہ کھولنا اور نظر نہ دینی تم بند کہتے ہو کہ فلاں باتفاق فلاں کے فلاں خلیفہ ہوا اور فلاں فلاں واسطو کو امیر ہوا پس وہ افضل ہو گیا اور امثال اس کے حکایات و امیاتیات

میں اور روایت لکھ کر علم رسالت و نبوت اور امامت اور عصمت اور طہارت میں اور اسرار ملائکہ اور  
 تحقیق معانی میں محبت بیان کر کے زبان خلایق پر جاری کیا ہے سو قیامت اور عشر اور نشر اور  
 عذاب ابدی و کیوں نہیں یاد کرتے ہو اور عذاب خلا کیوں نہیں ڈرتے ہو اور لاکھ قہقہہ تم نے  
 خلایق میں پیدا کی تو یہی دلکش آدھیوں کو معرفت اور چہان خدا اور رسول اور امام کی ہزاروں  
 کوس دو ٹھیکہ کیا ہے اور تاریکی بعضہا فوجی بعض میں ڈال دیا ہے اور اکثر حکایت اور روایت  
 اور احادیث موضوعہ تمہارے ظالموں اور دشمنوں اہل تبت کی اور فاسقوں اور رطلوں اور  
 لڑکوں اور عورتوں سے منقول ہیں کہ یہ سب از قلم افسانہ اور افسون اور خواب اور خیال کے سطح پر  
 ہے کہ بطرح کہ ایک شخص کہانی کہتا ہے اور بہت سی عورتیں اور لڑکے اس کو سنتے ہیں اور جتنے  
 ہیں ادب کہانی تمام کنہی تو نام لڑکوں کے چڑیا اور باز اور عورتوں اور فاسقوں کو سب لک  
 روایت اور احادیث اور اخبار میں لکھتے ہیں کہ قال فلان رومی فلان اور اسکو مشہور کرتے  
 ہیں کہ فلان حدیث کو فلان شیخ سے سنی ہے یا میں اور فلان شیخ حجام مغیرہ قرآن ہے اور فلان جاہل  
 بے بصیرت فلان گوشہ نشین چلہ کش اور بڑا ولی ہے اور بیچارہ زمانہ ہے اور فلان شیخ نے خواب  
 میں ایسا دیکھا ہے اور خواب میں منیر سے یہ سنایا ہے اور منیر نے یہ فرمایا ہے اور علی بن القیاس سے  
 سنا جاہل بے بصیرت اور امتحان بے معرفت اور اندھے گوشہ جہالت اور غول جنگل منکالت  
 کے اطراف و جوانب بلا داد و مصارا وین و یسار سے جمع ہو کر گروہ گروہ پہنچے ہیں اور برکت طلب  
 کرتے ہیں اور تم سے نقل کرتے ہیں اور بناؤ معرفت اور تربیت اور طریقت اور حقیقت کے خواب  
 اور خیال اور وہم اور گمان اور نقل اور روایت تمہاری کے کہتے ہیں اور ان جہلات کا  
 ذوق اور مزاحیلات عوام اور ابلہان خام میں ایسا مستحکم ہو گیا ہے اور ایسا گڑا ہے کہ سمار  
 قضا و قدر سے بھی زائل ہونا اسکا اور وہیلہ سکا بہت مشکل اور دشوار ہے اور اس سبب تم نے  
 جمع اور تعدیل و طعن اور تکفیر عوام میں پیدا کی ہے اور بہت زمانہ اس بات کو نہیں گزرا کہ  
 اولاد انہو کی اسی طریقہ پر پیدا ہوئیں ہیں اور نہنگی اور نفیض اور عداوت الملیحہ اور عداوت

شیعیان اور پروان اہل بیت کو تنویرِ مہتاب سجا ہوا اور دشمنی اور مخالفت انکی طریقہ کی کرتے ہیں اور کریک اور ظالموں اور فاسقوں اور دشمنانِ خاندانِ رسول کو کہ جنکی عمرتِ برتی اور شربِ خمر اور کھانے گوشتِ حوک میں گزری تھیں انکو معصومانِ خاندانِ سالتِ مقدم جانتے ہیں اور جولا ہے اور قصاب آپس روایت کرتے ہیں اور اب نوبت یہاں پہنچتی ہے کہ نقل اور روایت اور حدیث اور آیت کو امیر المومنین اور امامِ حسن اور امام حسین اور باقی اہل بیت علیہم السلام کو کہ باتفاق تمام خلافت کے معصوم اور پاک ہیں قبول نہیں کرتے ہیں اور انکو قول پر اعتبار نہیں کہتے ہیں اور روایت اور حدیث عائشہ اور انس بن مالک اور ابو ہریرہ اور عمر فاروق اور معاویہ اور یزید کا اعتبار کرتے ہیں کہ ہر ایک شخص انہوں میں کو بدترین اہل کار و نگار اور خبیث ترین تجار اور کفار سے ہیں اور اب اہل ایمان کے قہار میں نفیرین کرنا اس گروہ پر واجب بات اور عبادات سے ہے انکو اب یہ مقتدا اور پیشوا تیرے اور وہ لوگ کہ جنہوں نے تا بعد اری تیرے پیشواؤں کی کی ہر کفر و منکالت میں علی الزعم علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ہیں ان لوگوں نے نصیب دیا ہوا اور حکایات بے اصل بنوائی ہیں اور غرضات اور لڑائیاں رستم اور کچھڑا اور اسفندیار اور کاؤس اور زال و غیرہ کی ترتیب ہی ہیں اور انکو بازاروں اور سیلوں میں بڑھواتے تھے اور مشہور کرتے تھے اور ہر ایک پہلوان کی شجاعت اور دلاوری کی تعریف اور توصیف کرتے تھے تاکہ وہ شجاعت پر امیر المومنین علیہ السلام کے اور لوگ ذکرِ شجاعت ان حضرت کا ذکر کریں اور قبول جائیں محاببات آنحضرت کو کسو اسطر کہ تمہاں طاقت متغیہ مجرات اور محاببات حضرت کی نہیں کہتے ہو اور کفار کی دلیر ہو کو کہتے ہو اور پڑھتے ہو اور باوجود اسکو اقرار کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ہمکو اہلبیت سے عداوت اور دشمنی نہیں بنطابہر محبت کو ظاہر کرتے ہو اور اپنی صدیق اکبر اور فاروقِ عظیم کی تم کیا فضیلت کہتے ہو اور ثابت کرو تاکہ سنو نہیں کیا صدق اور اسی اسکی لوگوں پر ثابت ہو یہ محض تمہارے اور



کیا علم اور فضیلت ہو اور کیا تقویٰ اور عبادت ہو اور کیا سخاوت اور قروت اور کیا دیاری اور شجاعت لائق این ناموں کے ہوتی ہو اور کہاں پر لڑی ہیں اور کہاں بہادریوں کو شکست دی ہو اور کوئی نیکو عمل کیا ہو اور کونسا معجزہ اور کرامات النظم و ہر میں یا ہو انوار ابراہیم فضیلت کے معنی تو بیان کر کہ کس چیز سے حاصل ہوتی ہو اور یہ بھی کہہ کہ اکثر ثوابا من عند اللہ کے کیا معنی ہیں اور وہ ثواب کس سبب ملا اور کس چیز سے حاصل ہوتا ہو اور کسی شخص کو فضیلت اہل عالم میں ہو ثابت نہیں ہو اور نہ سنتے میں آیا ہے اور نہ قرآن اور حدیث میں واقع ہوا ہو اے ابراہیم اور اے علمائے اہل شرم کرو تم علماء سے اول ان مہلات کو چھوڑ دو اور سمجھو کہ اول زمانہ خلافت سوائے بنیاد متہارے مذہب کی تعصب اور عداوت اور ظلم اور زیادتی پر رہی ہو اور کسی سادات عظام کو کہ اہلیت رسالت سے ہیں تم کبھی کبھی تو میں انکو مجال اور فرصت بحث مذہب کی نہیں دی ہو کہ اظہار مذہب اہلیت کا کریں اور تم لوگوں نے انکو قتل کا فتویٰ دیا ہو اور عوام کا لالچام کوانکو قتل پر آمادہ کیا ہو اور کہتے ہو کہ یہ اشد کفار ہیں اور بیت اہل بیان اور محتبان اہلیت اظہار کو تم نے بعد خواری قتل کرایا سبب سکے کہ تم ذریعہ اس بات سے کہ یہ لوگ ہمکو فضیحت کریں گے اور کفر اور فسق اور ظلم اماموں و شیعوں ہمارے کا کہ دشمن رسول اور اہلیت نبوت کے ہیں ظاہر کریں گے جیسا کہ میں ثابت کیا ہو تم پر بطیفیل دولت و اقبال خلیفہ زمان کے اور انکو ابراہیم علیہ اہل عقل پر ثبات ہو کہ تم دشمن اہلیت رسالت ہو اور امام متہارے قاتل اہل بیت اور دشمن رسول کے ہیں اور جو عدوت اور نفاق کہ رسول خدا سے ہو تم اور انکو ظاہر کر سکتے تھے اور خدا نے اس سے انکو رسول کو خبر دی تھی کہ یہ رسول خدا سے پیغمبر ہو تو ہیں اور باطن میں طریقہ کفر سے چلے تھے آخر کو بعد از رسول خدا صلعم وہ کفر انہوں نے ظاہر کیا اور انکی اہلیت کو اسکا عوض لیا اور اب تم بھی پیروی انکی کرتے ہو اور کیونکر نہ لاؤ اور اہلیت رسول اللہ صلعم اور شیعیان


اور پیروان اہلبیت سے تم نے دنیا میں زندہ نہ چھوڑا یہاں تک کہ نسل انہو کی منقطع  
 ہو گئی اب متعام ہو جاؤ کہ اس ظلم و جفا پر دعویٰ اسلام اور سلطانی کا کرتے ہو اور کہتے ہو کہ  
 واللہ ہم دین محمد میں تم نجد کہ تم سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑا ہیں اور ہرگز تم مسلمان  
 نہیں ہو اس وقت سب عالموں نے کہا کہ ہم دشمنان اہلبیت علیہم السلام کو بڑا ہیں اور جو کہ دشمن  
 اہلبیت ہے اُس کو بھی ہم بڑا ہیں حنیفہ نے کہا کہ واللہ تم جھوٹے ہو اور تمہارے دلوں میں  
 عداوت اہلبیت اور پیروان اہلبیت کی بھری ہوئی ہے اور میں اُسکو حضور خلیفہ میں پیہر  
 ثابت کرتی ہوں اور ابراہیم اول یہ ہے کہ بروز عید قربان علماء اور مشائخ اور اہل شہر  
 چہ دانا اور چہ عالم بلکہ سب عوام لوگ تمہارے مذہب کے زیر منبر آکر جمع ہوتے ہیں اور جب خطبہ  
 منافق منبر پر جا کر قصبہ ابراہیم اور اسماعیل اور حال قربانی کرنا شروع کرتا ہے اس وقت تم نہ  
 شروع کرتے ہو اور باغی ہاتھ کر کے روتے ہو اور جب سنتے ہو کہ ابراہیم نے چھری ہاتھ  
 میں لی اور قصد فرج اسماعیل کا کیا فرمایا کرتے ہو اور جب یہ ذکر ہوتا ہے کہ چھری قریب حلق  
 کے لگی اس وقت لو مقامہ اور پگڑیوں کو سر سے پھینک دیتے ہو اور آٹو ٹپکاتے ہو اور انھوں  
 کو سرخ کرتے ہو حالانکہ کوئی زخم حضرت اسماعیل کے نہیں پہنچا اور نہ لگا اور آخر کو ایک گوسفند  
 مارا گیا کہ ہر روز ہزاروں گوسفند اسی طرح کے بلا پروا دنیا میں فوج کئے جاتے ہیں اور جب  
 اخیر کو سب اپنی جگہ سوائے تو یہ رونا اور بٹینا واسطہ ایک گوسفند کے سمجھنا چاہتے ہو اور اس  
 بات کو اب تک چار ہزار سال گزری ہیں اور جس کسی شہر اور دیار میں کسی غیبیہ اور مومن اور  
 دوست کو دیکھو ہو کہ واسطہ نور دیدہ رسول خدا اور جگر گوشہ امیر المومنین اور فرزند ارجمند  
 سیدہ النساء العالمین اور برادر بھائی برابرن محبتی اتید شباب اہل الحبتہ امام حسین مظلوم  
 کے روز عاشورہ یا اور کسی وقت میں روتے ہیں نہ آنسو جس کے برابر کیسا جگر اور نہ مثل بدلہ  
 کے کیسا بدلہ اور نہ مثل ماں بچی کے کسی کی ماں ہونہ برابر آنسو بھائی کے کیسا بھائی ہوا اور نہ برابر  
 آنسو فرزند کے کیسا فرزند ہوا ایک جماعت کافران اور ظالمان امت نے اور منافقان

نبی حیات نے لسنے لڑائی اور غدر کیا اور انگوٹھ سے شہید کیا اور تیر مبارک انگلی تیرہ پر نصب  
 کیا اور حرم محترم کو غارت کیا اور نہ تھا دو دن یعنی بہتر آدمی بیٹوں اور بھائیوں اور بیویوں  
 اور اصحاب اور احباب اس جناب کو قتل کر ڈالا اگر کوئی مومن واسطی انہوں کو سرخ و غم نہ کری  
 اور ماتم اور گریہ میں مصروف ہو تو اسکو کہتے ہو کہ یہ ارضی ہو اور اہل بدشت ہو یہ کیا بات ہے  
 کہ جس واقعہ کو دو سو یا تین سو برس زیادہ گزرے ہوں اسکو یاد کریں اور روئیں اور اسے  
 ابراہیم کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس کو سفند کو جہاں کہ ہزار ہا برس گزر گئے ہوں اسکو یاد اس  
 مدت دراز کے رونما اور پچھدی سر سے دین پر پٹکانا اور فراموش نہ کرنا اور واسطی جگر  
 گوشہ رسول اور قزو العین بتوں کے بعد گزرنے دو سو یا تین سو برس کے نہ روئیں اور  
 ماتم نہ کریں یہ کہہ کر حنیفہ نے ہاتھ سر پر مارا اور متعنتہ سر سے اٹا ڈالا اور نوحہ اور زاری  
 شروع کی اور ہاتھ بر سر سبز مارتی تھی اور کہتی تھی کہ داغ حنین کہ جو گردن رسول خدا  
 سوار ہوتے تھے اور اپنی پاؤں کو ان حضرت پر ماتے تھے کہ جلد چلیں اور حضرت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اسپر اور کہتے تھے کہ کیا اچھا سوا ہے اور کیا اچھا مکتبہ  
 تمہارا یا حنین اور کلو تو مبارک حنین کا کہ بوسہ گاہ تیر کائنات تھائیخ میدیخ سر کاٹا اور  
 گھوڑی حضرت کے جسم مبارک پر دوڑا تو پس جب ہوں نے یہ سلوک کیا ہے اہلیت رسالت جو یہ سب  
 تمہارا امام اور پیشوا ہیں اسوقت حنیفہ سر بیٹھتی تھی اور فریاد کرتی تھی کہ ہار و ن اور  
 خلافت رونے لگی اور آواز گریہ و بکا کی بلند ہوتی ہار و ن کو خوف ہوا کہ سبادا کوئی قند  
 بر باہو جاد اسوقت حکم دیا کہ خلعت ہاتھ فاخرہ واسطی حنیفہ کے لاویں اور بخت حنیفہ کو  
 سوقوف کل پر کہ حنیفہ نے کہا کہ او خلیفہ زمان مجھ کو معذوری فرصت ملے کہ ایک سوال  
 اور کروں اور کلام کو اسبر ختم کروں ہار و ن کہہ کہ سوال کر حنیفہ نے کہا کہ ابراہیم اور  
 علیا حضارتم کو کونسا دند جبار و قہار کی سچ کہنا تم مے کی کتاب میں بھی دیکھا ہے کہ خیر  
 نے ہی حیات میں کسی کو بھی حضرت علی علیہ السلام پر مقدم کہا ہے اور امیر کیا ہے سب

عالموں کو کہا کہ ہمیں حنیفہ نے کہا ہے کہ خدا اور رسول نے کیا کوئی آپس میں نہیں کیا تو ہم نہیں  
 جانتے اور وہ کہتی ہو کہ بعض جہاں امت کی کوئی آپس میں کریں اور مقدم رکھیں یا تو آپس میں  
 کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ برات کی بکری کو دی تھی اور ہم اس کے بہت خلق  
 بھیجی کہ سورۃ برات کو مکہ میں لے جاؤ اور کفار کو سنائو کہ جو حکم خدا ہو گا وہی بکر صاحب  
 جاؤ اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کو بھیجو کہ وہ سورۃ برات کو لے جا کر کفار کو سنائیں  
 جیسا کہ فرماتا ہے لَا يُؤْمِنُ بِهَا عَذْلًا إِلَّا أَنْتَ أَوْ رَجُلًا مِّنْكَ حضرت رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر کو بھیجا کہ سورۃ برات کو ابی بکر صاحب کو لے جاؤ  
 اسکو واپس پھر دو مع اس لشکر کے کہ جو ہم اس کے تھا جناب امیر علیہ السلام نے بموجب شہاد  
 جناب رسالت آپ صلعم کے ابی بکر صاحب سورۃ برات کو لے لیا اور حضرت کے در شاہ سے  
 آگاہ کیا کہ تم واپس چلے جاؤ ابی بکر سبب شرمندگی کے اور نہ امت کے متوجہ نہ ہو  
 کا نہ ہو اور امیر المؤمنین علیہ السلام کو اتنا س کیا گیا کہ اعلیٰ تم کسی آدمی کو خدمت رسول خدا  
 صلعم میں بھیج کر کسی واسطہ پر خدمت حج حاصل کرو کہ میں اسی جگہ آپ کی خدمت میں رہوں گا حضرت  
 امیر علیہ السلام جب حکم خدا تعالیٰ اکیلے گئے اور سورۃ برات کفار کو سنایا کہ فَاذْكُفِّرْ  
 اَزْهَمَ لَكُمْ لَعْنَةُ الْاَشْرَارِ كَيْفَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَوَجَدْتُمُوهُمْ وَاحْضَرْتُمُوهُمْ  
 اور اس طرح چند شرائط دیکر مقرر ہوئی تھیں اور بعض حکام الہی انہوں کو بھیجا تو امت میں  
 اور کئی وہیں اختلافی نہیں کیا تو ابی بکر صاحب جس شخص کو کہ لیاقت یہ بھی ہو کہ ایک آیت لے کر لے جاؤ  
 اور موافق حکم خدا اسکو اتنا راہ دے واپس بلا لیا جاؤ پس کہ جو نیکر صلاحیت امامت  
 اور خلافت اور وصایت رسول اللہ کی انہیں ہو سکتی ہو اور یہ ایک نکتہ بہت باریک ہے  
 کہ واسطہ کہ جس وقت جبریل امین آیات سورۃ برات رسول خدا پاس لائے تو یہ نہ کہا کہ ان  
 آیات کو لے کر کوئی لے جاؤ اور کفار کو سنائو خداوند جل وعلی نے اس امر میں ایک مصلحت عظیم  
 رکھی تھی کہ اول میں حکم فرمایا اس کو کہ رسول خدا ابی بکر کو واسطہ اس امر میں لے کر بھیجیں اور

بعد اسکو فرمان نازل ہوتا کہ پیغمبر علی بن ابی طالب کو اور واپس کر بھیج اس شخص کو کہ جسکو  
تو نے بھیجا ہے کہ وہ لیاقت اور صلاحیت اس کام کی نہیں کہتا ہو خداوند قبل و علی نے  
اسیں سر کر کے فعال اور نصیحت ابی بکر کی چاہی اور یہ ذلت و خواری جو ابی بکر کو ہوتی ہے  
بڑی محبت ہو اور اس خواری سے وہ ندامت پہنچتی ابی بکر کو کہ پھر لوٹ کر خدمت رسول خدا  
میں نیکی اور ذمہ دکانی جگہ نہ رہی اور ابی بکر یہ تمہاری کتابوں میں لکھا ہے یا نہیں یا پیغمبر  
نے کہا کہ ہاں اسکو بک انکار ہو اور پھر حنیفہ نے کہا کہ ابی بکر یہ حق میں کہ رسول خدا صلعم  
حالت نزع میں تھو اسامہ بن زید کو سر دار شکر کیا اور کہا کہ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ تَخَلَّفَ  
عَنْ جَبْرِئِيلَ الْأَسَافَةِ إِلَّا عَلَى بَنِي أَبِي طَالِبٍ وَكَضَلَّ بَنِي عَبَّاسٍ بَعْدَ بَنِي عَبَّاسٍ  
ہو اسپر کہ جو شکر اسامہ بن زید میں جاوے اور تحت لو اس کے ذرہ سے مگر علی بن ابی طالب اور  
فضل بن عباس اور پیغمبر خدا اس حدیث کو بار بار فرماتے تھو اور ابی بکر اور عمر صاحب  
اس کلام کو نہ سنتے تھے بخوف اس کے کہ اگر ہم چلے جاویں گے تو رسول خدا علی بن ابی  
طالب کو قائم مقام اپنا کر دیں گے اور بموجب حکم رسول خدا صلعم کے اسامہ نے آدمی واسطے  
بلانے انہوں کو بھیجا اور رسول خدا بار بار ان پر نفرین فرماتے تھے تا آنکہ حضرت نے رحلت فرمائی  
اور یہ دو نوزیع ایسے ہو خواہوں کہ پیغمبر بنی ساعدہ میں گئی اور خلافت پر جھگڑنے لگی میانہ گئی  
اسکی خبر اسامہ کو پہنچی تو اسامہ نے انہوں کو پاس آدمی بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ میرے تابع  
اور ماتحت ہو تمکو خلافت سے کیا علاقہ ہو اور باتفاق سب اُمت کے بعد از مفارقت رسول خدا  
یہ نوکر اور تابع اسامہ کے تھو اگر لیاقت خلافت اور وصایت کی ہوئی تو اسامہ اٹھا اجداد  
ہو تا اور رسول خدا وقت رحلت تا دم آخر بموجب جامع اُمت انہوں پر نفرین کرتے تھو اور یہ  
ستہاری سب کتابوں میں لکھا ہے تم اسکا اسکا نہیں کر سکتے ہو جس حالت میں کہ ابی بکر اور عمر تابع  
اسامہ کے تھو اور اسکو ہمارے گئے اور مخالفت رسول خدا اسکی اور رسول خدا نے انہوں پر نفرین  
کی ہو پس بلا شک یہ نفرین خلا میں گرفتار ہیں گے مع ان لوگوں کے کہ جو بیرون کے ہیں

اور عذابِ ابدی میں مبتلا ہو چکا ابراہیم اور سب علمائے یسبِ مذمت اور شہرِ مذکی  
 خلائق کے سرِ بچا کر لیا تھا اور چپ تھے گویا کہ گوئی بہرے ہیں بعد ازاں حنیفہ نے کہا کہ  
 الحمد للہ واللہ کہ بدولتِ خلیفہِ زمانِ اس ضعیفہ اور عاجزہ نے فضائل اور مناقبِ اہلبیت  
 رسول اللہ علیہم السلام کو اور زندہ اور ظالم اور مخالفِ دشمنانِ اہل بیت سے جو کچھ میرے  
 دلیں تھا علانیہ بے خوف اور پشت کے سینے ظاہر کیا اور اعدائے دین کو از روئے محبت  
 اور دلیل کے الزام دیا اور یہ دولت کیسے بھی تجبان اور مجاہدان سے نصیب نہیں ہوتی کہ  
 جو توفیقِ خدا تعالیٰ مجھ کو نیز حقیر کو آجھے روزِ ملی اور اگر خلیفہِ زمان کو ملال ہو تو بخدا  
 بند اور خاموش نہ رہوں اور اقسامِ اقسام کے دلائلِ حقیقتِ مذہبِ اہل بیت علیہم السلام  
 پر بیان کر دوں کہ سننے والوں سے شمار اٹھانے کی بجائی بن خالد برمکی نے طرفِ ابراہیم  
 اور علما حاضرین کے دیکھا اور کہا واہ مر جہا تم نے خوب حقیقت اپنی مذہب کی ثابت  
 کی اور جو حق ثبوتِ مذہب تھا اسکو خوب ظاہر کیا اور جو کہی ابراہیم علیہ السلام  
 اور امراءِ ارکانِ دولتِ مخالف اور موافق کہ دورِ دوسے آتے تھے اور اس مجلس  
 میں حاضر تھے سب حنیفہ کو دعاوی اور تحین اور آفرین کی اداس روز چار سو آدمیوں  
 نے کہ جو مخالفِ مذہب تھے طریقہِ اہلبیت علیہم السلام کا قبول کیا اور ہارون نے اس  
 روز سے کچھ کبھی قصداً اور ایذا دہی ساداتِ اہلبیت کا نہ کیا اور معترضِ حالِ شیعیان  
 اہلبیت کا نہ ہوا اور حکم دیا کہ حنیفہ اور اس کے خواجہ کو خلعتِ ہاتھ و پاؤں سے سرفراز اور متنازع  
 کریں اور وہ ایک لاکھ مثقالِ نیرسرخ رائج الوقت موافق قرارِ داوشرط کے حلیہ اور  
 اسکو مالک کو دیں اور بہت نوازش اور مہربانی فرمائی اور حنیفہ کو اپنی قریب بلایا اور  
 اس کو کہا کہ تو اس شہر سے کسی اور جگہ چلی جا اور جہاں تیرا جی چاہے اپنا مسکن اختیار  
 کر لے کہ مجھ کو خوف ہو کہ یہ لوگ تجھ کو آزار دیں اور درجے تیرے ہلاکت کے ہوں حنیفہ اور  
 اس کے خواجہ نے پاتے ہارون پر بوسہ دیا اور اس کے دربار سے خوش حال اور مسرور

اٹھے اور خالہ چچا زاد بھائی ہارون کا کہ محبتان خاص خاندان اہل بیت علیہم السلام  
تھا اور جو لوگ کہ محبت اہلبیت علیہم السلام رکھتے تھے وہ بھی حنیفہ سے برا کرام و  
انعام تمام میٹھے آئے اور اہل بیت شہر مندہ اور روسیہ کرسی زرین سے اٹھا اور  
ابو یوسف اور شافعی اور دیگر لوگ کہ اعدائے اہلبیت علیہم السلام سے اور جو اس  
جلبہ میں آئے ہوئے تھے ناوم اور شہیان اٹھے اسوقت سب خلائق اُپر بندھتی  
تھی اور چچا زاد بھائی ہارون کا ان لوگوں سے مضحکہ اور تمسخر کرتا تھا پس  
حنیفہ سے اپنے آقا خواجہ بازرگان کے محض باجماعت کثیرہ شہر بغداد کو باہر  
آتی اور مدینہ رسول اللہ کو روانہ ہوتی بعد قطع منازل اور طے مراحل کے مدینہ  
منورہ میں پہنچ اور نہایت بابرکت جناب امام رضا علیہ السلام اور دیگر سادات عظام  
میں فائز ہو کر مسکن پزیر ہوئی + 

## خاتمہ ائمہ صنف مظلہ العالی

الحمد للہ علی انفاضہ احسانہ کہ یہ چند سطور اس رسالہ مبارکہ حنیفہ کی بدو و اعانت جناب  
آئمہ معصومین علیہم السلام زبان فاسی کو اندو میں ترجمہ کی گئیں تاکہ سنا تو اس مبارک کو بھی فائدہ  
ہو کا عام ہوا و شفع تمام ادباعت سر و مطلوب شیعہ ان حیدر گرا اور جملہ مومنین اور مومنات کا  
ہوا و رجبہ جواد و ثواب کا واسطہ اسرطی مترجم کے بھی ہو + **تمت**

اعلان

یہ کتاب خاص ارباب مذہب امامیہ کے لئے تھی گئی ہے خدمت میں حضرت المہتد و  
الجماعت کے گزارش ہو کر کوئی صاحب اس کتاب کو ملاحظہ نہ فرمائیں + برہم سواں بلوغ  
باشد و بس لکشتہ شہر مدینہ علی حسین مالک مطبع یوسفی مدلی کو

# بیاض و حیات سحر الکون

یہ سائنس تصنیفات سے مشہور ہے نامور محقق کے قریب خاص اور کوئی کے منہ میں  
 کے نظریے پہلے یہ یاسین الموسوم بہ رونی نام۔ اسرار نام۔ حیات نام۔ مرقع  
 اللہ نام۔ سحر نام۔ رسمی کا نام۔ کونین میں کھسکے شائع ہوئی تھیں اور بارہ  
 هزار دیکھی تھی۔ ہم سے اکثر اراکین ایمانی نے بے بعد و تحریے کاغذ و حسابی کی  
 اور پسوئی کی شکایت کی اور علی العموم اعلیٰ مطالب کو خود مرض و طمع و حرص  
 سے کہ طالب ذر ہو شکار الہام مالا ینعم دیا اور بعض صاحبوں نے تو ولایت کا  
 پر صفائی سے چھانے کا وعدہ ہی لے لیا ناچار مجبور بموجب حدیث حیات محل  
 سے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ایک اور مومن کا خوش کرنا خداوندی رحمت کی  
 کا باعث ہے لہذا نے بیاض نامے نہ کہ وہ کو ایک جلد میں ولایت کا خوش  
 بہت صحت و عقلی اور علمی علم سے ثابت کر قرار کرتا ہے اور بہت ہی  
 بہت بہت سببوں کے صرف پر رسمی ہے۔ جن پر کھان مومنین کو  
 حقیقہ مذہب سے طلب فوائد ان شاء اللہ تعالیٰ نوراً جمیعاً ہی حاصل ہو

الغیب

سید علی حسین مالک مطبعہ نوری









